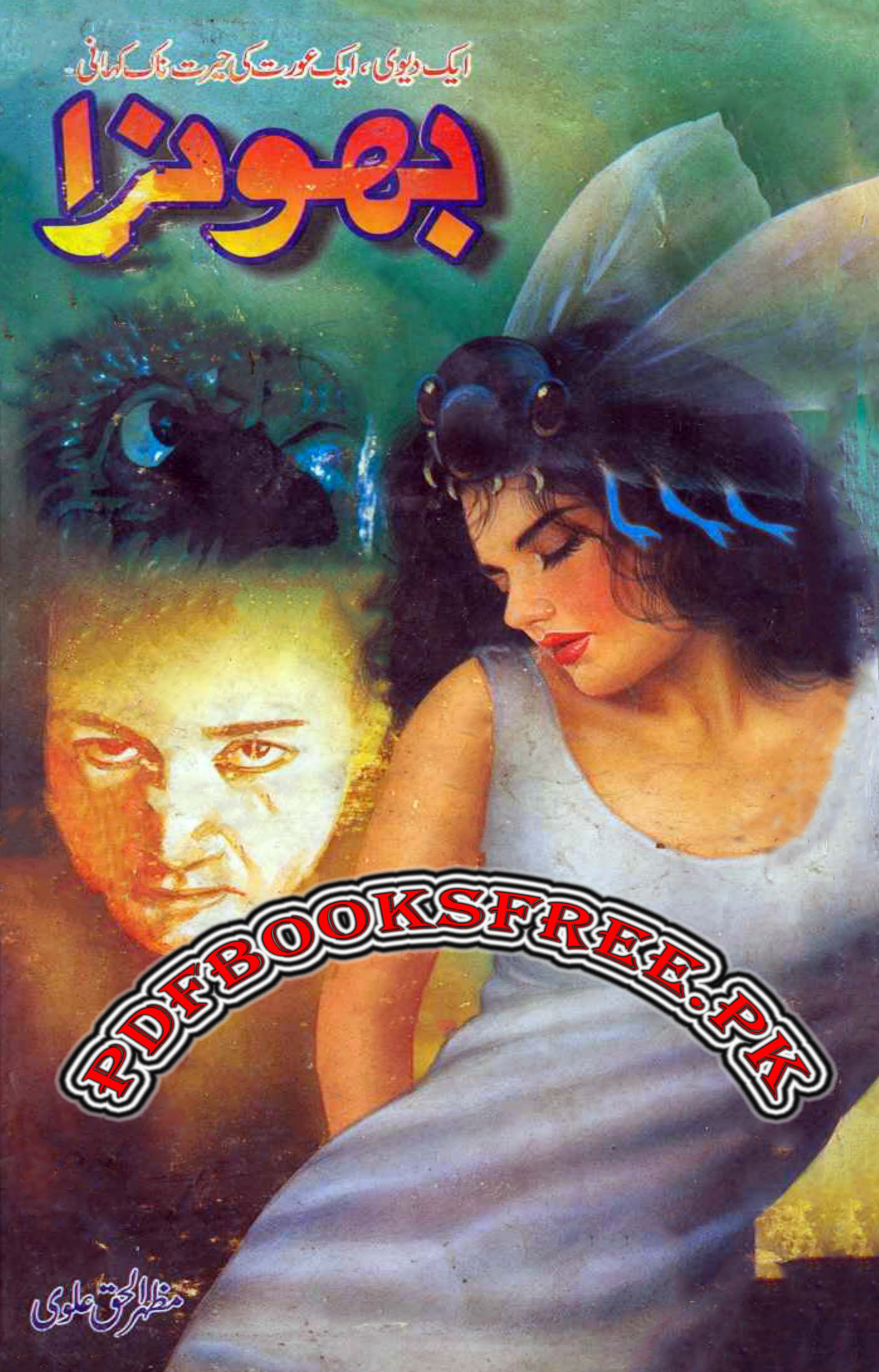


ایک دیوی، ایک عورت کی حیرت ناک کہانی۔
بھونرا
مظہرالحق علوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

پاکستان ورچوئل لائبریری پر موجود تمام کتابیں قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔



ایک پراسرار و ہیبت ناک ناول

بھونرا

مظہر الحق علوی

نوا۔ ناشرین کتب

راجپوت مارکیٹ۔ اردو بازار۔ لاہور 7223600 ✆

وہ قربان گاہ کی تصویر تھی۔ زمانہ قدیم کی قربان گاہ جس میں بھینٹ چڑھایا جاتا تھا انسان کو بھینٹ چڑھانے کی رسم ادا ہو رہی تھی۔

بائیں طرف کسی دیوی کی مرعوب کن تصویر تھی۔ دیوی ایک تخت پر نہایت شان و تمکنت سے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے بیٹھی تھی اور اس کے جسم کا اوپری حصہ عریاں تھا۔ مجھے سمجھتے دیر نہ لگی کہ وہ مصر قدیم کی مشہور دیوی ایزیس تھی۔

دیوی کے عین سامنے شعلے بھڑک رہے تھے اور شعلوں کے درمیان قربان گاہ تھی اور اس قربان گاہ پر ایک سفید فام لڑکی کھڑی تھی جو برہنہ تھی اور جسے زندہ جلایا جا رہا تھا۔

خیر تو بھینٹ چڑھانے کی رسم ادا ہو رہی تھی ایک انگریز لڑکی کو بھینٹ چڑھایا جا رہا تھا۔ اسے برہنہ کر کے قربان گاہ پر باندھا گیا۔ پھر ان شیطانوں نے شرمناک حرکتیں کیں اور اس لڑکی کو طرح طرح سے اذیت پہنچانے کے بعد اسے زندہ جلا دیا گیا۔ میں کمبلوں کے انبار پر پڑا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔

بھینٹ کی رسم ادا ہو چکی۔ عبادت پوری ہو چکی لڑکی کی راکھ کو تبرک کے طور پر ان لوگوں نے آپس میں تقسیم کر لیا جو وہاں جمع تھے پھر وہ چلے گئے اور میں اس کمرے میں اس لڑکی کے ساتھ اکیلا رہ گیا جس نے ایک رات مجھے گیت سنا کے مسحور کر دیا تھا اور جو اس مذبح خانے کی شاید متولی یا محافظ تھی یا شاید کاہنہ' اس رسم کے بعد وہ لڑکی نشے میں چور ہوتی تھی۔ چنانچہ اس دن بھی اس کی ایسی ہی حالت رہی وہ حسب معمول میرے بوسے لینے کے لئے میرے قریب آ رہی تھی۔ جب وہ میرے قریب آئی تو دفعتہً کچھ ہوا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بوجھ جس کے نیچے میں دبا پڑا تھا۔ دفعتہً کھسک گیا ہو جیسے کوئی بندھن ٹوٹ گیا ہو۔ یکا یک مجھے آزادی کا احساس ہوا۔ یکا یک میری بے بسی پگھل گئی۔

(اسی ناول سے)

پہلا حصہ

کھڑکی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رابرٹ ہالٹ کا حیرت انگیز بیان

"جگہ نہیں ہے بھاگ جاؤ۔"

اور دروازہ دھڑ سے بند کر دیا گیا۔

یہ گویا اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکا ثابت ہوا۔

میں دن بھر کام کی تلاش میں بھٹکتا رہا۔ میں کوئی ایسا کام کرنے کے لئے بھی تیار تھا جس سے مجھے اتنے پیسے مل جائیں کہ میں تھوڑا سا سالن یا پنیر اور ایک روٹی خرید کر پیٹ کی آگ بجھا سکوں۔ میں نیچ اور گرا ہوا نہیں ہوں لیکن کام کی خاطر میں لوگوں کے سامنے گڑگڑایا۔ ہاتھ جوڑے اور حد تو یہ ہے کہ ان کے پیروں پر سر تک رکھ دیا۔ لیکن کسی نے مجھے کوئی کام نہ دیا۔ دن بھر بھٹکتے رہنے اور ہر جگہ سے مایوس لوٹ آنے کے بعد میں غریب خانہ پر پہنچا تھا۔ خیال تھا کہ اور کچھ نہ سہی رات بھر پڑے رہنے کو جگہ تو مل ہی جائے گی۔ میں بھوک اور تھکن سے نیم جان ہو رہا تھا اور اسی بھوک اور تھکن نے میرے قدم غریب خانے کی طرف اٹھا دیئے تھے لیکن وہاں بھی جگہ نہ ملی وہاں سے ٹکا سا جواب مل گیا۔

"بھاگ جاؤ۔"

"کہاں بھاگ جاؤں، کہاں جاؤں۔؟"

میں کھڑا اس دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جو ابھی ابھی نہایت خشونت سے بند کر دیا گیا تھا۔ یقین نہیں آ رہا تھا کہ غریب خانے کا دروازہ بھی میرے لئے بند کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ غریب خانے کا دروازہ ہر کسی کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ ممکن ہے کھلا رہتا ہو۔ بہر حال میرے لئے تو وہ کھلا نہ تھا۔ میں بھی عجیب اوندھی قسمت لے کر دنیا میں آیا ہوں۔ یقین مانئے میں نیچ، آوارہ گرد اور بھکو نہیں ہوں۔ میں ایک شریف آدمی ہوں چنانچہ میں اپنی شرافت اور خودداری کا گلا گھونٹ کر غریب خانے پر آیا تھا۔ اس لئے کہ کسی اور جگہ، جگہ ملنے کی امید نہ تھی اور اس لئے میرا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ غریب خانہ میری امید کا آخری سہارا تھا۔ لیکن وہاں بھی مجھے جگہ نہ ملی۔ غریب خانے کے ناظم نے نہایت غصہ کے عالم میں جواب دیا اور نہایت غصے کے عالم میں دروازہ بند کر دیا۔ غریب خانہ دنیا بھر کے اوباشوں اور بدمعاشوں کے لئے تو کھلا ہے

لیکن مجھ جیسے شریفوں کے لئے اس میں جگہ نہیں۔ میں اوباش اور بدمعاش نہیں ہوں۔ میں بھوکا تھا اور بے گھر لیکن کسی کا بھوکا اور بے گھر ہونا اس کے اوباش ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اکثر اوقات شریف لوگ ہی بھوکے اور بے گھر نظر آتے ہیں۔ اس کے برخلاف اوباش اور آوارہ گرد عیاشیاں کرتے اور گھر سے اڑاتے ہیں۔ مجھے کہاں رہنا تھا ہمیشہ غریب خانے میں صرف ایک رات بسر کرنی تھی۔ صبح میں اپنی راہ لیتا اور اس رات کو جو میں نے شہیدوں کے ساتھ گزاری ہوتی۔ شاید میں عمر بھر نہ بھلا سکتا اور غالباً مرتے دم تک میرا ضمیر مجھے اس بات پر ملامت کیا کرتا۔ یہ سب جانتے ہوئے میں نے غریب خانے پر دستک دی۔ اپنے دل پر جبر کر کے اور ہر طرف سے مایوس ہو کر دستک دی تھی لیکن میری قربانی' اپنی شرافت اور خودداری کی یہ قربانی کسی کام نہ آئی۔ غریب خانے میں مجھے جگہ نہ ملی۔

رات اندھیری تھی اور بڑی تکلیف دہ ثابت ہو رہی تھی۔

غریب خانے کا دروازہ بند ہو چکا تھا اور اب اس کے کھلنے کی کوئی امید نہ تھی میں سڑک پر کھڑا ہوا تھا۔ بھوکا اور حد درجہ تھکا ہوا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ دھند جیسی بارش' جو نہ صرف مجھے بھگو رہی تھی بلکہ میری ہڈیوں کے گودے تک کو ٹھٹھرا رہی تھی۔ اس پھوار میں دور کی چیزوں کا تو ذکر ہی کیا قریب کی چیزیں بھی نظر نہ آ رہی تھیں۔ قریب کے ایک گھر میں اندھی اندھی سی روشنی ہے دور کوئی ستارہ رہا تھا اور میں نہیں جانتا کہ کہاں جاؤں۔

اس شہر میں میں اجنبی تھا۔

میں ہیمر اسمتھ میں بڑی امیدیں لے کر آیا تھا۔ لندن کے ہر شہر میں' میں قسمت آزمائی کر چکا تھا اور اب یہاں آیا تھا۔ خیال تھا کہ یہاں کوئی چھوٹا موٹا کام مل جائے گا اور میں کم سے کم بھوکا نہ مروں گا۔ لیکن یہاں بھی کوئی کام نہ ملا۔ اس بے فیض غریب خانے کے سامنے سے ہٹ آیا اور اپنی تھکی ہوئی ٹانگیں گھسیٹتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ میں ایک گلی میں سے گزر کر دوسری طرف پہنچا۔ تو دفعتہً جیسے عہد قدیم میں پہنچ گیا۔ یہ جگہ جہاں میں پہنچا تھا ویران اور سونی تھی اور وہاں کی فضا بھی عجیب تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے میں موجودہ تہذیب و تمدن اور سائنس کی ترقیوں کو کہیں بہت پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ سڑک کچی اور ناہموار تھی۔ مکانات گنے چنے اور ایک دوسرے سے بہت دور تھے۔ بارش تھمی نہ تھی اور اس پھوار کے پردے میں سے جن مکانات کو میں دیکھ سکا ان کو دیکھ کر حیران ہوا کہ کیا ہوں وہ مکانات سے زیادہ کچی جھونپڑیاں معلوم ہوتی تھیں۔ یہ مکانات بہت خراب اور خستہ حالت میں تھے اور اس قدر پرانے کہ معلوم ہوتا تھا۔ پہلی ہی موسلا دھار بارش میں اڑا اڑ کر دھم سے نیچے آ رہیں گے۔ اکا دکا مکانات میں مدھم سی روشنی ہو رہی تھی اور یہ اندھی روشنی اس مقام کی ویرانی میں اور بھی اضافہ کر رہی تھی۔

اور وہاں پہنچ کر مجھے پہلی دفعہ احساس ہوا کہ رات غیر معمولی طور پر خاموش اور بھیانک تھی۔

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میں شہر کے کون سے حصہ میں تھا۔ البتہ ایسا کچھ احساس تھا کہ اگر میں چلتا رہا تو دلہام گرین کے کسی حصے میں پہنچ جاؤں گا۔ لیکن مجھے کتنی دیر تک چلنا پڑے گا۔ میں یہ نہیں جانتا تھا اور نہ اس کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ سڑک بالکل سنسان تھی۔ کہیں کوئی راہگیر نظر نہ آ رہا تھا جس

سے میں راستہ پوچھتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے میں اچانک دنیا کے کسی دور افتادہ ویران حصے میں پہنچ گیا ہوں۔

رات اندھیری اور خاموش تھی۔

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت کیا بجا تھا۔ البتہ اندازہ ہے کہ یہی کوئی گیارہ اور بارہ کے درمیان کا عمل ہوگا۔ میں نے اس وقت تک کام کی تلاش جاری رکھی تھی جب تک کہ ہیمر اسمتھ کی آخری دوکان تک بند نہ ہوگئی اور یہاں کے لوگ اپنی دوکانیں' معلوم ہوتا ہے کافی رات گئے بند کرتے ہیں۔ یا خدا جانے اسی رات دوکانیں دیر تک کھلی رہیں اور آخری دوکان کے بند ہونے کے بعد بھی میں بہت دیر تک ادھر ادھر بھٹکتا رہا اور سوچتا رہا کہ اب۔ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر میں رات آسمان تلے گزارتا تو سردی اور بارش اگر میرا خاتمہ نہ کرتی تو صبح تک مجھے کام کا بھی نہ رکھتی۔ خصوصاً اس لئے کہ میں بھوکا بھی تھا' سردی' بارش اور بھوک کسی بھی آدمی کو نڈھال بلکہ مفلوج کر سکتی ہے یہ بدھ کا دن تھا اور سنیچر کے روز سے میں نے کچھ کھایا نہ تھا۔ صرف میونسپلٹی کے نل کے پانی سے اپنی بھوک کو دبانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن خالی پیٹ میں پانی ایک آگ سی لگا دیتا۔ ہر دفعہ پانی پینے کے بعد میں نے اپنے معدے میں ناقابل برداشت ٹیسیں محسوس کی تھیں۔ البتہ ایک دن ہالینڈ پارک میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ایک شخص نے روٹی کا ٹکڑا میری طرف پھینک دیا تھا اور بس چنانچہ تین دنوں سے میں فاقے کر رہا تھا۔ اور تین دنوں سے برابر سڑکیں ناپ رہا تھا لیکن اب میری برداشت انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ میری قوت جواب دے رہی تھی اور مجھے احساس تھا کہ اگر میں صبح تک اسی طرح بھوکا بھٹکتا رہا تو کل صبح کا سورج مجھے کسی سڑک پر بے ہوش یا مردہ پڑا پائے گا۔ لیکن میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں' رات کے گیارہ اور بارہ کا درمیانی وقت تھا اور اس وقت مجھے روٹی کہاں سے مل سکتی تھی کون دے سکتا تھا مجھے تھوڑا سا کھانا اور پڑ رہنے کو تھوڑی سی جگہ۔ کوئی نہیں' شاید کوئی نہیں۔

نہیں جانتا کہ میں کب تک اور کتنی دور تک چلتا رہا۔ جیسے جیسے میں آگے بڑھ رہا تھا۔ میری ٹانگیں جواب دیتی جا رہی تھیں۔ ہر قدم کے بعد میرا اگلا قدم لرزتا ہوا اور بے جانی سے اٹھ رہا تھا۔ میری جسمانی قوت جواب تک قائم تھی اور میری ہمت جواب تک بندھی ہوئی تھی۔ اب جواب دینے لگی تھی۔ میں نڈھال اور نیم جان ہو رہا تھا۔ باہر سے بھی اور اندر سے بھی۔ اور اندر بھوک تھی جو کسی بپھرے ہوئے عفریت کی طرح میری آنتیں نوچ رہی تھی۔ بھوک میری آنتوں کو کھا رہی تھی اور شدید درد کی ٹیسیں میرے دماغ تک پہنچتی تھیں اور غیر شعوری طور پر میں آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا میری آنکھوں کے سامنے گھومتا ہوا اندھیرا چھا رہا تھا۔ اور میرا سر چکرا رہا تھا چنانچہ جنگلے کا' شاید وہ جنگلہ ہی تھا' سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔ اگر اس وقت میرے سامنے موت ہوتی تو میں بڑی خندہ پیشانی سے اسے خوش آمدید کہتا لیکن موت نہ آئی۔ میں تو شاید تکلیف برداشت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ افسوس آسان اور پرسکون موت مرنا میری قسمت میں نہیں۔

چند منٹوں بعد میں سنبھلا۔ آنکھوں کے سامنے سے اندھیرا ذرا ہٹا تو میں نے جنگلے پر سے اپنے ہاتھ ہٹائے۔ چند ثانیوں تک بے سہارا کھڑا اپنی قوت کا اندازہ لگاتا رہا اور پھر لڑکھڑاتے قدموں سے ناہموار

سڑک پر چل پڑا۔ ابھی میں چند قدم ہی چلا تھا کہ دفعتہً مست شرابیوں کی طرح گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ میں اتنا کمزور ہو رہا تھا کہ یوں گرنے کے بعد چند سیکنڈ تک اٹھ نہ سکا۔ آنکھیں بند کئے گیلی سڑک پر بیٹھا رہا۔

بڑی کوششوں کے بعد میں اٹھا اور پھر آگے بڑھا۔ ابھی میں چند گز ہی آگے بڑھا تھا اور خدا جانتا ہے کہ یہ چند گز مجھے چند میل معلوم ہوئے کہ پھر میرا سر گھومنے لگا۔ ایک بار پھر مجھ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ شدید بھوک کی وجہ سے میری یہ حالت ہو رہی تھی۔

میرے قدم لڑکھڑائے اور میں ایک نیچی سی دیوار کا سہارا لینے پر مجبور ہو گیا۔ یہ دیوار لب سڑک تھی۔ اگر وہ دیوار وہاں نہ ہوتی۔ اگر میں نے اس کا سہارا نہ لیا ہوتا تو یقیناً میں سڑک پر ڈھیر ہو جاتا۔ کاش وہ دیوار وہاں نہ ہوتی۔ کاش کہ میں نے اس کا سہارا نہ لیا ہوتا۔ کاش کہ میں سڑک پر ڈھیر ہو گیا ہوتا۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو میری یہ حالت نہ ہوئی ہوتی۔

غنودگی کا وہ حملہ چند سیکنڈ تک ہی مجھ پر رہا ہو گا لیکن یہ چند سیکنڈ مجھے کئی گھنٹے معلوم ہوئے اور جب میری یہ غنودگی دور ہوئی تو بھوک کی ٹیسیں ناقابل برداشت ہو چکی تھیں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کہ پیٹ کے کسی خطرناک آپریشن کے درمیان مجھے اچانک ہوش آ گیا ہو۔ ٹیسیں اس قدر شدید تھیں کہ میرے بدن کا ایک ایک حصہ بھوک سے نڈھال ہو گیا تھا۔ برداشت کی بھی آخر ایک حد ہوتی ہے۔

میں چیخ پڑا۔ دیوانوں کی طرح۔

روٹی کے ایک ٹکڑے، صرف ایک ٹکڑے کے لئے میں ہر کام کر سکتا ہوں۔ میں پاگلوں کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا۔ میری آنکھیں جل رہی تھیں، دماغ پھٹ رہا تھا۔ لیکن معدے میں ٹھنڈک اتر رہی تھی اور یہ ٹھنڈک لحظہ بہ لحظہ میری طرف بڑھ رہی تھی۔ میں نے جلتی ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا اور اب مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ میں جس دیوار کا سہارا لئے کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے ایک مکان تھا۔ یہ کوئی بڑا مکان نہ تھا اور ان مکانوں میں سے ایک تھا جنہیں "ولا" کہتے ہیں اور جو ان دنوں اطراف لندن میں بے تحاشا پیدا ہونے لگے ہیں اور جن کا کرایہ تیس سے چالیس پونڈ سالانہ ہوتا ہے۔ یہ مکان اکیلا تھا۔ اس کے ارد گرد تیس یا چالیس گز تک کوئی مکان نظر نہ آ رہا تھا۔ یہ مکان دو منزلہ تھا۔ یعنی چھوٹا سا بنگلہ۔ اوپری منزل میں تین کھڑکیاں تھیں۔ تینوں کھڑکیوں پر چھلمیاں گری ہوئی تھیں مکان میں جانے کا بڑا دروازہ یا یوں کہئے کہ صدر دروازہ میرے دائیں طرف تھا خود مکان سڑک سے اتنا قریب تھا کہ دیوار پر جس سے کہ میں ٹیک لگائے کھڑا تھا جھک کے اور لمبا ہاتھ کر کے نچلی منزل کی کسی بھی کھڑکی کو چھوا جا سکتا تھا۔ نچلی منزل میں سڑک کے رخ دو کھڑکیاں تھیں۔ ایک کھڑکی محرابی تھی اور محرابی کھڑکی کھلی ہوئی تھی کھڑکی کا نچلا ساش (کھڑکی کا وہ پٹ جو اوپر سے نیچے سرک سکتا ہے) کوئی چھ انچ کے قریب اوپر کی طرف سرکا ہوا تھا۔

دور دور تک کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ کہیں سے کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ میں اکیلا تھا۔ میں بھیگی ہوئی سرد رات کے رحم و کرم پر تھا۔ خدا کی پیدا کردہ دنیا کی تمام مخلوق میں تنہا و بے سہارا تھا۔ تنہا میں بھیگ رہا تھا۔ انسان تو انسان جانور بھی اس بارش سے بچنے کے لئے کہیں نہ کہیں پناہ لے چکے تھے۔ لیکن میں بدنصیب بھیگ رہا تھا۔ مجھے کہیں پناہ نہ ملی اور پھر میں بھوکا بھی تھا۔ اب یہ میرا اخلاقی فرض تھا کہ میں سڑک کے کنارے والے مکان کے در و دیوار پر بھی دستک دیتا۔ مکینوں کو بیدار کرتا اور ان کی توجہ اس کھڑکی کی طرف مبذول کراتا جسے بند کرنا وہ شاید بھول گئے تھے۔ غالباً مجھے اپنی اس نیکی کا صدر روٹی کے ایک ٹکڑے کی شکل میں مل جاتا لیکن اس گھر میں اگر کوئی نہ ہوا۔ اگر یہ مکان خالی ہوا تو ظاہر ہے کہ میرا دستک دینا فضول تھا۔ اس طرح صرف یہ ہوتا کہ میں خواہ مخواہ شور مچا کے ہمسایوں کی نیند خراب کرتا اور انہیں مجھ پر غصے ہونے کا موقع دیتا۔ یا اگر یہ مکان خالی نہ تھا تو یہ بھی ممکن تھا کہ اس کے مکین مجھے اپنی اس نیکی کا کوئی صلہ نہ دیتے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کھڑکی قصداً کھلی رکھی ہو۔ حالانکہ ایسے موسم میں اتنی رات گئے کھڑکی کھلی رکھنے کا مطلب میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ بہر حال تجربے نے ثابت کر دیا کہ دنیا ناشکر گزار اور احسان فراموش ہے اور پھر میں اس کھڑکی کو بند کیوں کراؤں؟

وہ مجھے دعوت دے رہی تھی۔ مجھے لبھا رہی تھی۔ اکسا رہی تھی اور ترغیب دلا رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کھڑکی کو بند کرانے کے بعد بھی میں اسی طرح بھوکا رہتا۔ اسی طرح سڑک پر بارش میں کھڑا رہتا۔ ہاں کیوں بند کراؤں اس کھڑکی کو جو کھلی تھی اور ... اور ... جو میری امید بندھا رہی تھی۔ اس وقت مجھے اچھے برے کی سمجھ نہ رہی تھی۔ اس وقت میں اپنے آپ سے یہ نہ کہہ سکا کہ میں جو کچھ کرنے جا رہا ہوں وہ جرم ہے، حماقت ہے۔

قصہ مختصر میں کھڑکی کے ساش کو مزید ایک دو انچ اوپر سرکا کے کمرے میں جھانکنے لگا اور اس کا معائنہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگر اس عمل کے دوران کسی نے مجھے پکڑ لیا ہوتا تو میں اپنی صفائی میں بہت کچھ کہہ سکتا۔ پھر بھی مجھے احتیاط سے کام لینا تھا۔

ممکن ہے بارش کی وجہ سے ساش کی لکڑی پھول گئی ہو اور اوپر کھسکاتے وقت وہ آواز پیدا کرے۔

میں نے اپنے آپ سے کہا۔

لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔

ساش کا چوکھٹا یوں آسانی اور خاموشی سے اوپر کھسک گیا جیسے اس کی جھریوں میں تیل ٹپکا دیا گیا ہو۔ چوکھٹے کی اس خاموشی سے میری ہمت بڑھی چنانچہ میں نے اسے ضرورت سے زیادہ اوپر سرکا دیا۔ چوکھٹا ذرا بھی نہ چرچرایا۔ ذرا بھی کھٹکا نہ ہوا جیسے چوکھٹے نے میرا ارادہ بھانپ لیا تھا جیسے اسے مجھ پر رحم آ گیا تھا۔

کھڑکی کی دہلیز پر جھک کر میں نے اپنا سر اور دھڑ کا اوپری حصہ کمرے میں لٹکا دیا میں نے آنکھیں

پھاڑ پھاڑ کر دیکھا لیکن کچھ نظر نہ آیا۔ میں نے اندازہ لگا لیا کہ کمرہ خالی اور ننگا تھا۔ فرنیچر کے نام کی اس میں ایک کرسی تک نہ تھی۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ اس مکان میں کوئی نہ تھا۔ کمرہ اندھیرا اور خاموش تھا۔ قسمت مجھے ایک خالی کمرے میں لے آئی تھی اب میں کیا کر سکتا تھا۔

"اب میں کیا کروں۔"

اگر مکان خالی تھا تو ایسی حالت میں جیسی کہ اس وقت میری ہو رہی تھی اگر قانون اور اخلاق نہیں تو بھیگی ہوئی سرد رات مجھے اس بات کا حق دیتی تھی کہ میں رات بھر کے لئے اس مکان میں ٹھہر جاؤں اور ہر وہ شخص جس کے سینے میں دل ہے پتھر نہیں میری اس حرکت کو جرم نہیں کہہ سکتا اور نہ کہے گا۔ ممکن ہے کہ وہ لوگ جو بظاہر شریف لیکن دراصل شریف نہیں ہیں۔ میری اس حرکت کو غیر شریفانہ کہیں اور مجھ پر لعن طعن کریں یا پھر مکان کا مالک مجھے گالیاں دے۔

ابھی میرے پیر کمرے کے فرش سے اچھی طرح چھونے بھی نہ پائے تھے کہ معلوم ہوا کہ کمرہ جیسا کہ میرا خیال تھا۔ بالکل ہی ننگا نہ تھا۔ فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ یہ قالین اتنا نرم تھا کہ اس پر میرے پیر ٹخنوں ٹخنوں تک دھنس گئے۔ میری تھکی ہوئی ٹانگوں اور تقریباً زخمی اور سوجے ہوئے تلوؤں نے اس قالین کی وجہ سے ناقابل بیان راحت پائی۔ لیکن اب سوال یہ تھا کہ میں کیا کروں۔ یہ تو معلوم ہی ہو گیا تھا کہ کمرہ ننگا نہ تھا چنانچہ اب میں واپس لوٹ جاؤں یا کمرے میں اور آگے بڑھوں؟ جی تو یہی چاہتا تھا کہ اپنے بھیگے کپڑے اتار پھینکوں ایک طرف اور اسی جگہ نرم و گرم قالین پر پڑ کر سو رہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ میں بہت تھکا ہوا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ میں بھوکا بھی تھا میرے معدے میں اینٹھن سی ہو رہی تھی۔ روٹی، روٹی کے ایک ٹکڑے کی خاطر میں کیا نہ کر سکتا تھا۔

اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر تاکہ اندھیرے میں کسی چیز سے ٹکرا نہ جاؤں میں آگے بڑھا۔ ایک یا شاید دو قدم میں کسی چیز سے ٹکرایا۔ لیکن اگلا قدم اٹھاتے ہی مجھ پر عجیب طرح کا سرد خوف مسلط ہونے لگا۔ میں سمجھا نہیں سکتا کہ کس طرح کا خوف تھا وہ۔ میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا اور اس کمرے میں گھس پڑنے پر افسوس کر رہا تھا۔ کاش میں نے یہ مکان دیکھا نہ ہوتا۔ کاش میں اس کے قریب سے گزر گیا ہوتا کاش اس میں نہ آیا ہوتا۔ لیکن میں اس کمرے میں آ گیا تھا اور اب میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ بخیر و خوبی اس میں سے نکل جاؤں۔

دفعتہً کچھ ہوا۔

یکایک مجھے احساس ہوا کہ کمرے میں میں اکیلا نہ تھا۔ وہاں کوئی اور بھی موجود تھا۔ کوئی چیز۔ کمرے میں کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ تاہم مجھے شدت سے کسی کے وجود کا احساس ہو گیا تھا۔ میں کسی کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ لیکن مجھے کوئی دیکھ رہا تھا۔ کوئی ان دیکھی پراسرار ہستی میری نقل و حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھی۔

یہ بھی نہ کہہ سکتا کہ اس کمرے میں میرے ساتھ کیا تھا کون تھا۔ البتہ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی ان دیکھی اور ان جانی مگر زبردست قوت نے میرے دماغ کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہو۔ میری یہ باتیں آپ کو بچوں کی سی معلوم ہوں گی۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں ایک دم سے بے بس ہو گیا۔ یکایک کسی نے میری

قوتوں کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ کوئی مجھ پر مسلط ہو گیا تھا۔ میں کسی کا فرمانبردار غلام بن گیا تھا اور اس وقت میں نے ایک ایسی سنسنی محسوس کی جیسی پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی اور خدا کرے کہ پھر کبھی محسوس نہ کروں۔ شدید خوف، ناقابل بیان خوف کی سنسنی۔ میں جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔ میرے پیر میخوں کی طرح گڑ گئے۔ میں نہ تو ایک قدم آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ حد تو یہ ہے کہ میں سانس لیتے ہوئے بھی ڈر رہا تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ پراسرار چیز جو اس کمرے میں تھی کوئی شیطانی قوت تھی۔

میں نہیں جانتا کہ کتنی دیر تک یوں مسحور کھڑا رہا۔ شاید بہت دیر تک کھڑا رہا ہوں گا۔ کسی چیز نے حرکت نہ کی۔ کوئی چیز نظر نہ آئی۔ کوئی آواز سنائی نہ دی کچھ نہ ہوا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ پر لعنت بھیجی۔ اپنے آپ کو بزدل و نامراد کہا لیکن کچھ نہ ہوا۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ لیکن اس وقت بزدل بن گیا تھا۔ یا یوں کہیے کہ بنا دیا گیا تھا۔ خدا جانے میں کس چیز سے ڈر رہا تھا۔ میں نے اپنی ہمت بندھانے کی کوشش کی۔ میں کس سے ڈر رہا تھا۔ کیوں ڈر رہا تھا۔ یہ میرا وہم تھا۔ میں اپنے وہم کی وجہ سے کانپ رہا تھا پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ کمرے میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہاں کوئی نہ تھا اگر کمرے میں کوئی ہوتا تو ظاہر ہے کہ میں لغزش کے ذریعہ یوں آسانی سے کمرے میں نہ گھس سکتا تھا۔ یا اگر کوئی تھا اس کمرے میں تو وہ مجھ سے زیادہ بزدل تھا میں چوروں کی طرح کمرے میں گھسا تھا اور وہ مجھے للکارنے کی جرأت نہ کر سکا چنانچہ اب میں بغیر کسی مداخلت کے کمرے میں آ گیا تھا۔

کسی نے مجھے ٹوکا نہ تھا۔ تو ظاہر ہے کہ میں اسی طرح آسانی سے باہر بھی جا سکتا تھا اور اس خیال کے ساتھ ہی میرا جی چاہا کہ میں باہر چلا جاؤں۔ نکل جاؤں اس کمرے سے واپس لوٹ جانے کی یہ خواہش بڑی شدید تھی۔

لیکن بڑی کوششوں کے بعد اپنے جسم کا پورا زور لگانے کے بعد میں صرف یہ کر سکا کہ اپنا سر گھما سکا۔ لیکن فوراً ہی جیسے کسی نے میرا سر پکڑ کر پھر سامنے کی طرف کر دیا۔ میں نہیں کہہ سکتا خدا کی قسم نہیں کہہ سکتا۔ کون مجھے سامنے ہی دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ کوئی مجھے روکے ہوئے رہا تھا۔ میں مجبور تھا بے بس تھا۔ میں مغلوب تھا اور کوئی غالب تھا۔ میرا دل نہ صرف زور زور سے دھڑک رہا تھا بلکہ جیسے پسلیوں سے ٹکرا رہا تھا اس کی دھڑکن کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ دھک دھم دھک دھم میں خزاں رسیدہ پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ ناقابل بیان خوف مجھ پر مسلط تھا۔ خوف کا سیل بے پناہ میری ہمت بہا لے گیا تھا۔ میری آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور میں سامنے اپنے سامنے دیکھ رہا تھا۔ کوئی مجھے اس طرف دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔ میری قوت سامعہ بہت تیز ہو گئی تھی۔ تکلیف دہ حد تک تیز۔ اس وقت اگر کوئی چیونٹا فرش پر رینگ رہا ہوتا تو میں اس کی بھی آواز سن لیتا۔

اور پھر کچھ ہوا۔

کسی چیز نے حرکت کی۔ ہلکی سی آواز میرے کانوں کے پردوں سے ٹکرائی۔ آواز اتنی مدھم اور غیر مرئی سی تھی کہ میرے علاوہ کسی اور کے کان اسے نہ سن سکتے تھے۔ لیکن میرے کانوں نے وہ آواز سن لی میں اسی طرف دیکھ رہا تھا جس طرف کسی چیز نے حرکت کی تھی اور جس طرف سے آواز آئی تھی۔ میرے دیکھتے

ہی دیکھتے اندھیرے کی چادر میں روشنی کے دو داغ پیدا ہو گئے۔ ایک لمحہ پہلے وہ داغ وہاں نہ تھا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہاں نہ تھے۔ لیکن اب وہ اچانک پیدا ہو گئے تھے۔ وہ آنکھیں تھیں یوں کہا میں نے اپنے آپ سے۔ میں نے سنا تھا کہ اندھیرے میں بلی کی آنکھیں چمکتی ہیں۔ حالانکہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ وہ بلی کی آنکھیں تھیں جو اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ مجھے یوں بھی احساس تھا کہ میں یوں کہہ کر اپنے آپ کو بہلا رہا تھا اپنے آپ کو دھوکا دے رہا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ بلی کی آنکھیں نہ تھیں۔ کس کی آنکھیں تھیں۔ یہ میں نہ کہہ سکا اور نہ ہی اس کے متعلق سوچنے کی جرأت کر سکا۔

روشنی کے دونوں داغ آگے بڑھے وہ جس کی دو آنکھیں تھیں میری طرف آ رہا تھا۔ مجھ سے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے چاہا کہ وہاں سے بھاگ جاؤں لیکن ایک عضو بھی میرے اختیار میں نہ تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے میرے اعضاء میرے اپنے نہ تھے۔

آنکھیں بڑھتی رہیں میری طرف بڑھتی رہیں۔ ابتداء میں وہ آنکھیں فرش سے کوئی دو تین فٹ بلند تھیں۔ لیکن پھر چرچر کی آواز سنائی دی جیسے کوئی اپنی ایڑھی تلے کسی سخت جسم والے کیڑے کو کچل رہا ہے۔ آنکھیں غائب ہو گئیں، ایک ہی لمحہ بعد وہ پھر نمودار ہوئیں اور اس دفعہ وہ فرش سے صرف چھ انچ بلند تھیں، وہ آنکھیں پھر میری طرف بڑھ رہی تھیں۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ وہ کیڑا یا جو کچھ بھی وہ تھا جس کی وہ آنکھیں تھیں بہت چھوٹا سا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے کیا ہو گیا۔ میں وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن ایسا نہ کر سکا۔ میں ان آنکھوں کے سامنے جو میرے قریب ہوتی جا رہی تھیں بھاگ نہ سکتا تھا کیوں؟ خدا جانے کیوں مجھ پر سکتہ طاری تھا اور اس کا سبب تھا غالباً میری تھکن اور بھوک جس نے میری ساری قوتیں سلب کر لی تھیں۔ وجہ کچھ بھی ہو حقیقت یہ ہے کہ میں جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا۔ بت بنا کھڑا رہا۔

آہستہ آہستہ بے حد آہستہ آنکھیں میری طرف بڑھتی رہیں اور دائیں بائیں ڈولتی رہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ وہ جس کی وہ آنکھیں تھیں ڈولتا ہوا چل رہا تھا۔ اس وقت میں ایسا خوف محسوس کر رہا تھا جیسا کہ دنیا میں کبھی کسی نے محسوس نہ کیا ہوگا۔ میں ان آنکھوں پر سے اپنی نظر نہ ہٹا سکتا تھا۔ حد تو یہ ہے کہ میں پلک تک نہ جھپکا سکتا تھا اندھیرے میں دیئے کی طرح جلتی ہوئی دو آنکھیں میری طرف بڑھ رہی تھیں اور میری نظر ان پر جمی ہوئی تھی کوشش کے باوجود میں ان پر سے اپنی نظر نہ ہٹا سکتا تھا کوشش کے باوجود میں اپنی جگہ سے ہل تک نہ سکا۔

اور آنکھیں تھیں کہ رینگ رہی تھیں۔

آخر کار وہ میری ٹانگوں کے قریب پہنچ گئیں دفعتہ میں نے ایک ٹانگ پر کچھ محسوس کیا۔ کوئی چیز ٹانگ پر چڑھ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ میری تمام قوتیں مرتی جا رہی تھیں۔ میرا پورا جسم مفلوج سا ہو گیا تھا۔ وہ جانور یا کیڑا یا جو کچھ بھی تھا میری ٹانگ پر چڑھ رہا تھا۔ میرے سینے کی طرف بڑھ رہا تھا اور میں کچھ نہ کر سکتا تھا ایک انگلی تک نہ ہلا سکتا تھا۔

اور وہ اوپر چڑھتا ہی رہا۔ آہستہ آہستہ اور بڑی آسانی سے جیسے میں کھڑا ہوا نہیں بلکہ لیٹا ہوا ہوں۔

جیسے وہ مجھ سے نہیں ڈرتا۔ جیسے وہ جانتا ہو کہ میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میرے بدن میں خوف کی لہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ اور وہ اوپر ہی اوپر چڑھ رہا تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بہت بڑی مکڑی ہو۔ بہت بڑی مکڑی۔ بھیانک خوابوں کی ہولناک مکڑی جیسے زندہ ہو گئی ہو۔ میں اس کی ٹانگوں کا دباؤ اپنے کپڑوں پر محسوس کر رہا تھا۔ وہ اپنی ٹانگوں سے میرے کپڑے سے چمٹ پکڑ کر اوپر رینگ رہی تھی اور اس کی ٹانگیں دو چار تھیں شاید ان گنت تھیں اور میں ہر ایک ٹانگ کا دباؤ الگ الگ محسوس کر رہا تھا۔ اس کی ٹانگیں نرم نرم سی نم دار اور چکنی تھیں وہ مکڑی اوپر چڑھتے وقت سریش جیسی کسی چکنی چیز یا لعاب کے ذریعہ اپنی ٹانگوں کو کپڑے پر چپکا رہی تھی۔

وہ چیز اوپر ہی اوپر چڑھتی رہی۔

یہاں تک کہ وہ میری رانوں پر پہنچ گئی اور اب وہ میرے پیٹ کی طرف رینگ رہی تھی اور میں بے بس تھا۔ میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔ آپ نے بھی ایک آدھ دفعہ ایسا خواب دیکھا ہوگا کہ کوئی بلا آپ کا پیچھا کر رہی ہے۔ آپ بھاگنا چاہتے ہیں مگر بھاگ نہیں سکتے۔ بس اسی قسم کا خواب میرے لئے حقیقت بن گیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اگر میں ایک جھرجھری بھی لوں تو یہ جانور جھپ سے فرش پر گر جائے۔ لیکن میں یہ بھی نہ کر سکا میں زندہ تھا لیکن مردے سے بدتر میرا ایک عضو ایک چھلا تک میرے اختیار میں نہ تھا۔

اور پھر ایک حیرت انگیز انکشاف ہوا۔

میں نے دیکھا۔ اس جانور کی آنکھیں دو چراغوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں سے حقیقت میں روشنی نکل رہی تھی اور اسی روشنی میں میں اس جانور کے جسم کے نقوش دیکھ سکتا تھا۔ وہ خلاف توقع کافی بڑا تھا یا تو اس کا جسم بذات خود تابناک اور اندھیرے میں چمکنے والی خصوصیت کا حامل تھا یا پھر حیرت انگیز حد تک زرد تھا۔ بہرحال مجھے تو اس کا جسم اندھیرے میں چمکتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ میں اب بھی نہ معلوم کر سکا کہ وہ کون سا جانور تھا یا کیڑا۔ تاہم معلوم ایسا ہوا کہ وہ مکڑی کی نسل کا کوئی بہت ڈراؤنا اور حیرت انگیز حد تک بڑا کیڑا تھا۔ عفریت پیکر کیڑا۔ وہ کافی وزنی بھی تھا۔ اس قدر وزنی کہ میں حیران تھا کہ اپنے ایسے بوجھل جسم کے باوجود اتنی آسانی سے چڑھ رہا تھا۔ اس کی ٹانگوں میں سے کوئی لیس دار چکنا مادہ نکل رہا تھا اور غالباً اسی کی وجہ سے وہ اپنی پکڑ مضبوط کر لیتا تھا اور پھر اپنے بوجھل جسم کو اوپر کر لیتا تھا۔ میں اس چپکنے مادہ کو اپنے کپڑوں اور جلد سے چپکتے محسوس کر رہا تھا جیسے جیسے وہ اوپر چڑھتا گیا۔ اس کا بوجھ بڑھتا گیا۔ اب اس کے بدن سے بو بھی پھوٹ رہی تھی۔ بڑی ہی ناخوشگوار اور متلی آمیز بو تھی۔ جیسے جیسے وہ عفریت پیکر کیڑا چہرے کے قریب ہوتا جا رہا تھا اس کی بو ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔

اب وہ میرے سینے پر تھا۔

میں اس کی ہر حرکت کو بخوبی محسوس کر رہا تھا۔ وہ ڈگمگا ڈگمگا کر اوپر چڑھ رہا تھا۔ اس کی اگلی ٹانگیں میرے گلے کی ننگی جلد پر عین اس جگہ جہاں گردن دھڑ سے ملتی ہے چھو گئیں۔ اس کی ٹانگیں میرے گلے کی جلد پر چپک گئیں۔ میرے خدا! اس وقت کے خوف سنسنی اور گھن کو میں عمر بھر نہ بھلا سکوں گا۔ اکثر دفعہ میں خواب میں اس بھیانک کیڑے کو اپنے جسم پر چڑھتے دیکھتا اور اس کی چکنی ٹانگوں کو اپنے حلق کی جلد پر

محسوس کرتا اور نیند میں چیخ پڑتا ہوں۔

وہ اپنی اگلی ٹانگیں میرے حلق کی جلد سے چپکا کر ٹک سا گیا اور پھر زور کرکے اپنی پچھلی ٹانگیں اوپر کھینچنے لگا اور اب وہ لرزہ خیز آہستگی اور اطمینان سے میرے گلے پر رینگ رہا تھا۔ ایک وقت میں جب وہ دونوں پاؤں آگے رینگ سکتا تھا اور اس کا بوجھ میں اپنے حلق پر محسوس کر رہا تھا۔ وہ حیرت انگیز حد تک وزنی تھا اس کا بوجھ سنبھالنے کے لئے میری گردن کے پٹھے خود بخود تن گئے۔

وہ میری ٹھوڑی تک پہنچ گیا۔

اس نے میرے ہونٹوں کو چھو لیا اور میں بے ہوش نہ ہو سکا۔ میں نے ہوش اور بے حرکت رہا۔ وہ خوف سے میرے چہرے پر رینگ آیا۔ اس کے جسم نے میرے پورے چہرے کو ڈھک لیا۔ اس کا بدبودار جسم میرے چہرے کو بھینچ رہا تھا۔ وہ اپنی بے شمار ٹانگوں سے میرے چہرے کو جیسے پیار و محبت سے بھینچ رہا تھا۔

مارے خوف کے میں پاگل ہو گیا۔

میں نے جھرجھری لی۔

میں نے اپنے بدن کو ایک جھٹکا دیا۔

اور وہ کیڑا دھم سے فرش پر گرا۔ عذاب میں مبتلا چیختی ہوئی روح کی طرح میں چیختا ہوا پلٹا اور دروازے کی طرف بھاگا۔ لیکن میری ایک ٹانگ کسی چیز میں الجھ گئی مجھے تو یہ محسوس ہوا جیسے کسی نے میری ٹانگ پکڑ لی ہو۔ میں اوندھے منہ گرا۔

میں حیرت انگیز پھرتی سے اٹھا اور کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف بھاگا۔ بارش ہو یا نہ ہو موسم کیسا ہی ہو۔ میں اس مکان سے نکل جانا چاہتا تھا میں اپنے ہاتھ کھڑکی کی دہلیز پر رکھ چکا تھا۔ میں ایک کر باہر چھلانگ لگانے ہی والا تھا۔ میری بھوک اور تھکن غائب ہو گئی تھی۔

دفعتہ میرے پیچھے کمرے میں روشنی ہو گئی۔

یہ فوری روشنی خلاف توقع تھی۔ میں خوف و حیرت سے اچھل پڑا اور ابھی میں سنبھلنے بھی نہ پایا تھا۔
ایک آواز نے کہا

"بس رک جاؤ۔"

اس آواز میں کوئی خاص بات تھی جسے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ لہجہ تو ایک حکم کا سا تھا لیکن آواز حیوانہ اور غیر ارضی سی تھی بڑی ہی عجیب و بیہودہ سی آواز تھی۔ وہ جوش کی حرارت تھی اور نہ کسی عورت کی۔ البتہ انداز بدیسیوں کا سا تھا۔ اس نامحسوس سی تھکن اور عجیب آواز میں کچھ ایسی بات تھی آواز جتنی عجیب تھی اتنا ہی عجیب اس کا اثر بھی تھا جب اس نے کہا بس رک جاؤ تو میں ایک بت سا بن گیا گویا اس

کے علاوہ میں کچھ اور کر ہی نہ سکتا تھا۔

"گھوم جاؤ اس طرف۔"

میں بڑے میکانکی طور سے گھوم گیا اس حکم کی فرمانبرداری بڑی خود بخود تھی اور میں نہیں جانتا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو روکنے کی دیوانہ وار کوشش کی لیکن اس پراسرار مکان میں داخل ہونے کے بعد اپنے آپ پر میرا اختیار نہ تھا۔ میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اپنی مرضی سے کچھ نہ کر سکتا تھا میں کسی کا غلام بن گیا تھا۔ وہ جو چاہتا تھا مجھ سے کروا لیتا تھا۔

چنانچہ میں گھوم گیا۔

اور اب میں ایک بستر کی طرف منہ کئے کھڑا تھا۔ بستر میں کوئی لیٹا ہوا تھا بستر کے سرہانے کی طرف سے نہایت ہی تیز اور آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی نکل رہی تھی۔ روشنی سیدھی میری آنکھوں پر پڑ رہی تھی چنانچہ چند ثانیوں تک مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ اس حیرت انگیز تیز روشنی نے مجھے عارضی طور سے اندھا کر دیا تھا۔ جب تک وہ روشنی ہوتی رہی میں صاف طور سے نہ دیکھ سکا۔ یعنی میری نظر دھندلا رہی جیسا کہ میں نے کہا کہ میں کچھ دیر کے لئے دیکھنے کے قابل نہ رہا حالانکہ ہر چیز دھندلی دھندلی نظر آ رہی تھی۔

اور جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہ مجھے نظر نہ آیا ہوتا۔

سامنے بستر پر کوئی لیٹا ہوا تھا۔ میں یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ وہ مرد تھا یا عورت بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ابتدا میں وہ مجھے کوئی غیر ارضی مخلوق معلوم ہوئی۔ کوئی بھٹکی ہوئی روح۔ لیکن رفتہ رفتہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ کوئی روح نہیں اور عورت نہیں بلکہ وہ مرد ہی تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی صنف نازک اتنی بھیانک نہیں ہوتی۔

وہ بستر پر لیٹا ہوا تھا اور ایک کمبل اس طرح اوڑھے ہوئے تھا کہ اس کا صرف چہرہ نظر آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ بستر اور کمبل کے درمیان سے اس کا چہرہ باہر نکلا ہوا تھا۔ بقیہ جسم ٹھوڑی سے لے کر پیروں کی انگلیوں کی پوروں تک بستر میں دفن تھا وہ ایک ہاتھ پر سر رکھے بائیں کروٹ لیٹا ہوا تھا۔ وہ بے حس و حرکت مجھے گھور رہا تھا جیسے میری روح میں جھانک رہا ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ حقیقت میں میری روح میں جھانک رہا تھا۔ اس کی عمر کا اندازہ میں نہ لگا سکا اور میں تو کیا کوئی بھی نہیں لگا سکتا تھا۔ اگر وہ کہتا کہ وہ صدیوں سے جی رہا ہے تو اس کے چہرے کو دیکھ کر کوئی بھی اس کی اس بات کا یقین کر لیتا۔ اس کے چہرے پر گزرے ہوئے سال خدا جانے کتنے سال اپنے انمٹ اثرات چھوڑ گئے تھے۔ اس کے باوجود میں نے محسوس کیا کہ وہ اتنا عمر رسیدہ نہ تھا جتنا کہ نظر آ رہا تھا بلکہ وہ مجھے اپنا ہم عمر معلوم ہوا کیونکہ اس کی آنکھوں میں حیات کی چمک تھی۔ چونکا دینے والی چمک غالباً وہ کسی موذی مرض میں مبتلا تھا جس نے اس کے چہرے کو کھنڈر جیسا بنا دیا تھا۔

اس کے چہرے اور سر پر ایک بھی بال نہ تھا لیکن بالوں کی بجائے گہری جھریوں نے پوری لے لی تھی۔ اور اس کی زردی مائل زعفرانی جلد پر جھریوں کا پیچ در پیچ اور الجھا ہوا جال سا تنا ہوا تھا۔ اس کی کھوپڑی غیر معمولی طور پر چھوٹی تھی جو انسان کے بجائے کسی جانور کی معلوم ہوتی تھی۔ اس کے مقابلے میں اس کی ناک غیر معمولی طور پر بڑی تھی اور کسی شکاری پرندے کی چونچ معلوم ہوتی تھی اس عجیب و غریب دیکھنے والوں

بے چین و حیرت زدہ کر دینے والی ناک کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ اس بھیانک آدمی کے عین منہ تک چلی گئی تھی۔ ناک کے عین نیچے اس کی مڑی ہوئی نوک سے گویا جڑے ہوئے اس کے ہونٹ تھے۔ جو باہر کی طرف ابھرے ہوئے تھے۔ اب رہی ٹھوڑی تو وہ تھی ہی نہیں جس کا ذکر کیا جائے۔ ٹھوڑی کا یہ عدم وجود ہی اس کے چہرے کو بھیانک بنانے کے لئے کافی تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں اسے حد درجہ ہیبت ناک بنانے کے لئے کافی تھیں۔ اس کی آنکھیں اس کے چہرے میں سب سے نمایاں تھیں اور سچ تو یہ ہے کہ میں آخر تک یہ سمجھتا رہا کہ وہ جو بستر پر لیٹا ہوا تھا صرف آنکھیں تھا۔

اس کی آنکھیں ہماری آپ کی آنکھوں کے برخلاف بہت زیادہ پھیلی ہوئی اور گویا پیشانی میں جڑی ہوئی تھیں۔ اس کی آنکھیں حلقوں میں بہت اندر تک دھنسی ہوئی تھیں اور کسی طرح کی باطنی حرارت کی وجہ سے چمک رہی تھیں۔ بلکہ سلگ رہی تھیں۔ ان بتیوں کی طرح جو رات کو روشنی کے مینار میں سلگا دی جاتی ہیں۔ میں ان آنکھوں کے اثر کو دور نہ کر سکتا تھا۔ میں اس بھیانک آدمی کی نظر سے اپنے آپ کو دور نہ کر سکتا تھا۔ ان سلگتی ہوئی آنکھوں نے مجھے اپنے اثر میں لے لیا تھا اور وہ مجھ پر جمی ہوئی تھیں اور میں زیادہ سے زیادہ بے بس ہوتا جا رہا تھا اور اس رات مجھے پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ آنکھوں میں کتنی چمک اور نظر میں کیا مغلوب کن اثر ہوتا ہے۔ ان آنکھوں نے مجھے جکڑ لیا تھا بے بس کر دیا تھا اور مسحور کر دیا تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ آنکھیں جو چاہیں مجھ سے کروا سکتی ہیں اور ایسا ہی ہوا۔ وہ آنکھیں مجھ پر گڑی رہیں۔ اس شخص نے جس کی وہ آنکھیں تھیں اس تمام عرصہ میں پلک تک نہ جھپکی اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ اسی طرح پلک جھپکے بغیر کئی گھنٹوں تک مجھے گھور سکتا تھا۔

میری زبان تو گنگ ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس بھیانک آدمی نے خاموشی توڑی "کھڑکی بند کر دو" اس نے حکم دیا۔

میں نے کھڑکی بند کر دی۔

"جھلملی گرا دو۔"

میں نے اس حکم کی بھی تعمیل کی۔

"اب گھوم جاؤ میری طرف۔"

میں بڑی فرمانبرداری سے اس کی طرف گھوم گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔؟"

اور پھر میری زبان کھل گئی۔ محض اس شخص کے سوال کا جواب دینے کے لئے میرے منہ سے جو الفاظ نکلے ان کے متعلق یہ عجیب بات تھی کہ وہ میری قوت ارادی سے نہیں بلکہ بستر پر لیٹے ہوئے اس پراسرار آدمی کی قوت ارادی سے میرے منہ سے نکل رہے تھے۔ یہ میں نہ تھا جو بولتا۔ اور اس کے سوال کا جواب دینا چاہتا تھا بلکہ وہ پراسرار آدمی تھا جو مجھے بلواتا اور اپنے سوال کا جواب حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں اپنی مرضی سے بول نہ رہا تھا۔ بلکہ وہ مجھے بلوا رہا تھا۔ وہ جو چاہتا تھا مجھ سے کہلواتا تھا اور میں کہہ رہا تھا۔ میں اس کا فرمانبردار تھا اس کا غلام تھا اور پوری طرح اس کے اختیار میں تھا۔ میری ساری قوتوں کی باگ اس

کے ہاتھ میں تھی۔

"تمہارا نام کیا ہے۔؟"

"میرا نام رابرٹ بالٹ ہے۔"

"کیا کام کرتے ہو۔؟"

"کلرک ہوں۔"

"تم نے کہا اور میں نے یقین کر لیا۔" اس کی آواز میں ایسی تلخی تھی جو میرے دل کو ڈس رہی تھی۔

"کس قسم کے کلرک ہو؟"

"ان دنوں بیکار ہوں۔"

"خوب' ان دنوں بیکار ہو۔" اس کی آواز میں پھر وہی تلخی تھی "میں جانتا ہوں اس قسم کے کلرکوں کو جو ہمیشہ بیکار رہتے ہیں۔ رابرٹ بالٹ تم چور ہو۔"

"میں چور نہیں ہوں۔"

"تو کیا کلرک یوں چوروں کی طرح کھڑکیوں میں سے کسی کے مکان میں گھس پڑتے ہیں۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ میں جواب دوں۔

"تم کھڑکی میں سے کیوں آئے۔؟"

"اس لئے کہ وہ کھلی ہوئی تھی۔"

"بہت سیدھا سادہ جواب۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا تم ہر اس کھڑکی میں گھس پڑتے ہو جو کھلی ہوئی ہو۔؟"

"نہیں"

"تو پھر اس کھڑکی میں کیوں گھسے۔"

"اس لئے کہ میں بھیگا ہوا تھکا ہوا اور بھوکا ہوں اور سردی محسوس کر رہا ہوں۔" میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے جیسے وہ بھیانک آدمی انہیں میرے حلق میں سے یکے بعد دیگرے گھسیٹ رہا ہو اور حقیقت بھی یہی تھی۔

"گھر بار نہیں ہے؟"

"نہیں۔"

"روپیہ پیسہ؟"

"نہیں۔"

"عزیز و اقربا۔"

"نہیں۔"

"تو پھر کس قسم کے کلرک ہو"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ کس قسم کا جواب چاہتا ہے۔ خدا کی قسم میں بدقسمتی

کا شکار تھا۔ میری بدقسمتی ایک کے بعد دوسری ضرب لگاتی تھی۔ اور اور ہر ضرب پچھلی ضرب سے زیادہ شدید ہوتی تھی۔ جس ادارے میں میں کام کر رہا تھا اس نے کئی مہینے تک مجھے تنخواہ نہ دی۔ عاجز آ کر میں نے ایک دوسری جگہ کم تنخواہ میں ملازمت کر لی۔ لیکن اس ادارے نے ملازموں میں کمی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چھانٹی میں میرا نام بھی آ گیا۔ چند دنوں کی بھاگ دوڑ کرنے کے بعد میں نے ایک جگہ عارضی ملازمت کر لی۔ معیاد ختم ہو گئی تو میں پھر بیکار تھا۔ بہت دنوں کے بعد ایک عارضی ملازمت مل گئی۔ اور جب مجھے وہاں سے جواب مل گیا تو اس کے بعد مجھے پھر کوئی ملازمت نہ ملی۔ میری اس ملازمت کو ختم ہوئے نو مہینے گزر چکے تھے اور تب سے اب تک میں ایک دمڑی تک نہ کما سکا تھا۔ چنانچہ آدمی کے پاس جب ایک ہی جوڑا کپڑا ہو اور وہ نو مہینوں تک انہی کپڑوں کو پہنتا آ رہا ہو۔ تو اس کا بھکاری اور آوارہ گرد نظر آنا ضروری ہے۔ اس کے بعد میں کسی بھی طرح کے کام کی تلاش میں لندن کی سڑکیں ناپتا رہا۔ میں ذلیل سے ذلیل کام کرنے کو بھی تیار تھا تاکہ اپنا پیٹ پال سکوں۔ لیکن میری اس تلاش کا نتیجہ صفر ہی رہا اور یہاں مجھے غریب خانے میں بھی جگہ نہ ملی تھی اور یہ میری بدقسمتی کی انتہا تھی۔ لیکن میں اپنی کہانی اس شخص کو سنا نہ سکتا تھا جو میرے سامنے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ میری بپتا سننا نہ چاہتا تھا۔ اگر سننا چاہتا تو اپنی مرضی سے یہ سب باتیں مجھ سے کہلوا لیتا۔

یہ بات قرین قیاس ہے کہ وہ میرے حالات زندگی سے واقف ہو گیا ہو حالانکہ خود میں نے اس کے متعلق ایک لفظ تک نہ کہا تھا۔ اس کی آنکھیں عجیب تھیں اور وہ اپنی ان آنکھوں سے میرے اور کسی کے بھی ماضی کو کھلی ہوئی کتاب کی طرح پڑھ سکتا تھا۔

"کپڑے اتار دو۔"

میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ میرے پھٹے ہوئے گندے کپڑے فرش پر پڑے تھے اور میں اس بھیانک آدمی کے سامنے برہنہ کھڑا تھا۔ اس نے میرے ننگے جسم کا جائزہ لیا تو اس کے چہرے کے بھیانک نقوش میں تغیر پیدا ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔ بڑی گھناؤنی اور بوالہوسانہ مسکراہٹ تھی اس کی۔ اس کی مسکراہٹ نے میرے جسم میں سنسنی اور کراہت کی لہریں دوڑا دیں۔

"کتنی سفید جلد ہے تمہاری۔ ایسی سفید جلد حاصل کرنے کے لئے میں کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ دنیا کی ساری دولت دے سکتا ہوں۔"

وہ خاموش ہو گیا اور چند ثانیوں تک عجیب نظروں سے مجھے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "دیکھو اس الماری میں گاؤن ہے اسے پہن لو۔"

میں اس الماری کی طرف چلا جو کمرے کے ایک کونے میں تھی۔ اس بھیانک آدمی کی نظر میرا تعاقب کر رہی تھی۔ میں نے الماری کھولی تو بھونچکا رہ گیا۔ الماری ملک ملک کے لباسوں سے پٹی پڑی تھی اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی بہروپیے کی الماری ہو۔ ایک کھونٹی سے کالے رنگ کا ایک لمبا جبہ لٹک رہا تھا میرا ہاتھ خود بخود اس جبے کی طرف بڑھ گیا۔ میں نے وہ جبہ پہن لیا۔ ڈھیلا ڈھالا جبہ تھا جو اتنا لمبا تھا کہ میرے ٹخنوں سے نیچے تک آ رہا تھا۔

"دوسری الماری میں گوشت روٹی اور شراب رکھی ہے کھاؤ اور پیو۔"

کمرے کے دوسرے کونے میں اور اس بھیانک آدمی کے سرہانے دوسری الماری تھی۔ میں اس الماری کے قریب پہنچا۔ اس میں ٹھنڈا گوشت گول اور موٹی روٹیاں جو رئی (ایک قسم کا غلہ جو شمالی یورپ میں ہوتا ہے) کی معلوم ہوتی تھیں اور شراب کی ایک بوتل رکھی ہوئی تھی۔ شراب بہت تلخ تھی لیکن میں اس قدر بھوکا تھا کہ گوشت روٹی اور شراب کا ذائقہ محسوس نہ کر سکا۔ میں بھوکے بھیڑیئے کی طرح کھانے اور پینے لگا۔ اس تمام عرصہ میں بستر میں لیٹا ہوا آدمی میری طرف دیکھتا رہا۔ جب میں کھا چکا تو اس کے چہرے پہ پھر ویسی ہی گھناؤنی اور بوالہوسانہ مسکراہٹ آ گئی۔

"کاش کہ میں بھی اس طرح کھا سکتا۔ جو بچا ہے اسے واپس الماری میں رکھ دو۔"

میں نے ایسا ہی کیا۔

"میری طرف دیکھو"

میں نے اس کی طرف دیکھا

"میری نظر سے نظر ملاؤ"

میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔

فوراً مجھے اپنے جسم میں کوئی چیز سرکتی محسوس ہوئی۔ یہ میری قوت ارادی تھی جو مجھے چھوڑے جا رہی تھی۔ اپنی ذات پر سے میرا اعتبار اٹھ رہا تھا اور اس بھیانک آدمی کی آنکھیں زیادہ سے زیادہ پھیلتی جا رہی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ حیرت انگیز حد تک پھیل گئیں۔ یوں معلوم ہوا کہ بستر پر دو آنکھوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ بڑی بہت بڑی دو آنکھیں تھیں۔ اور بس دو آنکھیں پھیلتی گئیں۔ یہاں تک کہ میں ان میں ڈوب گیا۔ پھر بستر میں پڑے ہوئے اس پراسرار آدمی نے اپنا ایک ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ وہ مجھے کچھ کہہ رہا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا تھا اس کا ہاتھ ہوا میں اوپر تلے ہل رہا تھا۔ اس کا ہاتھ جھٹکا اور اس نے میرے پیروں تلے سے زمین جیسے کاٹ دی۔ میں دھڑام سے فرش پر گرا اور جہاں پڑا تھا۔ وہیں پڑا رہا۔

اور کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔

بتی بجھا دی گئی تھی۔

میں نے دیکھا کہ روشنی غائب ہو گئی تھی۔

میں فرش پر بے حس و حرکت اور بے جان سا پڑا تھا۔ تاہم ہوش میں تھا میری آنکھیں بند تھیں۔ میں دیکھ اور سمجھ رہا تھا اور جب تک میں یوں پڑا رہا بے جان سا مگر ہوش میں رہا۔ کئی گھنٹوں تک یونہی پڑا رہا۔

میں نے سرسراہٹ کی آواز سنی جیسے وہ آدمی بستر پر سے اٹھ کر بیٹھ گیا ہو۔ پھر گہری خاموشی طاری تھی۔ اور اندھیرا تھا اور اس خاموشی اور اندھیرے میں میں فرش پر اس طرح پڑا رہا کہ میرا جسم مردہ تھا لیکن دماغ زندہ تھا اور اس طرح میں رات کے ختم ہونے اور دن کے طلوع ہونے کا منتظر رہا۔

رات کے طویل گھنٹے رینگتے رہے۔ پھر کچھ ہوا۔ کوئی فرش پر اتر آیا۔ کوئی فرش پر چلنے لگا۔ پیروں کی چاپ میری طرف بڑھنے لگی۔ دن طلوع ہو چکا تھا اور کمرے میں اندھی اندھی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس روشنی میں میں نے اسے اپنے سامنے آتے دیکھا وہ عجیب طرح کے رنگین کپڑوں میں ملبوس میرے قریب کھڑا مجھے دیکھ رہا تھا۔ وہ جھکا میرے قریب اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے میرا جبہ اتار پھینکا۔ چنانچہ اب میں برہنہ پڑا تھا۔ سخت کھردری انگلیاں میری جلد پر رینگنے لگیں وہ مجھے یوں ٹٹولنے لگا جس طرح قصاب قربانی کے بکرے کو ٹٹولتا ہے۔ ایک عجیب گھناؤنا اور بھیانک چہرہ مجھ پر جھک گیا بھیانک آنکھیں میری آنکھوں کے سامنے تھیں۔ اور میں نے اپنے آپ سے کہا۔ یہ جو مجھ پر جھکا ہوا ہے قطعی انسان نہیں ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہوسکتا۔ انگلیاں میرے گالوں کو دبا رہی تھیں۔ اب وہ میرے منہ میں گھسی ہوئی تھیں۔ پھر انہوں نے میری آنکھوں کو چھوا۔ انہوں نے میری آنکھیں بند کر دیں۔ پھر کھول دیں۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا۔ لیکن میں نے سب سے زیادہ گھن اور سنسنی تو اب محسوس کی۔ بعد میں یہ گھن اور سنسنی میرے خوابوں میں عود کر آتی رہی۔ اس کے باہر کو نکلے ہوئے ہونٹ میرے ہونٹوں پر ٹک گئے۔

کوئی خبیث شیطانی روح اس بوسے کی شکل میں میرے بدن میں داخل ہوگئی۔

پھر وہ اٹھا۔ انسان کی وہ بھونڈی اور بھیانک نقل اٹھی۔

اس نے میری طرف دیکھا اور پھر مجھ سے یا خدا جانے اپنے آپ سے کہا۔

''مردہ' مردہ' بلکہ مردے سے بھی بدتر' اور یہ اچھا ہے ہم اسے دفنا دیں گے'' وہ میرے قریب سے ہٹ گیا۔ میں نے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی وہ بھیانک آدمی کہیں چلا گیا تھا۔

اور وہ پورا دن غائب رہا۔ مجھے یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ آدمی کمرے سے باہر گیا تھا یا مکان سے باہر چلا گیا تھا لیکن میرا اندازہ ہے کہ وہ باہر ہی چلا گیا تھا۔ کیونکہ مکان خالی اور ویران معلوم ہو رہا تھا۔ اس بھیانک کیڑے کا جو گزشتہ رات میرے منہ تک چڑھ آیا تھا کیا ہوا تھا اور وہ کہاں تھا۔ یہ میں تو نہ معلوم کر سکا اور نہ اندازہ ہی لگا سکا۔ مجھے خوف تھا کہ وہ بھیانک آدمی اس کیڑے کو پہرے دار کتے کی طرح مکان میں ہی چھوڑ گیا ہے لیکن منٹ گھنٹوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے اور اس تمام عرصہ میں میں نے نہ تو کوئی آواز سنی نہ ہی وہ ہولناک کیڑا کہیں نظر آیا۔ چنانچہ میں نے نتیجہ اخذ کیا کہ اگر وہ کیڑا اسی مکان میں موجود تھا تو وہ بھی میری طرح بے بس تھا۔ اور یہ کہ اس بھیانک آدمی کی غیر موجودگی میں مجھے اس کیڑے سے کوئی خطرہ لاحق نہ تھا۔ اپنے مالک کی غیر موجودگی میں وہ کیڑا میرا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔

طویل پہاڑ سے گھنٹے گزرتے رہے۔

پھر میں نے تالے میں چابی گھومنے اور پھر تالا کھلنے کی آواز سنی اور پھر کسی نے جیسے نہایت ہی غصے اور عجلت کے عالم میں دھڑ سے دروازہ کھولا۔ جتنے زور سے دروازہ کھولا گیا تھا اتنے ہی زور سے بند کیا گیا۔

چند ثانیوں کے بعد اس کمرے کا دروازہ کھولا گیا نہایت آواز سے کمرے کا دروازہ بند کیا گیا۔ کپڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی۔ کوئی بستر میں لیٹ رہا تھا پھر وہی چکاچوند پیدا کر دینے والی روشنی جل اٹھی۔ بستر کے سرہانے والی بتی جلا دی گئی تھی۔ پھر آواز نے جسے میں بھولا نہ تھا۔ اور نہ عمر بھر بھول سکتا ہوں' کہا

''اٹھو''

اس کے حکم کے ساتھ ہی میں میکانکی طور سے اٹھ کھڑا ہو گیا اور میں بستر کی طرف منہ کئے خاموش اور منتظر کھڑا تھا۔

اور بستر پر ان گنت کمبلوں اور چادروں میں دفن وہی لیٹا تھا جس نے میری ساری قوتیں اپنے قبضے میں کر لی تھیں۔ وہ حسب معمول اپنے ایک ہاتھ پر سر رکھے بائیں کروٹ لیٹا ہوا تھا اور میری طرف دیکھ رہا تھا۔

وہ وہی تھا لیکن بدلا ہوا۔ اس میں حیرت انگیز اور ناقابل یقین تبدیلی ہوئی تھی۔

اس میں تو کوئی شک نہ تھا کہ بستر میں لیٹا ہوا آدمی وہی تھا جس کے سامنے گزشتہ رات میری بدقسمتی مجھے لے آئی تھی۔ لیکن پہلی ہی نظر میں معلوم ہوا کہ وہ بدل گیا ہے اس کے خط وخال میں نمایاں تبدیلی ہوئی تھی۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ وہ جوان معلوم ہو رہا تھا۔ طویل عمر اور ضعف کے اثرات کی جگہ جوانی کی چمک نے لے لی تھی اس کی ناک اب اتنی بڑی اور بے ڈھنگی نہ رہی تھی۔ نہ ہی کسی شکاری پرندے کی چونچ کی طرح معلوم ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے کی اکثر جھریاں غائب تھیں۔ حالانکہ اب بھی اس کی جلد کی رنگت زردی مائل زعفرانی تھی۔ اس کے خط وخال پہلے کی طرح بھیانک نہ تھے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس کی چھوٹی سی ٹھوڑی بھی پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز بات تو یہ ہوئی تھی کہ اس کے چہرے پر نسائیت آگئی تھی۔ اس کا چہرہ عورتوں کا سا ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کہیں میں نے کسی عورت کو غلطی سے مرد تو نہیں سمجھ لیا تھا۔ صنف نازک کا گھناؤنا اور بھیانک نمونہ' ایک ایسی عورت جو اپنی ہوسناکیوں کی وجہ سے کسی موذی مرض کا شکار ہو گئی ہو۔ اور آخر کار صنف نازک کا ایک بھیانک اور عبرتناک نمونہ بن کر رہ گئی ہو۔

بہر حال میں یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ وہ کوئی عورت تھی یا مرد البتہ اس کا مرد ہونا زیادہ قرین قیاس تھا۔ کیونکہ ابھی ابھی وہ کسی سے ہاتھا پائی کر کے آیا تھا۔ اور اس ہاتھا پائی کا ثبوت وہ گہری اور تازہ خراشیں تھیں جو اس کے چہرے پر مجھے نظر آ رہی تھیں۔ اس کا دشمن جس سے اس بھیانک آدمی نے لڑائی کی تھی۔ یقیناً بہادر اور مردانہ صفات کا حامل نہ تھا کیونکہ اس پراسرار آدمی کے چہرے پر جو خراشیں تھیں۔ وہ لانبے ناخنوں سے پیدا کردہ معلوم ہوتی تھیں اور کوئی بہادر مرد اس طرح اپنے دشمن کا منہ نہیں نوچتا۔ غالباً اسی جھگڑے کا جوش اور غصہ اس پر اب تک مسلط تھا اور اسے بےچین کئے ہوئے تھا۔ غالباً اسی وجہ سے اس نے دھڑ دھڑ دروازہ کھولا اور بند کیا تھا۔ وہ بے تاب اور بےچین تھا اور اس کی آنکھوں میں سے صحیح معنوں میں شعلے نکل رہے تھے۔ اس کے چہرے کے پٹھے یوں پھڑک اور اینٹھ رہے تھے جیسے وہ اس کے اختیار میں نہ رہے ہوں۔ اور جب اس نے مجھے مخاطب کیا تو اس کا تلفظ نمایاں طور پر بدیسیوں کا سا تھا اور الفاظ تھے کہ ایک

سیل بے پناہ کی طرح اس کے منہ سے نکل رہے تھے۔ وہ ہر لفظ کو کئی کئی مرتبہ دہرا رہا تھا اور اس کا اس طرح
بولنا اس کے حد سے بڑھے ہوئے غصے بلکہ جنوں کا پتہ دیتا تھا۔
''تم تو مرے نہیں ہو مرے نہیں ہو تم زندہ ہو زندہ ہو' لیکن موت زندگی سے بہتر ہے نا؟ میں تم سے
پوچھتا ہوں بہتر ہے نا۔ ہاں ہاں موت اچھی ہے' اچھی ہے' سب کا خاتمہ' ہنسی کا خاتمہ' رونے کا خاتمہ'
ضروریات کا خاتمہ' خواہشات کا خاتمہ' کسی کو غصہ دلانے اور خود غصے ہونے کا خاتمہ' تفکرات کا خاتمہ' زندگی
کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے' تم ہی کہو کیا موت بہتر نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ بہتر ہے بہتر ہے۔ میں
جانتا ہوں لیکن تم نہیں جانتے' تم نہ جان سکو گے۔ تم زندہ رہو گے زندہ رہو گے جب تک میں چاہوں۔ تم
میرے لئے زندہ رہو گے۔ جب تک میں چاہوں گا تم نہ مرو گے۔''
اور اس نے اپنا ہاتھ ہلایا۔ وہ مجھ پر کوئی عمل کر رہا تھا۔ اور دفعتہً مجھ میں ایک تغیر ہوا۔ جیسا کہ گزشتہ
رات ہوا تھا۔ میرے وجود کی گہرائیوں میں تغیر ہوا اور میں نے اس تغیر کو محسوس کیا۔ میری بے حسی کی حالت
دور ہو گئی۔ تاہم مجھے اپنے پر اختیار رہا۔ مجھے احساس ہوا کہ اس نے مجھ پر نوم توجہ کی حالت طاری کر دی
تھی۔ یقین نہیں آتا تھا کہ کوئی کسی پر اس حد تک مسمریزم کر سکتا ہے اور اسے اس طرح اپنے قبضے میں کر سکتا
ہے کہ وہ جس پر مسمریزم کیا گیا ہو۔ مردے کی طرح بن جائے۔ اور مسمریزم کرنے والے کا غلام بن
جائے لیکن ایسا ممکن ہے میرے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس نے مسمریزم کر کے میری روح
کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا یا نہیں۔ اتنا میں جانتا تھا کہ میں زندہ تھا اور زندگی کس کو عزیز نہیں ہوتی
!
وہ اپنے ہاتھ پر سر رکھے بائیں کروٹ لیتا مجھے یوں دیکھ رہا تھا جیسے میرے خیالات پڑھ رہا ہو۔ اور
میں جانتا ہوں کہ وہ میرے خیالات پڑھ سکتا تھا۔
''رابر ہالٹ تم چور ہو''
''میں چور نہیں ہوں''
''تم چور ہو۔ کیونکہ میں کہتا ہوں کہ تم چور ہو اس لئے یقیناً ہو۔ اس کھلی ہوئی کھڑکی کے ذریعہ تم یہاں
آئے ہو اور اسی کے ذریعہ تم باہر جاؤ گے۔ تم اپنی مرضی سے آئے تھے لیکن جاؤ گے میری مرضی سے۔ میں
نہیں جانتا تھا کہ اس میں کیا لطیفہ تھا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس کے حلق میں سے خرخراہٹ کی آواز نکلی جو
یقیناً اس کی ہنسی تھی۔'' رابر ہالٹ۔ تم ایک دوسری کھڑکی کے ذریعہ ایک دوسرے مکان میں گھسو گے۔
کیونکہ تم چور ہو۔''
وہ خاموش ہو گیا اور مجھے گھورنے لگا۔ ایک لمحہ کیلئے بھی اس کی نظر میرے چہرے پر سے نہ ہٹی۔ غالباً
یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ پلک نہ جھپکا رہا تھا۔ خدایا کس قدر عجیب نظروں سے وہ مجھے دیکھ رہا تھا۔
اور جب وہ بولا تو اس کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔ اس کی آواز کرخت ہو گئی تھی اور اس میں غصے اور نفرت کی
جھلک تھی۔ ''پال لسنگھام کو جانتے ہو۔''
اس نے یہ نام یوں لیا جیسے اسے اس شخص سے نفرت ہو تاہم اس نام کو اپنی زبان سے ادا کرنے میں
سے لطف آ رہا ہو۔ جیسے یہ نام اسے بہت پسند ہو۔ جیسے اسے پال لسنگھام سے لگاؤ ہو۔ لیکن سخت نفرت بھی

ہو۔ یہ تضاد میری سمجھ میں نہ آیا۔
''کون پال لسنگھام''؟
''دنیا میں صرف ایک پال لسنگھام ہے۔ پال لسنگھام' عظیم پال لسنگھام۔''
آخری الفاظ اس نے چیخ کر کہے اور اتنے غصے میں کہ مجھے خوف ہوا کہ اپنے جنوں میں وہ مجھ پر ٹوٹ
پڑے گا اور میرے ٹکڑے اڑا دے گا۔ میں سر سے پاؤں تک کانپ رہا تھا اور جب میں نے جواب دیا تو
میری آواز لرز رہی تھی۔
''ساری دنیا جانتی ہے پال لسنگھام وہی پال لسنگھام جو مشہور سیاستدان اور مدبر ہے''
وہ میری طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ میں خاموش کھڑا تھا اور یہ خوف میرے
دل سے دور نہ ہوا تھا کہ وہ مجھ پر حملہ نہ کر دے۔ لیکن فی الحال اس نے مجھ پر حملہ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔
''رابرٹ ہالٹ۔ آج رات تم چور کی طرح پال لسنگھام کے گھر میں جاؤ گے میں اس کا مطلب نہ
سمجھا۔ میں بیوقوفوں کی طرح اس کی صورت تک رہا تھا مجھے وحشت سی ہو رہی تھی۔''
''نہیں سمجھے۔'' وہ بولا۔ ''سیدھی سی بات ہے۔ اس سے زیادہ آسان اور سیدھی بات اور کیا ہو سکتی
ہے۔ میں نے کہا آج رات کو آج رات کو۔ تم پال لسنگھام کے یہاں چوروں کی طرح جاؤ گے۔ کھلی ہوئی
کھڑکی کے ذریعہ' تم میرے گھر میں داخل ہو سکتے ہو تو پال لسنگھام کے گھر میں بھی داخل ہو سکتے ہو۔ وہی
پال لسنگھام جو سیاست دان ہے۔''
مجھے اعتراف ہے کہ میں ان ہزاروں لوگوں میں سے ایک ہوں جو مسٹر لسنگھام کو دور حاضرہ کا سب
سے بڑا سیاست داں اور مدبر سمجھتے ہیں ہزاروں لوگوں کی طرح مجھے بھی اس عظیم سیاستدان کی قابلیتوں پر
اعتبار ہے اور میں بھی ان کے اصلاحی کاموں کو جن کا آغاز وہ کر چکے ہیں حیرت اور مسرت سے دیکھتا
ہوں۔ میں اس پراسرار آدمی کے اس حکم کا مطلب نہ سمجھا تھا مجھے پال لسنگھام کے گھر میں چوروں کی طرح
گھسنا ہوگا۔ کیوں۔ مجھے تو اس کی یہ باتیں مجذوب کی بڑ معلوم ہو رہی تھیں۔ بے سر و پا سمجھ میں نہ آنے
والی۔
میں خاموش رہا۔ چنانچہ وہ پھر بولا اور اس دفعہ اس کا لہجہ پھر بدلا ہوا تھا۔ اس دفعہ اس کی آواز نرم تھی۔ یہ
اتنی نرمی کی توقع میں اس بھیانک آدمی سے نہ کر سکتا تھا۔
''بہت خوبصورت ہے یہ لسنگھام ہے نا؟''
میں جانتا تھا کہ مسٹر لسنگھام تندرست اور خاصے قبول صورت آدمی ہیں لیکن اس آسیب زدہ مکان میں
اور اس بھیانک آدمی کے سامنے جو میری قسمت کا مالک بن گیا تھا۔ میں اس بات کا اقرار کرنے کے لئے
تیار نہ تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ میں نہ جانتا تھا کہ وہ پراسرار آدمی کون سے مقصد کے تحت یہ باتیں پوچھ رہا
ہے۔ یہ تو بہرحال صاف بات تھی کہ اسے لسنگھام سے بھی کسی قسم کا لگاؤ رہا تھا لیکن اب اسے ان سے
نفرت تھی' سخت نفرت''
میرا وہ بھیانک آقا بولا۔

"لسنگھام لسنگھام طویل قامت ور متناسب الاعضاء ہے" اس کی جلد نرم چکنی اور دودھ کی طرح سفید ہے۔ وہ چھریرے بدن کا پرکشش آدمی ہے۔ اور جسمانی طور پر خاصا طاقتور ہے۔ میں جانتا ہوں اس کے جسم اور اس کی جسمانی قوت سے میں واقف ہوں اس کا تجربہ ہوا ہے مجھے۔ اس کی بیوی بن کر رہنا بڑی خوش قسمتی ہے۔ بہت بڑی نعمت ہے اس کی بیوی بننا۔ مکمل ترین مرد ہے لسنگھام۔ اس کے دل میں جگہ حاصل کر کے کوئی بھی لڑکی اپنی مسرتوں اور خواہشات کو عروج تک پہنچا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ سو کر دنیا و مافیہا کو بھلایا جا سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ مجھے تجربہ ہے اس کا۔ لسنگھام کو حاصل کر کے کوئی بھی لڑکی پھر کسی چیز کی آرزو نہیں کر سکتی۔ اس کی بیوی بننا سب سے بڑی مسرت ہے سب سے بڑی سب سے بڑی۔"

اور یہ کہتے وقت اس کے چہرے میں تغیر ہوا۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس کے بشرے سے جنسی بھوک کا اظہار ہوا۔ اس کے بھیانک چہرے پر ملاحت آ گئی جس میں اداسی اور طلب کی جھلک تھی۔

"ٹھیک ہے اس کی بیوی بننا سب سے بڑی مسرت ہے لیکن ایسی محبت نہیں جس کی محبت کا وہ مذاق اڑائے۔ اس نے مذاق اڑایا۔ جس سے وہ نفرت کرے۔ اس نے نفرت کی جسے وہ ٹھکرا دے۔ اس نے ٹھکرا دیا۔ جس کی جان لینے کی وہ کوشش کرے۔ اس نے کوشش کی۔"

اس کی آواز میں اب پہلی سی تلخی اور غصہ تھا اور ساتھ ہی ساتھ انتقام کی جھلک بھی۔ میں یہ سمجھ نہ سکا کہ وہ بھیانک آدمی کیوں بیک وقت لسنگھام کی تعریف کر رہا تھا اس کے حسن اور قوتوں کے گن گا رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ غصے بھی ہو رہا تھا۔

"لسنگھام شیطان ہے شیطان چٹانوں کی طرح سخت ہے اس کی رگوں میں حیات کا گرم خون نہیں ہے۔ ایک قطرہ تک نہیں ہے۔ وہ لعنتی ہے' جھوٹا ہے۔ وہ مجسم جھوٹ ہے۔ من گھڑت کہانیوں کی طرح جھوٹا۔ وہ دھوکے باز ہے۔ وہ خود ایک دھوکا ہے۔ وہ اس کو ٹھکرا سکتا ہے۔ جس نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور اسے زندہ رکھا ہو ٹھکرا دیتا ہے۔ ٹھکرا دیا ہے۔ سینے سے لگاتا ہے۔ پیار کرتا ہے۔ پھر پھینک دیتا ہے اسی طرح جیسے اس بچارن کے دن نہ ہوں وہ اسے بھول جاتا ہے۔ جیسے اس بچاری کا وجود ہی نہ ہو۔ وہ اسے بھول سکتا ہے بھول گیا ہے۔ لیکن وہ نہیں بولی۔ انتقام' انتقام' اس کا پیچھا کر رہا ہے انتقام لینے والا۔ انتقام جو اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ اندھیرے کے سایوں کے روپ میں اس کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ غاروں میں چھپ کر اسے دیکھ رہا ہے۔ وہ منتظر ہے۔ وہ ہوشیار اور چالاک ہے۔ انتقام جو مناسب موقع اور وقت کا منتظر ہے۔ اور وقت آئے گا ضرور آئے گا۔ جلد آئے گا۔ انتقام کا وقت اور انتقام پورا ہوگا۔ ایک دن آئے گا جب انتقام لینے والا انتقام لے گا۔ انتقام' انتقام' انتقام۔"

جوش کے عالم میں وہ مجنونوں کی طرح اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر عذاب میں مبتلا روح کی طرح چیخنے لگا۔ خون منجمد کر دینے والی چیخیں تھیں اس کی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی اسے ذبح کر رہا ہو۔ رفتہ رفتہ اس کا جوش و غصہ کم ہوا۔ وہ پھر اپنے ایک ہاتھ پر سر رکھ کر بائیں کروٹ سے لیٹ گیا اور مجھے گھورنے لگا۔ اور پھر اس نے مجھ سے ایک سوال پوچھا جو اس کے حالیہ جوش اور غصے کے پیش نظر عجیب

بے موقع معلوم ہوا۔

"تم نے اس کا گھر دیکھا ہے۔ عظیم پال لسنگھام کا گھر؟"

"نہیں"

"جھوٹ بکتے ہو تم۔"

یہ الفاظ ایک غراہٹ کی شکل میں اس کے منہ سے نکلے مجھے یوں معلوم ہوا جیسے ان غراتے ہوئے لفظوں کا کوڑا سٹراک سے میرے منہ پر مارا ہو۔

"سچ کہتا ہوں۔ میں نے اس کا گھر نہیں دیکھا۔ مجھ جیسے غریب لوگ ایسی عظیم شخصیت کے گھر جاتے ہیں کبھی اگر کبھی میں نے اس کا پتہ کسی اخبار میں دیکھا تھا تو اب بھول چکا ہوں۔"

چند ثانیوں تک وہ غور سے میری طرف دیکھتا رہا۔ گویا معلوم کرنا چاہتا ہو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے یا نہیں۔ اور آخر کار اسے اطمینان ہو گیا کہ میں سچ کہہ رہا تھا۔

"تم نے نہیں دیکھا اس کا گھر؟ بہت اچھا۔ میں تمہاری راہبری کروں گا۔ عظیم پال لسنگھام کا گھر میں تمہیں بتاؤں گا۔"

میں نہیں جانتا تھا کہ اس کا مطلب کیا ہے لیکن وہ بہت جلد مجھ پر واضح ہو جانے والا تھا۔ حیرت انگیز خلاف توقع اور چونکا دینے والا انکشاف ثابت ہوا تھا اور اس کا لہجہ اور اس کی حرکتیں انسانوں کی سی نہ تھیں بلکہ وہ لومڑی کی سی تھیں بڑا ہی مکار تھا۔ وہ۔ اس کی آواز میں عجیب تاثیر تھی۔ اور وہ ایک ایک الفاظ کو کوڑے کی طرح استعمال کر رہا تھا۔

"رابرٹ ہالٹ غور سے سنو! ہمہ تن گوش ہو جاؤ۔ اپنی تمام تر توجہ میری طرف مبذول کر دو تا کہ تم ایسا ہی کرو جیسا میں کہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ میرے ہر حکم کی تعمیل کرو گے۔ میں جانتا ہوں کہ تم میرے غلام ہو اور سرتابی کی جرأت نہ کرو گے۔"

وہ خاموش ہو گیا تا کہ میں اپنی بے بسی اور بے کسی کو سمجھ لوں۔ میں یقین کروں کہ میں اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا اور میں نے یہ یقین کر لیا اور اس کے علاوہ میں کر بھی کیا سکتا تھا۔ کیونکہ میں کہہ چکا ہوں کہ اپنی ذات پر میرا اختیار نہ رہا تھا۔ میری قوتوں اور ارادوں کی باگیں اس پر اسرار آدمی کے ہاتھ میں تھیں۔

"رابرٹ ہالٹ! سنو تم کھلی ہوئی کھڑکی میں سے چوروں کی طرح میرے گھر میں گھس آئے تھے اب تم ایک بیوقوف کی طرح کھڑکی میں سے باہر جاؤ گے۔ یہاں سے باہر نکل کر تم عظیم پال لسنگھام کے مکان تک پہنچو گے۔ لیکن تم کہتے ہو کہ تمہیں اس کا پتہ معلوم نہیں۔ بہت اچھا میں پہنچا دوں گا تمہیں وہاں تک۔ میں تمہاری راہبری کروں گا۔ تمہیں اس جگہ تک پہنچا دوں گا۔ لیکن تم مجھے دیکھ نہ سکو گے۔ رات کے اندھیرے میں میں تمہارے ساتھ ساتھ چلوں گا۔ لیکن نظر نہ آؤں گا اور تمہیں اس جگہ تک پہنچا دوں گا۔ جہاں تمہیں بھیجنا چاہتا ہوں۔ جس حال میں تم یہاں کھڑے ہو۔ اسی حال میں جاؤ گے۔ ننگے سر ننگے پاؤں اور یہی ایک جبہ پہن کر جو اس وقت تمہاری برہنگی کو چھپائے ہوئے ہے تم سردی محسوس کرو گے اور

تمہارے پاؤں زخمی ہو جائیں گے لیکن اگر کسی نے تمہیں اس حالت میں دیکھا بھی تو وہ تمہیں پاگل سمجھے گا۔ ممکن ہے راستے میں کوئی تمہیں روکنے اور ٹوکنے کی کوشش کرے لیکن گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور چونکہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ اس لئے کوئی خاص بات نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم عظیم پال لسنگھام کے مکان تک پہنچ جاؤ گے۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا اس کا اثر بڑا ہی وحشت انگیز تھا۔ میں زیادہ سے زیادہ بے چین ہو رہا تھا۔ اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے ایک ایک عضو کو اپنی گرفت میں لے رہے تھے۔ میں ان لفظوں کو ہزار پا کی ٹانگوں کی طرح اپنے جسم پر محسوس کر رہا تھا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں شاید آپ یقین نہ کریں گے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ الفاظ میرے بدن کے گرد لپٹ رہے تھے اور میں زیادہ سے زیادہ بے بس ہوا جا رہا تھا۔ لفظوں کا ایک ایسا ہمہ گیر اثر میں نے اور کسی نے بھی محسوس نہ کیا ہوگا اور میں نے محسوس کیا کہ وہ کیسا بھی خطرناک کام میرے سپرد کرے مجھے بہرحال وہ پورا کرنا ہوگا۔

"جب تم مکان کے قریب پہنچ جاؤ گے تو وہاں رک کر آہٹ لو گے۔ پھر اس کھڑکی کی تلاش میں تم چاروں طرف نظر دوڑاؤ گے جس میں سے ہو کر تمہیں مکان میں جانا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ تمہیں ایک کھڑکی کھلی ہوئی مل جائے۔ جیسی کہ میرے مکان کی کھڑکی کھلی ہوئی مل گئی تھی۔ اگر کھڑکی کھلی ہوئی نہ ہو تو ظاہر ہے کہ تم اسے کھولو گے۔ کس طرح؟ میں یہ نہیں جانتا کیونکہ یہ تمہارا کام ہے اور ایک چور جانتا ہے کہ کھڑکی کس طرح کھولی جاتی ہے۔ پھر تم چور کی طرح لسنگھام کے مکان میں داخل ہو جاؤ گے جس طرح کہ میرے گھر میں داخل ہوئے ہو۔"

اس کی یہ ہدایتیں شرمناک اور انسانیت سوز تھیں۔ میری خودداری اور اس اثر میں جو وہ پراسرار آدمی مجھ پر ڈال رہا تھا۔ جدوجہد ہو رہی تھی۔ اس جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری گنگ زبان آخرکار کھل گئی۔ وہ بندھن جو نظر نہ آ رہے تھے لیکن جنہوں نے مجھے جکڑ لیا تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے ٹوٹ گئے اور مجھے احساس ہوا کہ میں ایک شریف آدمی ہوں۔ چور اور اچکا نہیں، حالانکہ میری قوت ارادی لحہ بہ لحہ سرکتی جا رہی تھی اور وہ پراسرار آدمی مجھ پر اپنی گرفت مضبوط کرتا جا رہا تھا لیکن لحہ بھر کے لئے۔ صرف ایک لمحے کے لئے۔ میں کوشش کر کے اس کے اثر سے آزاد ہو گیا تھا۔

"میں ایسا نہ کروں گا۔" میں نے جھرجھری لے کر کہا۔

وہ خاموش رہا۔ وہ میری طرف دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیلنے لگیں، پھیلنے لگیں۔ یہاں تک کہ میرے سامنے ان ہیبت ناک پتلیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

"تم ایسا ہی کرو گے سنا تم نے۔ ایسا ہی کرو گے۔ کیونکہ میں کہتا ہوں"

"میں چور نہیں ہوں میں ایک شریف آدمی ہوں۔ پھر میں ایسا کیوں کروں"

"اس لئے کہ میں یہ کہتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ میرا حکم ہے۔"

"خدا کے لئے رحم کرو۔" میں گڑگڑایا۔

"کس پر؟ تم پر یا پال لسنگھام پر؟ کسی نے کیا ہے مجھ پر رحم کہ میں کروں۔"

وہ ایک لحہ تک خاموش رہا۔ پھر پچھلے موضوع کی طرف لوٹ آیا اور اس کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ میرے دماغ میں یوں اترتا گیا جیسے وہ الفاظ نہیں کیلیں ہیں جنہیں وہ میرے دماغ میں ٹھونک رہا ہو۔

"تم ایک چور کی طرح اس کے گھر میں داخل ہو گے۔ اندر پہنچنے کے بعد تم چند ثانیوں تک خاموش کھڑے آہٹ لو گے۔ جب کوئی آواز سنائی نہ دے، ہر طرف خاموشی ہو گی تو تم اس کمرے کی طرف بڑھو گے جسے لسنگھام مطالعہ کا کمرہ کہتا ہے۔"

"لیکن میں کس طرح پہنچوں گا اس کمرے تک جبکہ میں کبھی اس مکان میں گیا ہی نہیں؟"

یہ سوال بے اختیار میرے منہ سے نکل پڑا تھا۔ اور ایک چیخ کی صورت میں میری پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے۔

"میں دکھاؤں گا۔"

"تو کیا تم میرے ساتھ چلو گے؟"

"ہاں میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ آخر تک میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ لیکن تم مجھے نہ دیکھ سکو گے۔ چنانچہ ڈرو نہیں۔"

وہ بستر پر پڑا ہوا تھا۔ کسی لاعلاج موذی مرض میں مبتلا اور کمزور معلوم ہوتا تھا۔ اس کی ایسی حالت کے پیش نظر اس کا یہ دعویٰ کہ وہ میرے ساتھ رہے گا۔ مجھے لغو اور طفل تسلی معلوم ہوا۔ یہ گویا مافوق الفطرت قوتوں کا دعویٰ تھا اور مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ پراسرار آدمی ایسی قوتوں کا مالک ہے یا ہو سکتا ہے لیکن میں اپنے اس شک کا اظہار لفظوں میں نہ کر سکا۔

اس بھیانک آدمی نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

مطالعہ کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد تم درازوں والی اس الماری کے پاس پہنچو گے جو کمرے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی ہے۔ اس وقت بھی میں اس الماری کو دیکھ رہا ہوں۔ تم اس الماری کی ایک مخصوص دراز کھولو گے"۔

"لیکن اگر وہ مقفل ہوئی تو۔"

"تب بھی تم اسے کھولو گے"

"یہ کیسے ممکن ہے اگر وہ مقفل ہوئی تو میں اسے کس طرح کھول سکوں گا"

"اسی فن کے ذریعہ جس سے صرف چور واقف ہیں میں پھر کہتا ہوں کہ دراز کھولنا تمہارا کام ہے میرا نہیں۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا حالانکہ ان گنت خیالات میرے دماغ میں اوپر تلے گزر رہے تھے۔

"تم اس دراز کو کھولو گے اگر اس میں تین تالے پڑے ہوئے ہیں تب بھی تم اسے کھولو گے۔ کیونکہ میں کہتا ہوں کہ تم اسے کھولو گے اس دراز میں" وہ چند ثانیوں تک خاموش رہا جیسے کچھ یاد کر رہا ہو۔

"اس دراز میں تمہیں خطوط کا ایک پلندہ پڑا ہوا ملے گا۔ یہ خطوط ایک ریشمی فیتے سے بندھے ہوئے ہیں۔ تم یہ پلندہ اٹھا لو گے اور جس طرح مکان میں داخل ہوئے تھے اسی طرح باہر آ جاؤ گے۔ اور نہایت

تیزی سے میرے پاس پہنچ کر خطوط کا وہ پلندہ مجھے دے دو گے۔"

"لیکن چوری کرتے وقت یا مکان سے نکلتے وقت میری کسی سے مڈبھیڑ ہوگئی تو کیا ہوگا۔ فرض کرو کہ لسنکھام ہی وہاں آ گیا تو۔؟"

"پال لسنکھام۔ اگر تمہارا سامنا اس سے ہو جائے تو گھبرانے اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔"

"یہ تو تم کہتے ہو کیونکہ تم چوری کرنے نہ جاؤ گے۔ اور نہ ہی تمہارا سامنا کسی سے ہوگا چوری میں کروں گا اور پکڑا بھی میں جاؤں گا اور لسنکھام کے اثر و رسوخ سے تم واقف ہو۔ وہ مجھے پھانسی پر لٹکوا دے گا۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ لسنکھام سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور میں جو کچھ کہتا ہوں وہی ہوتا ہے تمہیں میری بات کا یقین کرنا چاہئے۔"

"اگر وہ سامنے آ گیا تو میں کس طرح بچ سکوں گا۔ ظاہر ہے کہ وہ اس شخص کو جو اس کے گھر میں چوری کر رہا ہو۔ عزت و احترام سے رخصت نہ کرے گا۔ ہاں اگر میں اس کا خون کر دوں تو بچ سکتا ہوں تو کیا مجھ کو اس کا خون کرنا ہوگا۔"

"نہیں۔ تم اسے انگلی تک نہ لگاؤ گے اور وہ بھی تمہیں نہ چھوئے گا۔"

"کون سا ہے وہ سحر جس کے ذریعہ میں اسے روک سکوں گا"

"صرف ایک لفظ کہہ کر"

"کون سا ہے وہ لفظ؟"

"اگر تمہارا سامنا پال لسنکھام سے ہو جائے اگر وہ تمہیں روکنے کی کوشش کرے اگر وہ تمہارے کام میں مخل ہو۔ اگر وہ تم سے خطوط کا پلندہ واپس لینے کی کوشش کرے تو تم نہ گھبراؤ گے نہ ڈرو گے اور نہ اس کے سامنے سے بھاگو گے اس کے برخلاف تم سینہ تان کر اس کے سامنے کھڑے ہو جاؤ گے۔ بے خوفی سے کھڑے رہو گے۔ اور کہو گے۔"

اس کی آواز میں کوئی خاص بات تھی۔ اس کی آواز ہیبت ناک ہوگئی جس کی وجہ سے میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گیا تو میں نے چیخ کر پوچھا۔

"کیا کہوں گا میں؟"

"صرف ایک لفظ"

"کیا.....؟"

"بھوزا۔ آ۔ آ"

جیسے ہی یہ لفظ اس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ کی صورت میں نکلا یکایک کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ اور مجھے احساس ہوا کہ اس اندھیرے میں میرے ساتھ کوئی پراسرار چیز موجود ہے۔ کوئی خبیث چیز۔ وہی جو گزشتہ رات بھی میرے ساتھ اس کمرے میں موجود تھی۔ میرے عین سامنے اندھیرے کی چادر میں روشنی کے دو داغ چمکنے لگے۔ کوئی چیز پھڑ پھڑا کر بستر پر سے فرش پر گری اور اب وہ چیز میری طرف بڑھ رہی تھی۔ میں مارے خوف کے بت بن گیا۔ یہاں تک کہ اس گھناؤنی چیز کی گھناؤنی اور ننگی ٹانگیں میرے ننگے

پیروں سے چھو گئیں۔ اس خیال نے مجھے پاگل کر دیا کہ وہ میرے جسم پر چڑھنے جا رہا ہے میں عذاب میں جلا روح کی طرح چیخنے لگا۔

شاید میری ان چیخوں نے اسے خائف کر دیا اور وہ بھیانک کیڑا یا جو کچھ بھی وہ تھا میرے قریب سے ہٹ گیا۔ چلا گیا۔ کمرے میں اندھیرا اور خاموشی طاری رہی دفعتہً روشنی ہوگئی۔ اور میرے سامنے وہی بھیانک آدمی لیٹا ہوا تھا جس کے متعلق مجھے یقین ہو چلا تھا کہ وہ مافوق الفطرت شیطانی قوتوں کا مالک ہے۔

"یہی ایک لفظ کہنا ہے تمہیں اور پھر تم دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے لیکن پال لسنکھام زبردست قوت ارادی کا مالک ہے۔ چنانچہ اس کے بعد بھی اگر وہ تمہیں روکنے کی کوشش کرے تو تم پھر کہو گے "بھوزا۔" بس اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں کہنا ہے۔ اس لفظ کو دو دفعہ دہرانا کافی ہوگا۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بعد لسنکھام تمہیں نہ روکے گا۔ بس جاؤ جلسلی اٹھاؤ کھڑکی کھولو اور باہر نکل جاؤ میرے حکم کی تعمیل کرو اور جلد لوٹ آؤ۔ یہاں میں تمہارا انتظار کروں گا اور تمہارے ساتھ بھی رہوں گا۔ راستے میں اور لسنکھام کے مکان میں میں تمہارے ساتھ رہوں گا لیکن تم مجھے دیکھ نہ سکو گے۔ اور جب واپس آؤ گے تو مجھے اپنا منتظر پاؤ گے۔ میں جو کہتا ہوں کرتا ہوں جو کہتا ہوں وہ ہوتا ہے۔ جاؤ۔ جاؤ۔"

میں نے جلسلی اٹھائی کھڑکی کھولی اور ننگے سر ننگے پیر اور اسی جسے میں جو ٹھیک سے میری برہنگی کو نہ چھپا رہا تھا۔ باہر آ گیا۔ میں احتجاج کر ہی نہ سکا احتجاج کرنے کے قابل میں رہا ہی نہ تھا۔ کوئی زبردست اثر۔ کوئی زبردست قوت مجھ سے وہ کام کروا رہی تھی جو میں کرنا نہ چاہتا تھا۔

اس کے باوجود جب میں سڑک پر آ گیا تو اطمینان کا سانس لئے بغیر نہ رہ سکا کسی اور کی مرضی سے کہنا ایک جرم کرنے کی غرض سے ہی میں اس آسیب زدہ مکان سے باہر آ گیا تھا اور اس مکان سے باہر آنا میرے لئے ایک بڑی بات تھی۔ میرے اندھیرے دل میں امید کی دھندلی سی جو بات جل اٹھی اور میں نے سوچا کہ اس آسیب زدہ مکان سے دور پہنچ جانے کے بعد میں اس بے بسی اور بے کسی سے جو مجھ پر مسلط تھی نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میں چند ثانیوں تک کھڑکی کے قریب اور پھر وہاں سے ہٹ کر چند ثانیوں تک اسی دیوار کے قریب کھڑا رہا جو سڑک سے آسیب زدہ مکان کو جدا کر رہی تھی۔

میرا وجود اس وقت دو مختلف وجودوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ میں دہری زندگی جی رہا تھا۔ جسمانی طور پر کسی کا تابع فرمان اور غلام تھا۔ اور اس کا حکم بجا لانے پر مجبور۔ لیکن دوسری طرف میرا دماغ آزاد تھا جو اپنے طور پر سوچ اور سمجھ سکتا تھا لیکن دماغ کی یہ آزادی میری حالت کو بہتر نہ بنا سکتی تھی۔ دوسری باتوں کے ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہوا میں کتنا عجیب معلوم ہو رہا ہوں گا' میرا سر ننگا تھا' پاؤں ننگے تھے اور ڈھیلے جبے

میں میرا جسم بھی ننگا تھا۔ ہوا تیزی سے پھنکار رہی تھی اور اس میں استرے کی سی کاٹ تھی۔ یخ بستہ ہوا' جو ایک دم تیز ہو گئی تھی۔ صحیح معنوں میں میرے بدن پر چرکے لگا رہی تھی۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا۔ لیکن اس حالت میں کھلی سڑک پر چلنے کا خیال بڑا ہی شرمناک اور لرزہ خیز تھا۔ میں کئی ماہ سے بیکار تھا۔ کئی مہینوں سے ایک جوڑی کپڑوں سے کام چلا رہا تھا۔ لیکن ایسی حالت میں مجھے کوئی دیکھ لیتا تو پہلے تو شاید ڈر جاتا اور پھر یہ کہہ کر کہ میں کسی پاگل خانے سے بھاگا ہوا پاگل ہوں' پاگل خانے کی طرف چلا جاتا۔

لیکن سڑک سنسان تھی۔ کہیں کوئی شخص نظر نہ آ رہا تھا۔ میں اکثر سوچا کرتا ہوں کہ اس مقام کی تمام راتیں ایسی ہی خاموش ہوا کرتی ہیں یا وہی ایک رات ایسی خاموش تھی۔ ممکن ہے کسی خاص موسم یا رات کے ایک خاص حصے میں لندن کی راتیں ایسی خاموش اور سنسان ہو جاتی ہوں۔ دور دور تک کوئی انسان' کوئی تانگہ حتیٰ کہ کتا تک نظر نہ آ رہا تھا۔ ہر سڑک' ہر گلی خاموش اور ویران تھی۔

آخر کار میں اس مکان کے سامنے پہنچ گیا جس میں مجھے چور کی طرح داخل ہونا تھا۔

میں ایک زینہ چڑھنے لگا۔ پھر میں ایک دیوار پر چڑھ گیا اور اب میں ایک کھڑکی کی دہلیز پر تھا۔ اگر میرا پاؤں پھسل گیا ہوتا تو میں کوئی 20 فٹ نیچے ایک چھوٹے سے صحن میں جا پڑتا۔ لیکن کھڑکی کی دہلیز کافی چوڑی تھی۔ گویا وہ چوروں کی سہولت کی خاطر بنائی گئی ہو۔ میرے ایک ہاتھ میں چھوٹا سا پتھر تھا۔ اس پتھر سے میں نے ہتھوڑے کا کام لیا یعنی اس کی مدد سے میں نے کھڑکی کا کانچ توڑ دیا۔ کانچ نے ٹوٹ کر چھوٹا سا سوراخ پیدا کر دیا۔ سوراخ میں ہاتھ ڈال کر میں نے چٹخنی کھول دی۔ دوسرے ہی لمحے میں ساش اٹھا کر مکان میں پہنچ چکا تھا۔

میں اب بھی اپنی اس وقت کی حالت اور جسارت کا خیال کرتا ہوں تو حیران رہ جاتا اور کانپ کانپ اٹھتا ہوں۔ حقیقت میں کوئی دوسرا میری مرضی کا مالک بن بیٹھا تھا۔ میں مجبور تھا۔ غلام تھا اور اپنی مرضی کے خلاف ایک ایسا کام کر رہا تھا جو میں نے کبھی نہ کیا تھا۔ میں ایک شریف آدمی سے بدل کر دفعتاً ایک ذلیل چور بن گیا تھا سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ میں یہ بھی نہ جانتا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا ہے۔ اس کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ اپنے اس عمل اور طریق کار کی پوری تفصیل اس طرح میرے دماغ پر نقش ہے کہ میں اسے کبھی نہ بھلا سکوں گا۔ ماہر سے ماہر پیشہ ور چور بھی ایسی مہارت کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ میں ہر کام بے دھڑک اور بے خوف ہو کر کر رہا تھا مثلاً کھڑکی کا شیشہ توڑنے کا عمل' میرے اس عمل نے کسی کو بیدار نہ کیا۔ پہلے تو میں نے پتھر سے شیشے پر ضرب لگائی جس کی آواز پیدا ہوئی۔ پھر شیشہ ٹوٹ کر فرش پر گرا۔ آپ کہیں گے کہ ایسی خاموش رات میں شیشے کا چھناکا سب کو بیدار کر سکتا ہے۔ لیکن یقین کیجئے۔ ایسی کوئی بات نہ ہوئی غالباً ہوا کی سنسناہٹ میں شیشے کے چھناکے کی آواز دب گئی۔ اس وقت جب میں شیشہ توڑ رہا تھا تو ہوا نے گویا قصداً اپنی رفتار بڑھا دی تھی۔ وہ سنسنا رہی تھی۔ سیٹیاں بجا رہی تھی بلکہ چیخ رہی تھی۔ ممکن ہے ہوا کے شور نے دوسری آوازوں کو دبا دیا ہو۔

بہر حال اب میں ایک کمرے میں کھڑا آہٹ لے رہا تھا۔ لیکن کوئی آواز سنائی نہ دی۔ مکان میں قبر کی سی خاموشی طاری تھی۔ میں نے کھڑکی کا ساش بند کیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن دروازے تک

پہنچنا آسان نہ تھا۔ کھڑکیوں پر موٹے موٹے پردے پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ کمرے میں گہرا اندھیرا تھا کسی زیر زمین غار کا سا اندھیرا۔ اس کے علاوہ کمرہ خالی نہ تھا۔ یعنی اس میں فرنیچر موجود تھا۔ چنانچہ اب مجھے بڑی احتیاط سے کام لینا تھا کہ کسی چیز سے ٹکرا نہ جاؤں لیکن پھونک پھونک کر قدم رکھنے کے باوجود ایک دفعہ میں ایک تپائی سے ٹکرایا وہ بڑی آواز کے ساتھ لڑھک گئی۔ دوسری دفعہ میری ٹھوکر سے ایک کرسی گری اور تیسری دفعہ میں خود کسی چیز کو لے کر گرا۔ لیکن یہ بات معجزے سے کم نہیں کہ تپائی' کرسی اور خود میرے گرنے سے جو آوازیں ہوئیں انہیں کسی نے نہ سنا اس کی صرف ایک وجہ میری سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ مکان کی دیواریں موٹی اور دروازے بند تھے جس کی وجہ سے کمرے کی آوازیں باہر نہ جا سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ اس وقت مکان میں کوئی نہ تھا شاید نوکر تھے جو اپنے کمروں میں' جو غالباً سب سے اوپری منزل میں تھے۔ گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔ آخر کار میں دروازے تک پہنچ گیا۔ میرے ذرا سے اشارے سے دروازہ کھل گیا۔ میں چند ثانیوں تک خاموش کھڑا آہٹ لیتا رہا۔ اور پھر نظر نہ آنے والے اپنے آقا کی راہبری میں درمیانی کمرے میں آ گیا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ میری راہبری کرے گا چنانچہ کر رہا تھا۔ کس طرح؟ یہ میں آج تک نہ جان سکا۔ کمرہ عبور کرنے کے بعد میں زینہ چڑھنے لگا اور اب میں پہلی منزل پر تھا دوسری منزل پر پہنچ کر اب میں اس دروازے کی طرف چلا جو دائیں طرف تھا' میں نے دروازے کا دستہ گھمایا۔ وہ آسانی سے کھل گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر میں نے دروازہ بند کر دیا۔ دروازے کے قریب ہی دیوار پر انگلیاں پھیریں تو مجھے بٹن مل گیا۔ میں نے بٹن دبایا اور کمرے میں روشنی ہو گئی۔ یہ سب کام ایک مشین کی طرح کر رہا تھا۔ میں نے کمرے کا جائزہ لیا۔ بے شک وہ مطالعہ کا کمرہ تھا جیسا کہ اس پر اسرار آدمی نے کہا تھا۔ جو کسی طرح میرا آقا بن بیٹھا تھا۔ کمرے میں لکھنے کی تین میزیں تھیں جو تھوڑے فاصلہ پر نہایت مناسب زاویوں سے رکھی ہوئی تھیں ایک میز بڑی تھی دوسری دو نسبتاً چھوٹی۔ تینوں میزوں پر کاغذات اور مسودات کے انبار تھے۔ ایک میز کے کونے پر ٹائپ رائٹر رکھا ہوا تھا۔ میزوں کے نیچے اور ان کے چاروں طرف کتابوں اور فائلوں کے انبار تھے۔ کمرے کی تینوں دیواروں پر اوپر سے نیچے تک چوبی تختے لگے ہوئے تھے اور ان تختوں پر موٹی موٹی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ چوتھی دیوار سے لگی ایک الماری کھڑی تھی۔ یہ الماری مقفل تھی اور اس میں بھی کتابیں تھیں۔ کمرے کے انتہائی سرے پر بہت سی درازوں والی ایک پرانی الماری رکھی ہوئی تھی۔ میں سیدھا اس الماری کی طرف چلا تیر کی طرح بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کسی نے مجھے اس الماری کی طرف دھکیل دیا تھا۔

اس الماری کے نچلے حصہ میں بہت سی درازیں تھیں اور اوپری حصے میں شیشے کے کواڑ لگے ہوئے تھے۔ کواڑوں اور درازوں کے درمیان ایک حصہ پر سرکنے والا تختہ لگا ہوا تھا۔ میری توجہ اس تختے کی طرف مبذول کرائی گئی میں نے اسے کھولنے کی کوشش کی وہ مقفل تھا۔ میں نے دونوں ہاتھوں اور پوری قوت سے اسے کھینچا لیکن وہ نہ کھلا۔ چنانچہ یہی تھی وہ دراز جس کا قفل توڑنے کے لئے مجھے ایک پیشہ ور چور کی سی مہارت کا ثبوت دینا تھا۔ پہلے کبھی میں نے چوری نہ کی تھی۔ پہلے کبھی میں نے تالا نہ توڑا تھا اس وقت بھی چوری نہ کی تھی جب میں فاقے کر رہا تھا۔ اور میں نے اکثر اپنے آپ سے کہا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت مجھے

چوری کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ لیکن اس وقت جب وہ دراز نہ کھلی تو کسی ان دیکھی اور انجانی قوت نے مجھ پر اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیا۔ اثر آہستہ آہستہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ میں بے چین ہو گیا۔ مجھے اس دراز پر غصہ آ رہا تھا۔ جو نہ کھل رہی تھی۔ آخر کار ان دیکھی اور انجانی قوت کا اثر ناقابل برداشت ہو گیا۔ میں نے اپنے آپ کو پوری طرح اس قوت کے اختیار میں دے دیا اور اب میں کسی ایسی چیز کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑا رہا تھا جس کے ذریعہ تالا توڑا جا سکے۔ اور ایسی چیز مجھے بہت جلد مل گئی۔ جہاں میں کھڑا تھا وہاں سے کوئی ایک گز دور دیوار سے لگا کر بہت سے ہتھیار رکھے ہوئے تھے۔ ان میں بھالے بھی تھے میں نے ایک بھالا اٹھا لیا اور بڑی کوششوں کے بعد اس کی نوک الماری اور تختے کے درمیان داخل کر دی اور اب میں تالا توڑنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن تالا غیر معمولی طور پر مضبوط ثابت ہوا۔ اسے توڑنے کے لئے میں نے جو زور لگایا تو تالا تو نہ ٹوٹا البتہ بھالے کا پھل کھٹ سے ٹوٹ گیا۔ میں نے دوسرا بھالا استعمال کیا وہ بھی ٹوٹ گیا تیسرا استعمال کیا وہ بھی ٹوٹ گیا اب وہاں بھالے نہ تھے البتہ ایک اور ہتھیار موجود تھا یہ ایک کلہاڑی تھی۔ میں نے کلہاڑی اٹھائی اور اپنے جسم کی پوری قوت صرف کر کے اس کی دھار دراز میں داخل کر دی ایک جھٹکا صرف ایک جھٹکا دیا تالا ٹوٹ گیا۔

میں نے تختہ ہٹایا اس کے پیچھے بہت سی درازیں تھیں۔ میں فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ مجھے کون سی دراز کھولنی ہے کہ فوراً ہی اس پراسرار قوت نے جو مجھ سے چوری کروا رہی تھی۔ میری توجہ ایک دراز کی طرف مبذول کرائی یہ دراز بھی مقفل تھی۔ ایک بار پھر مجھے کسی ایسے اوزار کی تلاش ہوئی جو اس دراز کا قفل توڑ سکے۔ اس قسم کا کوئی اوزار وہاں نہ تھا۔ کلہاڑی میں استعمال نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ دراز چھوٹی اور نازک تھی۔ اور اس کے پرخچے اڑ جانے کا خدشہ تھا۔ میں پھر چاروں طرف نظر دوڑانے لگا اور میری نظر آتشدان پر آ کر جم گئی آتشدان کی چھت پر ایک چرمی تھیلا رکھا ہوا تھا۔ تھیلے کا منہ کھلا تھا اور اس میں سے دو پستول جھانک رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں سیاست میں گندے قسم کا کاروبار ہو رہا تھا۔ اور سیاستدان کی جان کو ہر گھڑی خطرہ لاحق رہتا ہے چنانچہ ممکن ہے کہ مسٹر لنکھام نے بھی خود حفاظتی کے لئے پستول رکھے ہوں۔ خاصے بڑے پستول تھے۔ نہ صرف دونوں پستول بھرے ہوئے تھے اور استعمال کے لئے تیار تھے۔ بلکہ تھیلے میں زائد کارتوس بھی موجود تھے۔

اور اب پستول میرے ہاتھ میں تھے میں نے انہیں الٹ پلٹ کر دیکھا اور سوچ رہا تھا کہ دراز کھولنے کے لئے میں انہیں استعمال کر سکتا ہوں یا نہیں۔ ابھی میں کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ باہر سے گاڑی کے پہیوں کی گھڑگھڑاہٹ سنائی دی۔ آواز مکان کی طرف ہی آ رہی تھی۔ دفعتاً میرے دماغ میں گھڑگھڑاہٹ سی ہوئی اور مجھے یوں معلوم ہوا جیسے کوئی آواز مجھے "پستول استعمال کرنے کی ترکیب سمجھا رہی ہو۔ اپنے ان دیکھے مشیر کی آواز کا مطلب سمجھنے کے لئے میرے جسم کے تمام پٹھے تن گئے۔ جب میں اس آواز کا جو میرے دماغ میں پیدا ہوئی تھی۔ مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا تو گاڑی کے پہیوں کی آواز بہت قریب آ گئی۔ میرا خیال تھا کہ وہ آواز آگے بڑھ جائے گی لیکن وہ مکان کے قریب آ کر رک گئی۔ میرا دل اچھل کر میرے حلق میں پھنس گیا۔ مجنونانہ خوف کے عالم میں میں نے ایک جھرجھری لی اور عارضی طور

پر ان بندھنوں کو توڑ دیا جن میں میں جکڑا ہوا تھا۔ میں دروازے کی طرف بھاگا لیکن وہ بندھن میری قوت ارادی سے زیادہ مضبوط ثابت ہوئے۔ میں چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ دفعتاً یوں کھڑا ہو گیا جیسے میرے پیر زمین میں گڑ گئے ہوں۔

مکان کے باہر کے دروازے میں چابی ڈالنے کی آواز آئی۔ چابی گھمائی گئی۔ تالا کھلنے کا کھٹکا سنائی دیا اور دروازہ کھولا گیا اور پھر قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کوئی مکان میں آ گیا تھا۔ اگر میرا بس چلتا تو میں کسی بھی طرح وہاں سے بھاگ پڑا ہوتا اور سچ تو یہ ہے کہ میں فرار ہونا چاہتا بھی تھا۔ لیکن اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانا میرے اختیار میں نہ تھا۔ میرے دل کو شدید خوف نے جکڑ رکھا تھا۔ لیکن بظاہر میں پرسکون تھا اور اپنی جگہ پر کھڑا اپنے ہاتھ میں پستول گھما رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں تالا کھولنے کے لئے اسے کس طرح استعمال کر سکتا ہوں؟ فوراً ہی مجھے اپنے اس سوال کا جواب مل گیا۔ پستول کی نالی دراز کے تالے پر رکھ کر مجھے لبلبی دبا دینا تھی۔ اور اس طرح تالے کو اڑا دینا تھا۔

بڑا ہی احمقانہ خیال تھا جس پر عمل کرنا اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا تھا۔ بے شک گھر کے ملازم اب تک بیدار نہ ہوئے تھے۔ لیکن پستول کا دھماکہ انہیں بیدار کر سکتا تھا اور اگر مان بھی لیا جائے کہ پستول چلنے کے بعد بھی وہ سوئے پڑے رہتے تو اس شخص کا کیا جو ابھی ابھی مکان میں داخل ہوا تھا۔ اس کے پیروں کی چاپ بخوبی سن رہا تھا وہ بڑے اطمینان سے زینہ چڑھ رہا تھا۔ میں خاموشی سے اس زبردست قوت کے خلاف جدوجہد کر رہا تھا جو پستول سے تالا توڑنے پر مجھے مجبور کر رہی تھی۔ لیکن میری یہ جدوجہد رائیگاں ہی گئی۔ سوائے فرمانبرداری کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ پراسرار قوت مجھ پر پوری طرح حاوی ہو چکی تھی اور میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔

میں پلٹا اور دونوں ہاتھوں میں پستول لئے الماری کی طرف چلا۔ میں گویا خواب کے عالم میں سب کچھ کر رہا تھا۔ میں کچھ سوچ سمجھ نہ رہا تھا۔ میں اپنے ہوش میں نہ تھا۔ میں الماری کے سامنے پہنچ کر رکا۔ پستول کی نالی تالے کے سوراخ پر رکھی اور لبلبی دبا دی۔ ایک تڑاخے کے ساتھ تالے کے ٹکڑے اڑ گئے۔ دراز کھل گئی میں نے ہاتھ بڑھا کے خطوط کا وہ پلندہ اٹھا لیا جس پر گلابی رنگ کا ریشمی فیتہ لپٹا ہوا تھا۔ دفعتاً ایک آواز سنائی دی۔ میں چونکا۔ میں نے گردن گھما کے دیکھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور اس میں پال لنکھام کھڑے تھے۔ وہ ایک ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھے حیرت سے میری طرف دیکھ رہے تھے۔

وہ شام کا لباس پہنے اور ایک ہاتھ میں چھوٹا سا چرمی تھیلا لئے ہوئے تھے۔ مطالعے کے کمرے میں میری غیر متوقع موجودگی نے انہیں بھونچکا کر دیا تھا۔ لنکھام کا ٹھنڈا مزاج اور سکون ضرب المثل بن چکا

ہے۔ چاہے وہ کسی مجمع کو مخاطب کر رہے ہوں یا دارالعلوم میں گرما گرم بحث کر رہے ہوں۔ وہ کبھی کسی حالت میں جوش میں نہ آتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ کبھی غصے نہ ہوئے وہ میدان سیاست کے مشہور شہسوار ہیں اور کہتے ہیں ان کی کامیابی کا راز ان کے حیرت انگیز ذہنی سکون میں مضمر ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی انہوں نے اپنے اس حیرت انگیز سکون کا ثبوت دیا۔ وہ دروازے کی ہتھی پر ایک ہاتھ رکھے اور ٹانگیں چوڑی کئے خاموش کھڑے تھے۔ جیسے جانتے ہوں کہ میں بھاگنے کی کوشش نہ کروں گا۔ چند ثانیوں تک وہ خاموش کھڑے اپنی خوبصورت آنکھوں سے میری طرف دیکھتے رہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں ظاہری طور پر گھبرا گیا تھا یا نہیں۔ لیکن دل ہی دل میں گھبرایا ہوا پریشان اور خوفزدہ تھا۔ اور جب لسٹاھام نے مجھے مخاطب کیا۔ تو میں حیران رہ گیا انہوں نے مجھے یوں مخاطب کیا جیسے میں ان کا کوئی گہرا دوست ہوں اور اطلاع کئے بغیر ان سے یہاں آدھمکا ہوں۔

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ جناب غریب خانے پر کیوں تشریف لائے ہیں؟''

وہ خاموش ہو گئے۔ گویا میرے جواب کے منتظر ہوں۔ لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا اور جب میں نے کوئی جواب نہ دیا تو انہوں نے پوچھا۔

''جناب! آپ کون ہیں اور کس کی دعوت پر یہاں آئے ہیں؟''

میں نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا۔ میں خاموش کھڑا تھا اور مسٹر لسٹاھام کی نظریں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ میرا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ مجھے غور سے دیکھ رہے تھے اور میری وضع قطع ایسی تھی کہ وہ غالباً یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ کوئی پاگل ان کے گھر میں آ گھسا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے مجھے پاگل سمجھ لیا تھا یا نہیں البتہ ان کے بشرے سے کچھ ایسے جذبات ہویدا تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے متعلق کوئی آخری فیصلہ کرنے سے قاصر تھے۔ وہ دروازے میں سے ہٹ آئے اور اب وہ نہایت اطمینان سے میری طرف بڑھ رہے تھے۔

''دیکھئے۔ پستول اور وہ پلندہ جو آپ کے ہاتھ میں ہے مجھے دے دیجئے۔''

انہوں نے بڑے اخلاق سے کہا۔

اور جب وہ میرے قریب آئے تو یکایک کوئی چیز' کوئی روح' میرے بدن میں گھس پڑی۔ اور ایک دم سے زور لگا کے میرے ہونٹوں کی طرف بڑھی۔ چنانچہ میں نے بے ساختہ مگر پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

''چھوڑ۔ آ۔ آ۔''

جیسے ہی یہ لفظ میرے منہ سے نکلا کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ بتی جو میں نے کمرے میں جلائی تھی اپنے آپ مدھم پڑ گئی اور ساتھ ہی مجھے احساس ہوا کہ کمرے میں کوئی تیسری ہستی بھی موجود تھی۔ کوئی شیطانی ہستی۔ ممکن ہے وہ میرا وہم ہو۔ لیکن اگر وہ میرا وہم تھا تو عجیب حقیقی وہم تھا۔ اور چونکہ اس کی طرح اپنا وہم کیوں جو اس لفظ نے مسٹر لسٹاھام پر کیا تھا۔ جب وہ اندھیرا جو یکدم کمرے میں چھا گیا تھا۔ دور ہوا تو میں نے دیکھا کہ مسٹر لسٹاھام انتہائی خوف اور گھبراہٹ کے عالم میں کمرے کے آخری

سرے تک ہٹتے چلے گئے اور الماری سے ٹیک لگائے نمایاں طور پر کانپ رہے تھے' اور اس شخص کی طرح کھڑے تھے جس کے سر پر آہنی سلاخوں سے شدید ضرب لگائی گئی ہو۔ ان کے پرسکون چہرہ میں حیرت انگیز تبدیلی ہوئی تھی۔ ان کے خوبصورت چہرے کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔ اور اس سے حیرت' خوف اور دہشت کے جذبات نمایاں تھے اور ان کی آنکھیں پھٹ کر بے نوری ہو گئی تھیں۔ لسٹاھام میرے ہیرو ہیں۔ میں ان کی حد سے زیادہ قدر و احترام کرتا ہوں۔ صحیح معنوں میں ان کا پرستار ہوں۔ چنانچہ جب میں نے انہیں یوں خوف کے عالم میں کانپتے دیکھا تو میرا دل عجیب طرح کے بے چین کر دینے والے جذبات سے پر ہو گیا۔

''کون ہو تم؟ خدا کے لئے بتاؤ کون ہو تم؟''

ان کی آواز بھی بدلی ہوئی تھی' لرزتی ہوئی' پھٹی ہوئی اور گھبرائی ہوئی۔ اگر ان کا کوئی دوست بھی اس وقت ان کی آواز سنتا تو پہچان نہ سکتا۔

''کون ہو تم؟ سن رہے ہو یا نہیں؟ میں پوچھ رہا ہوں کہ تم کون ہو تم؟ تم کو خدا کا واسطہ۔ بتاؤ۔ کون ہو تم؟''

جب میں نے کوئی جواب نہ دیا تو ان کے بشرے سے خوف و دہشت کے ساتھ ساتھ بے چینی کے آثار بھی ہویدا ہوئے۔ ان کی حالت قابل رحم ہو رہی تھی اور اب بھی وہ الماری سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ گویا درخواست کرتے ہوئے بھی ڈر رہے ہوں۔ ان کے جسم پر لرزہ طاری تھا۔ ان کے جسم کا ایک ایک پٹھا لرز رہا تھا۔ ان کی انگلیاں اینٹھ گئی تھیں اور وہ اپنا ایک ہاتھ ہوا میں یوں ہلا رہے تھے جیسے کسی نظر نہ آنے والی چیز کو پکڑنا چاہتے ہوں۔

''کہاں سے آئے ہو تم؟ کیا چاہتے ہو؟ کس نے بھیجا ہے تمہیں؟ کیا سوچ رہے ہو مجھے؟ کیوں' کیوں؟''

یہ سوالات ان کے منہ سے حیرت انگیز تیزی سے نکل رہے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ میں بدستور خاموش ہوں تو سوالات اور بھی تیزی سے ان کے منہ سے نکلنے لگے۔ اب وہ ایک مشین کی طرح بول رہے تھے۔

''اور یہ کیا پہن رکھا ہے تم نے؟ یہ عجیب و غریب لباس تو برہنگی سے بھی زیادہ شرمناک ہے۔ خدا کی قسم تمہارا یہ لباس تمہیں سخت سے سخت سزا دلوانے کے لئے کافی ہوگا اور تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے' بیوقوف۔ ایں بیوقوف کیا سمجھ رکھا ہے مجھے؟ بچہ سمجھ رکھا ہے جسے ڈرایا جا سکے؟ اگر تمہارا یہی خیال ہے تو غلط ہے۔ نہ تو میں بچہ ہوں اور نہ میں بیوقوف۔ جس نے بھی تمہیں یہاں بھیجا ہے اس نے تمہیں مغالطہ دیا ہوگا کہ میں ایسا ویسا آدمی نہیں ہوں۔ بلکہ اثر و رسوخ رکھتا ہوں اور اس شخص کو جو تمہیں یہاں زبردستی میرے گھر میں گھس آیا ہو۔ سخت سے سخت سزا دلوا سکتا ہوں البتہ اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ تم کون ہو کس نے تم کو بھیجا ہے اور یہ کہ تم کیا لینے یہاں آئے ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ سختی نہ کروں گا لیکن اگر تم اس طرح منہ بند کئے کھڑے رہے تو میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ اور پولیس تم سے سب کچھ اگلوا لے گی اور تم

جانتے ہوں گے کہ مجرم کی زبان کھلوانے کے لئے پولیس کیسے کیسے طریقے استعمال کرتی ہے۔ چنانچہ میں تمہیں خبردار کئے دیتا ہوں کہ [illegible] بے تو سن، بات یا نہیں۔ بے وقوف گدھے۔ بتا کون ہے تو؟"

آخری الفاظ انہوں نے نہایت ہی غصے کے عالم میں کہے تھے۔ لنشکھام اور غصہ! ناقابل یقین سی بات ہے۔ خود لنشکھام کو بھی اپنے غصے کا احساس ہوا۔ یہ ان کی شان کے خلاف تھا۔ وہ سنبھلے اپنے کوٹ کی جیب میں سے رومال نکال کر چہرے پر سے پسینہ پونچھا۔ عجب ہے ان کی پیشانی پر سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے حالانکہ رات سرد تھی۔

"جناب! یہ تو بتائیے کہ آپ کی اس خاموشی کا مطلب کیا ہے؟ کیا یہ بھی آپ کے اس پارٹ کا ایک حصہ ہے جو آپ ادا کر رہے ہیں یا اداکاری دکھانے پر مجبور ہیں؟" ان کی آواز پرسکون تھی۔ مسٹر لنشکھام نے معجزانہ طور سے اپنے غصے پر قابو حاصل کر لیا تھا۔

"تمہارے ہونٹوں پر ممکن ہے مہر لگی ہوئی ہو لیکن میرے لب آزاد ہیں۔ میں بول سکتا ہوں۔ اگر کوئی شخص تمہاری طرح بند میرے گھر میں چوری کرنے کی غرض سے گھس آئے اور میں اسے پکڑ لوں تو ظاہر ہے کہ میں اس کے ساتھ جو بھی سلوک کروں بجا ہوگا۔ اس سے تو تم کو بھی انکار نہ ہوگا کہ میں نے تم کو عین حالت جرم میں پکڑا ہے۔ چنانچہ امید ہے کہ تم میری چند باتیں غور سے سن لو گے۔ تمہاری زبان بند ہے لیکن امید ہے کہ کان کھلے ہوں گے۔"

وہ خاموش ہو گئے میرے خیال میں وہ اپنے الفاظ کو پراثر بنانے کی کوشش کر رہے تھے غالباً وہ طنزیہ لہجہ استعمال کرنے کے متعلق سوچ رہے تھے۔

لنشکھام نے کبھی کسی پر طنز نہ کیا تھا۔ لیکن مجھے غیرت [illegible] نے اور میری زبان کھلوانے کے لئے وہ ہر ہتھیار استعمال کرنا چاہتے تھے جسے وہ حد درجہ اوچھا ہتھیار سمجھ رہے تھے۔ اس کے علاوہ وہ غالباً آپ اپنی ہمت بھی بندھا رہے تھے۔ میں نہیں جانتا لفظ "بھونڈا" میں کون سا سحر تھا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس لفظ نے مسٹر لنشکھام کی روح تک کی بنیادیں ہلا دی تھیں۔ اس ایک لفظ نے عظیم لنشکھام کو خوفزدہ کر دیا تھا اور اس کا بین ثبوت یہ تھا کہ وہ مجھ پر غصہ ہونے یا آگے بڑھ کر مجھے پکڑ لینے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ اس کے برخلاف وہ مجھے گویا پچکار رہے تھے۔ نرم الفاظ استعمال کر کے مجھے یوں سمجھا اور پھسلا رہے تھے۔ جس طرح کہ بڑے کسی ضدی بچے کے ہاتھ سے کوئی قیمتی چیز چھڑانے کے لئے اسے طرح طرح سے سمجھاتے بجھاتے اور پھسلاتے ہیں۔

"ہاں تو یہ بتائیے جناب کہ کیا آپ اسی شرمناک لباس میں لندن کی سڑکوں پر گھوما کرتے ہیں؟ معاف کیجئے گا صاحب یہ سرے سے لباس ہے ہی نہیں۔ آپ تو برہنہ ہیں بالکل ننگ دھڑنگ۔ بڑے شرم کی بات ہے اس لباس میں ایک پاگل تک باہر نکلتے شرمائے۔ آپ تو پھر بھی شریف معلوم ہوتے ہیں۔ کس طرف سے آئے ہیں آپ؟ رودی ربا گاس کی طرف سے؟"

یہ سوال انہوں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔ ان کے اس اشتیاق کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں خاموش کھڑا تھا اور باوجود کوشش کے اپنی زبان تک نہ ہلا سکتا تھا چنانچہ معلوم ہوا کہ آپ رودی رباگاس میں ہی رہتے

ہیں اور غالباً اس مکان میں رہتے ہوں گے جس کے روشندانوں پر ہرے رنگ کے شیشے ہیں اور ایک کمرے میں ایک ٹوٹا پیانو رکھا ہے۔ وہی گھر ہے نا آپ کا۔؟ میں اسے بھولا نہیں ہوں۔"

دفعتاً انہیں ایک خیال آیا۔ غالباً میری نہ ٹوٹنے والی خاموشی ان کے اس خیال کا باعث تھی۔

"بظاہر تو آپ انگریز معلوم ہوتے ہیں پھر میری بات سمجھتے کیوں نہیں؟ کیا تم انگریز نہیں ہو؟ انگریز نہیں ہو تو پھر کون ہو۔ فرانسیسی؟"

چنانچہ اب مجھے فرانسیسی زبان میں مخاطب کر رہے تھے۔ میں فرانسیسی زبان نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر بعد خود لنشکھام کو بھی احساس ہوا کہ وہ مجھے ایک ایسی زبان میں مخاطب کر رہے ہیں جس کی ابجد تک سے میں واقف نہیں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گئے۔ وہ مسکرائے اور اب وہ مجھے لنگو میں مخاطب کر رہے تھے۔ میں سرے سے اس زبان سے نا آشنا ہوں یہ زبان تو مجھے بندروں کی "خوں خوں" کی طرح بالکل ہی بے معنی معلوم ہوئی۔ بہت جلد انہیں معلوم ہو گیا کہ میں یہ زبان بھی نہیں جانتا چنانچہ وہ پھر انگریزی کی طرف لوٹ آئے۔

"نہ تو تم فرانسیسی جانتے ہو اور نہ ہی رودی ربا گاس والوں کی مخصوص زبان سے واقف ہو۔ تو پھر کون سی زبان ہے تمہاری؟ چپ کا روزہ رکھ لیا ہے کیا یا خدانخواستہ گونگے ہو؟ کچھ بولو تو میرے بھائی۔ کچھ تو بولو۔ تمہارا رنگ اور چہرہ انگریزوں کا سا ہے چنانچہ میں یہ تسلیم کئے لیتا ہوں کہ جو بات انگریزی میں کہی جائے اسے تم اگر پوری طرح نہیں تو ایک حد تک ضرور سمجھ لیتے ہو۔"

مسٹر لنشکھام زیادہ سے زیادہ پرسکون ہوتے جا رہے تھے تاہم ان کے لہجے میں دھمکی کی جھلک تھی جو چونکہ ان کے سکون سے میل نہ کھاتی تھی اس لئے مصنوعی معلوم ہوتی تھی۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تم میرے ماضی کے واقعات سے واقف ہو جنہیں میں بھول جانا چاہتا ہوں اور غالباً تم ایک ایسے شخص کے فرستادہ ہو جو میرے ماضی کے ایک خاص دور سے پوری طرح واقف ہے۔ چنانچہ اس شخص کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میں جو کچھ بھی تھا وہ بھول چکا اسے پھر یاد کرنا نہ تو مجھے پسند ہے اور نہ یاد کروں گا۔ میری پچھلی یادوں کو تازہ کرنے سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک فقرہ ذہن نشین کر لو میری پچھلی یادوں کو تازہ کر کے مجھ سے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے گا۔ میرے ماضی کا دور ایک سراب اور وہم تھا اور میں اسے ایک خواب پریشاں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ ایک بیمار اور ضعیف دماغ کا خواب اس وقت میری دماغی اور جسمانی حالت ایسی ہو رہی تھی کہ کوئی بھی شعبدہ باز مجھے بہلا سکتا تھا اور ہوا بھی ایسا ہی میرے ناپختہ اور کمزور ذہن پر چند نقوش ابھارے گئے۔ اس شعبدہ بازی کو اب میں پوری طرح سمجھ چکا ہوں۔ چنانچہ اب تم اپنے دوست کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اب میں اس شعبدہ بازی کا ہدف نہ بنوں گا۔ تم سن رہے ہو نا؟"

میں خاموش رہا۔ میری خاموشی مسٹر لنشکھام کے اعصاب پر سوار ہوتی جا رہی تھی۔ "بہت اچھا۔ خاموش رہو۔ اس خاموشی کا خمیازہ تم بھگتو گے۔ تم ایک پاگل کا پارٹ ادا کر رہے ہو۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ نہایت مہارت سے [illegible] رہے ہو لیکن یہ صاف بات ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم [illegible] سن رہے ہو

بلکہ بخوبی سمجھ رہے ہو۔ چنانچہ میری درخواست ہے کہ یہ پستول اور خطوط کا وہ پلندہ جو تم نے چرایا ہے مجھے دیدو۔"

میں بت بنا کھڑا رہا۔

"میں پوچھتا ہوں پستول اور خطوط کا پلندہ مجھے دے رہے ہو یا نہیں؟ اگر نہیں دے رہے تو مجھے مجبوراً اپنے ملازموں کو طلب کرنا پڑے گا اور اس کے بعد جو ہوگا اس کے ذمہ دار خود تم ہو گے۔ مجھے دھوکہ دینے کے لئے پاگل نہ بنو۔ پاگلوں سے میں خوب واقف ہوں اور ان کے پاگل پن دور کرنے کا گر بھی جانتا ہوں۔ لاؤ پستول اور پلندہ مجھے دو۔ دے رہے ہو یا نہیں؟" مسٹر لستھام کا غصہ اور بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ مشہور ہے کہ مسٹر لستھام غصے کے نام تک سے واقف نہیں یہ ناممکن ہے کہ انہیں غصہ آئے لیکن میری خاموشی ناممکن کو ممکن کر رہی تھی اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں اگر لستھام کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک پاگل ہو گیا ہوتا یا کم از کم اپنے کپڑے پھاڑنے اور بال نوچنے لگ گیا ہوتا۔

"تم سمجھتے ہو کہ میں ڈر گیا ہوں تم سے؟ تم سے! ایک پاگل سے خدا کی قسم ایسا سبق دوں گا کہ تم اسے عمر بھر یاد رکھو گے۔ انہوں نے آخری الفاظ دانت پیس کر اونچی آواز میں کہے۔ لیکن صاف ظاہر تھا کہ اس طرح وہ آپ اپنی ڈھارس بندھا رہے تھے۔ دھمکیوں کو بار بار دہرانا لیکن اس پر عمل نہ کرنا اس بات کا ثبوت تھا کہ مسٹر لستھام گھبرائے ہوئے خوفزدہ اور سہمے ہوئے تھے۔ آخر کار وہ میری طرف بڑھے۔ صرف ایک یا دو قدم۔ دفعتہً وہ رک گئے۔ وہ بری طرح کانپنے لگے۔ ان کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے اور ان کی آنکھیں حلقوں میں گھومنے لگیں۔ دائیں بائیں نہایت تیزی سے جیسے وہ کسی چیز کو تلاش کر رہی ہوں۔ وہ میری موجودگی کو بھول کر اپنے آپ سے باتیں کرنے لگے۔ الفاظ ان کے منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے۔

"کیا تھا وہ؟ کیا تھا؟ کچھ بھی نہیں... میرا... وہم تھا۔" میرے اعصاب جھنجھنا اٹھے ہیں میرا دماغ شب و روز کی محنت سے تھک گیا ہے۔ کیا ہے یہ؟"

اور یہ آخری سوال ایک چیخ کی صورت میں ان کے منہ سے نکلا۔ دفعتہً کمرے کا دروازہ کھلا اور سفید بالوں والا ایک سر نمودار ہوا۔ وہ کوئی بوڑھا تھا جس کی آنکھوں میں نیند تھی۔ اس کے بشرے سے ناگواری کے آثار ہویدا تھے۔ جیسے کسی نے اسے گہری نیند سے بیدار کر دیا ہو۔ لستھام اس بوڑھے کی طرف یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی بھوت ہو اور خود بوڑھا لستھام کی طرف حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا۔ چند ثانیوں تک وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے اور پھر بوڑھا ہکلا کر بولا۔

"مم... مم معاف کیجئے گا صاحب۔ لیکن ایک ملازمہ کا خیال ہے کہ اس نے دھماکے کی آواز سنی تھی۔ چنانچہ ہم دیکھنے آئے ہیں۔ کیا بات ہے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ آ گئے ہیں" اور اب اس نے مجھے دیکھا مجھ پر نظر پڑتے ہی وہ اچھل پڑا۔ "میرے خدا یہ کون صاحب ہیں؟"

"ماتھیو! ملازمہ کا خیال غلط نہیں ہے۔ بیشک اس نے دھماکے کی آواز سنی ہوگی۔ لیکن اس وقت تم جاؤ ان صاحب سے میں اکیلا ہی نپٹ لوں گا۔ البتہ ایک ملازم کے ساتھ زینے کے قریب کھڑے رہو اگر

ضرورت ہوئی تو میں آواز دے کر تمہیں بلا لوں گا۔"

چنانچہ ماتھیو چلا گیا۔ لستھام پھر میری طرف گھوم گئے اور اب ان کے بشرے سے بے خوفی اور استقلال عیاں تھا۔ غالباً اپنے ملازموں کی موجودگی نے ان کا خوف دور کر دیا تھا۔

"میرے خیال میں اب تو تم نے صورت حال کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔ میرے ملازم بیدار ہو گئے ہیں اور قریب ہی کھڑے ہیں میری ایک آواز پر وہ دوڑے آئیں گے اور تم پر ٹوٹ پڑیں گے اور پھر تم جانتے ہو کہ نتیجہ کیا ہوگا۔ نہیں جانتے تو مجھ سے سنو۔ تم کو پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا اور تم جیل کی ہوا کھاتے نظر آؤ گے۔ میں کسی پر سختی کرنے کا عادی نہیں ہوں خواہ وہ ایک بدمعاش یا چور ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ پستول رکھ دو اور خطوط کا پلندہ دے دو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم پر سختی نہ کی جائے گی۔"

میں خاموش رہا۔

"دیکھو۔ مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ میں ایک شریف آدمی ہوں اور خود تم بھی شریف معلوم ہوتے ہو۔ چنانچہ میں خواہ مخواہ کے ہنگامہ کو پسند نہیں کرتا اور یقین ہے کہ تم بھی پسند نہ کرتے ہو گے۔ میرے بھائی صورت حال کو سمجھو عقل سے کام لو اور وہ پلندہ میرے حوالے کر دو۔"

وہ پھر میری طرف بڑھے۔ ایک یا دو قدم چلنے کے بعد وہ پھر رک گئے اور خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔ اور ایک بار پھر وہ اونچی آواز میں اپنے آپ سے باتیں کرنے لگے۔

"وہم ہے میرا۔ کچھ بھی تو نہیں۔ کچھ بھی تو نہیں۔ اب مجھے بیوقوف نہیں بنایا جا سکتا بات یہ ہے کہ میں ضرورت سے زیادہ گھبرا گیا ہوں اور۔"

یکایک وہ پاگلوں کی طرح چلانے لگے۔

"ماتھیو۔ ماتھیو۔ دوڑو۔ بچاؤ۔"

ماتھیو انتہائی بدحواسی کے عالم میں کمرے میں داخل ہوا اس کے ساتھ تین دوسرے ملازم تھے جو اس کی طرح بوڑھے نہ تھے۔ تینوں ناکافی کپڑے پہنے ہوئے تھے صاف ظاہر تھا کہ جلدی میں جو کپڑا ہاتھ لگ گیا تھا اسے پہن کر چلے آئے تھے اور جو بھی ہتھیار مل گیا اسے اٹھا کر بھاگے آئے تھے۔ مثلاً چھڑی، آگ بھڑکانے کی چمٹی وغیرہ۔

"پستول چھین لو اس کے ہاتھ سے۔" لستھام نے کہا "پچھاڑ کر چڑھ بیٹھو اس پر اور اس سے وہ پلندہ چھین لو جو اس کے بائیں ہاتھ میں ہے۔ ڈرو نہیں ڈرو نہیں۔ میں نہیں ڈرتا اس سے۔"

اور ثبوت کے طور پر خود لستھام میری طرف لپکے۔ فوراً ہی میرے ہونٹ پھڑکے، میرے منہ میں میری زبان لرزی اور ایک ایسی آواز میں جو یقیناً میری اپنی نہ تھی۔ میں نے چیخ کر کہا۔

"بھونرا۔ آ۔ آ۔"

دفعتہً کمرے میں اندھیرا چھا گیا اور کوئی بھیانک آواز میں یوں مسلسل چیخنے لگا جیسے دوزخی عذاب میں مبتلا ہو۔ مجھے احساس ہوا کہ کوئی اندھیرے کمرے میں گھس آیا ہے۔ خدا جانے کہاں سے اور کیسے۔ لیکن کوئی ہولناک ہستی کمرے میں گھس آئی ہے۔ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ کوئی مجھے گھسیٹ رہا تھا اور میں

اندھیرے کمرے میں سے جہاں ہیبت اور خوف کی چیخیں گونج رہی تھیں بھاگ رہا تھا۔

میں برآمدے میں سے دیوار پر کود گیا اور وہاں سے لٹک کر نیچے اترا اور یوں نیچے اترتے وقت میرے ننگے بدن کی جلد جگہ جگہ سے ادھڑ گئی۔ آخرکار میں سڑک پر آ گیا۔ لیکن اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور بری طرح اوندھے منہ گرا اور جب میں اٹھ رہا تھا تو میں نے اپنے کندھوں پر مضبوط ہاتھوں کی گرفت محسوس کی۔ کسی نے مجھے گھما دیا اور اب میرے سامنے چھریرے بدن کا ایک بلند قامت نوجوان کھڑا ہوا تھا۔ اس کی مونچھیں بڑی خوبصورتی سے ترشی ہوئی تھیں وہ کالے رنگ کا کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ جس کے تمام بٹن لگے ہوئے تھے اس کی گرفت مضبوط تھی۔ وہ مجھے دیکھ رہا تھا اور مسکرا رہا تھا۔

پھر وہ بولا۔

"بھائی صاحب! ایک عظیم حواری کے گھر میں سے باہر آنے کا یہ کون سا طریقہ ہے یعنی دیوار پھاند کے؟ کیا بات ہے؟ سچ کہو یار! کس لئے گھسے تھے اس عظیم ہستی کے گھر میں؟ چوری کرنے؟ یا حواری صاحب کا خون کرنے کی غرض سے؟ خدا کے لئے یہ خوشخبری سنا دو مجھے کہ تم نے لسنگھام کا خون کر دیا ہے۔ سچ سچ میں تمہارے مبارک ہاتھ چوم لوں گا۔"

میں نہیں جانتا کہ وہ آدمی پاگل تھا یا کیا۔ البتہ وہ باتیں پاگلوں کی سی کر رہا تھا۔

خدا جانے کیوں اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔

"بہر حال تم نے چوری کی ہو یا قتل تم نے ایک عمدہ کام کیا ہے اور میرے جلے دل پر پھاہا رکھا ہے۔ خدا اپنی رحمتیں نازل کرے تم پر اور تم ہر دفعہ چوری کرنے میں کامیاب ہو۔ خوب لمبے لمبے ہاتھ مارو اور آخر کار ایک مشہور و معروف چور بن جاؤ اور دنیا کہے کہ یہی ہے وہ قابل قدر ہستی جس نے پال لسنگھام کو برباد کیا تھا اے میرے غمگسار! اس نیک کام کے عوض میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ ہو جاؤ رفو چکر۔"

اس نے میرے کندھوں پر سے ہاتھ ہٹا کے مجھے آگے کی طرف دھکیل دیا اور میں اندھا دھند بھاگ پڑا۔ اور میرا خیال ہے کہ دنیا میں کوئی اتنی تیزی سے نہیں بھاگ سکتا جتنی تیزی سے میں بھاگ رہا تھا۔ میں خود اپنی تیز رفتاری پر حیران تھا۔

بہت جلد میں اس مکان کے سامنے پہنچ گیا جس کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور خطوط کا وہ پلندہ جو میں نے لسنگھام کے مکان سے چرایا تھا میرے ہاتھ میں تھا۔

مکان کے سامنے میں یوں رک گیا۔ جیسے کسی نے میری باگیں کھینچ لی ہوں اور اب میں اس مکان کے سامنے کھڑا کانپ رہا تھا۔ بارش کی پھوار کو ہوا کے جھونکے اڑاتے پھر رہے تھے اور میرا بدن پسینے سے چُور چُور ہو رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ میں سردی سے کانپ رہا تھا۔ میں کیچڑ میں لت پت تھا جسم پر ان گنت

خراشیں تھیں۔ سینے پر کی گہری خراشوں میں سے اب بھی تازہ تازہ خون رس رہا تھا۔ میرا ایک ایک عضو درد کر رہا تھا۔ ایک ایک پٹھا تھکن سے چور تھا۔ جسمانی اور دماغی طور پر میں بے حد تھکا ہوا تھا۔ وہ پر اسرار اثر جسے میں سمجھ نہ سکا تھا اور جو اس پر اسرار آدمی نے مجھ پر ڈالا تھا۔ اگر مجھ پر حاوی نہ ہوتا اور مجھے سنبھالے ہوئے نہ ہوتا تو میں اسی جگہ ڈھیر ہو جاتا۔

لیکن میرے عذاب دہندہ نے ابھی مجھے بخشا نہ تھا۔

میں مکان کے سامنے بے حد تھکا ہوا کھڑا تھا اور حکم کا منتظر تھا اور فوراً ہی حکم آیا۔ یوں معلوم ہوا جیسے ایک زبردست مقناطیسی کشش کی لہر کھلی ہوئی کھڑکی میں سے نکل کر میری طرف بڑھی اور اب مجھے آگے کھینچ رہی تھی۔

اسی آسیب زدہ کمرے کی طرف۔ بے اختیار میں آگے کی طرف کھنچ گیا۔ میں دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف پہنچا۔ میں کھلی ہوئی کھڑکی کی دہلیز پر چڑھا اور ایک بار پھر اس کمرے میں تھا جہاں میرا آقا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک بار پھر مجھے کسی بھیانک شیطانی وجود کی موجودگی کا احساس ہوا۔ میرے اس احساس میں حقیقت کا کتنا شائبہ تھا؟ یا وہم تھا؟ یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ماضی کے اس دور کی طرف میں جب بھی نظر کرتا ہوں تو مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی مافوق الفطرت قوت نے میری روح کو میرے جسم سے گھسیٹ کر گناہوں اور برائیوں کے گڑھے میں ڈال دیا تھا۔

میں کمرے میں پہنچا تو کوئی چیز پھڑ پھڑا کر بستر سے فرش پر گری۔ میں اس پھڑ پھڑاہٹ کا مطلب خوب سمجھتا تھا۔ وہ گھناؤنا ناپاک کیڑا پھر میری طرف کھسک رہا تھا۔ وہی کیڑا جو ایک دفعہ میرے چہرے تک پہنچ گیا تھا۔ میرے معدہ میں اینٹھن سی ہونے لگی اور میرا دل برف کی ڈلی میں تبدیل ہو گیا۔ خوف نے میری زبان پر پڑے ہوئے تالے توڑ دیئے اور میں نہایت ہی بھیانک آواز میں چیخنے لگا۔ اپنی ان فلک بوس چیخوں کی آواز اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اب بھی جب بھی میں اپنی اس وقت کی حالت اپنے خوف اور اس پھڑ پھڑاتی ہوئی آواز کو یاد کرتا ہوں تو لرز اٹھتا ہوں۔

وہ کیڑا یا جو کچھ بھی وہ تھا واپس چلا گیا۔ قالین پر اس کے رینگنے کی سرسراہٹ میں بخوبی سن سکتا تھا۔ کمرے میں خاموشی طاری تھی۔

دفعتاً بتی جل اٹھی۔ اندھیرے میں روشنی کی سلاخیں تیز تیز گئیں اور بستر میں وہی بھیانک آدمی اپنے ایک ہاتھ پر سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔ گناہوں کا پتلا میری ساری تکلیفوں کا باعث۔ اس کی آنکھیں سلگ رہی تھیں وہ پلک تک نہ جھپک رہا تھا۔

"لاؤ۔ جو لائے ہو مجھے دو۔"

میں نے آگے بڑھ کر پلندہ اسے دے دیا۔

"واہ!" وہ تمسخرانہ انداز میں بولا۔ "بے حد خوبصورت فیتہ ہے۔ بڑی مہارت اور صفائی سے لپیٹا گیا ہے۔ بے شک ایک عورت کے نازک ہاتھ ہی ایسی صفائی سے گرہ لگا سکتے ہیں۔ آہا۔ پلندے پر کچھ لکھا ہوا بھی ہے۔ دیکھیں تو بھلا کیا لکھا ہے تم نے۔ ہم۔ بڑا خوشخط لکھا ہے۔ میری پیاری... لندن سے

خطوط۔"

جب اس نے یہ تحریر پڑھی تو اس کا بھیانک چہرہ اور بھی بھیانک ہو گیا۔ میں یقین نہیں کر سکتا اور کوئی بھی نہ کرے گا کہ غصہ کسی کے بھی چہرے کو ایسا بھیانک اور نفرت انگیز بنا سکتا ہے۔ اس کا منہ کھل گیا۔ نچلا جبڑا لٹک گیا اور اس کے زرد اور زہریلے دانت نظر آنے لگے اور اس نے اپنا سانس اتنی دیر تک روکے رکھا کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اس پر دورہ پڑا ہے۔ اس کے بیبے بال سے چہرے اور گنجی کھوپڑی پر موٹی موٹی رگیں خونی لکیروں کی طرح ابھر آئیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کتنی دیر تک یوں سانس روکے پڑا رہا اور جب دوبارہ اس کا سانس چلنے لگا تو میں نے دیکھا کہ وہ رک رک کر سانس لے رہا تھا۔ اور جب وہ بولا تو اس کی آواز میں سانپ کی سی پھنکار تھی۔

"ہم اس کی پیاری کے خطوط اس کی پیاری اس کی؟ لستھام کی! تو گویا میرا اندازہ غلط نہ تھا مارجورے لنڈن پیاری مارجورے اس کی پیاری مارجورے لستھام کی مارجورے ٹکڑے اڑا دوں گا زندہ جلا دوں گا۔"

وہ چند ثانیوں تک خاموش رہا۔ پھر بولا۔

"دیکھیں تو اس کی پیاری نے لکھا کیا ہے۔"

وہ بستر میں اٹھ بیٹھا۔ خطوط پر سے فیتہ اور لپٹا ہوا کاغذ کھول کر ایک طرف پھینکا۔ اس میں آٹھ یا نو خط تھے۔ چند مختصر اور چند طویل۔ ہر خط وہ عجیب اشتیاق اور بے تابی سے پڑھنے لگا۔ ہر خط کو وہ بار بار پڑھ رہا تھا۔ جیسے اسے حفظ کر رہا ہو۔ خطوط سفید کاغذ پر لکھے گئے تھے۔ کاغذ کے کناروں پر سرخ کنگورے بنائے گئے تھے اور خطوط کے ماتھے پر خط لکھنے والے کا نام اور پورا پتہ سنہری حرفوں میں چھپا ہوا تھا۔

خطوط پڑھتے وقت میرے آقا کے منہ سے عجیب عجیب آوازیں نکل رہی تھیں جو کتے اور بھیڑیے کی غراہٹ سے مشابہ تھیں اور یہ آوازیں جو اس کے منہ سے نکل رہی تھیں سراسر غیر انسانی تھیں جیسے کوئی زخمی درندہ اپنے دشمن پر غصے میں غرا رہا ہو۔

"ہم تو یہ بات ہے بہت اچھے لستھام۔ سمجھ لوں گا۔"

لفظوں میں اس نفرت وحقارت کو بیان کرنے کی طاقت نہیں جس کا اظہار بھیانک آدمی کے بھیانک چہرے سے اس وقت ہوا جب اس نے لستھام کا نام لیا۔ بس بہت ہو چکا۔ اب برداشت نہیں کر سکتا۔ اب خاتمہ ہے۔ خاتمہ ہے۔ موت ہے۔ موت ہے۔ لرزہ خیز موت۔ سمجھ لوں گا۔ سمجھ لوں گا۔ لستھام تجھے عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔ کچل دوں گا اور تیرے کچلے ہوئے جسم کو تیلیوں کے گڑھے میں پھینک دوں گا۔ اور خون چوسنے والا تیرا خون چوستا رہے گا۔ بے رحی مارجورے لنڈن۔ لستھام کی پیاری تو ایسا عذاب ہوگا اس پر کہ وہ اپنی ماں پر لعنت بھیجے گی جس نے اسے جنم دیا۔ اندھیرے کے دیوتا اس کے عذاب کی بو سونگھیں گے اور مارجورے اس دن پر لعنت بھیجے گی جس دن وہ پیدا ہوئی تھی۔ وہ عذاب میں مبتلا ہو گی اور اندھیرے سایوں کے دیوتا اس کے عذاب کو دیکھیں گے اور خوش ہوں گے۔ اور یوں میں کفارہ ادا کروں گا۔ مجھے سراغ مل گیا ہے اور اب میرے انتقام کا آغاز ہوتا ہے اور ایسا انتقام ہوگا کہ کبھی کسی نے نہ لیا ہو

گا۔ ایسا ہی ہوگا ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ میں کہتا ہوں اور میں جو کہتا ہوں ہوتا ہے۔"

اپنے غصے اور جوش میں وہ غالباً مجھے بھول گیا تھا اور اب اس نے نظر اٹھائی تو مجھے سامنے کھڑا پایا۔ چنانچہ اس نے اپنے غصے کا ہدف مجھ بے کس کو بنانے کا فیصلہ کیا اور یہ میری بدقسمتی کی انتہا تھی۔

"یہ تو ہے تو! چور بدمعاش۔ تو اب تک زندہ ہے!۔ دیوتاؤں کی اولاد کا مضحکہ اڑانے کے لئے زندہ ہے۔ نہیں۔ تو زندہ نہیں رہ سکتا۔ نہیں رہ سکتا۔"

وہ دوزخ کے عفریت کی طرح چیخ کر بستر میں سے نکل آیا اور خونخوار بھیڑیے کی طرح مجھ پر جھپٹ پڑا۔ اپنے گھناؤنے ہاتھوں سے اس نے میرا حلق پکڑ لیا۔ میں سنبھل نہ سکا اور لڑکھڑا کر فرش پر چت گرا۔ وہ بھیانک آدمی مجھ پر سوار تھا۔ اس کا متعفن سانس میرے سانس سے مل رہا تھا اور اس کے ہاتھ میرا گلا گھونٹ رہے تھے۔

لیکن خدا کو مجھ پر رحم آ گیا۔ میں اندھیرے کی دنیا میں پہنچ گیا۔ غالباً مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی۔

دوسرا حصہ

آسیب زدہ

بھونرے کی کہانی
سڈنی آتھرٹن کی زبانی!

دوسرے رقص کے بعد میں نے قسمت آزمائی کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک طرف گوشہ میں پام کا سایہ پڑ رہا تھا اور اس وقت وہاں کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں اسے اس سایہ میں گھسیٹ لے جاتا وہ میرا ارادہ بھانپ کر چونکی اور اپنے نازک پنکھے کو میرے ہاتھ پر مار کر گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ۔"

لیکن میں رکنے والا نہ تھا۔ کلف میرے قریب سے گزرا۔ وہ مرئی کازلی کے ساتھ رقص کر رہا تھا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بڑے معنی خیز انداز میں سر ہلایا۔ لیکن میں نے اس کی طرف دھیان نہ دیا۔ میرے سر پر تو بھوت سوار تھا اور میں اسے اس طرف لئے جا رہا تھا۔ جہاں خاموشی تھی اور پام کا سایہ تھا۔ یوں تو نوجوان کسی لڑکی سے ملنے سے پہلے بڑی لمبی چوڑی اور اثر انگیز تقریریں تیار کرتے ہیں۔ لیکن جب ملاقات ہوتی ہے اور حرف مدعا زبان پر لانے کا وقت آتا ہے تو اناپ شناپ بکنے لگ جاتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی واقعہ ہوا میں نے خدا جانے کیسی شاعری بگھاری کہ وہ ایک دم سے گھبرا گئی اور قطع کلام کرتے ہوئے بولی:

"سڈنی! مجھے افسوس ہے۔"

یکلخت مجھے غصہ آ گیا اور میں چیخ کر بولا:

"افسوس! کاہے کا افسوس ہے؟ اس بات کا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں؟ کیوں؟ یا افسوس تمہیں ہی کیوں؟ کیوں؟ کوئی تم سے محبت کرتا ہے۔ تم نے کسی کا دل قبضے میں کر لیا ہے اور پھر کہتی ہو کہ افسوس ہے۔ تمہیں تو الٹا خوش ہونا چاہئے کہ تم میری آنکھوں کا نور دل کا سرور اور خدا جانے کیا کچھ بن گئی ہو۔ مجھے تم سے محبت ہے اور محبت دنیا کی مقدس ترین چیز ہے۔ بڑے بڑے درویشوں اور ولیوں نے محبت کی ہے۔ کیونکہ یہ بڑا ہی ربانی قسم کا جذبہ ہے۔"

"مجھے معلوم نہ تھا کہ تم تم میرے متعلق یوں سوچتے ہو۔ میرا مطلب ہے مجھ سے محبت کرنے لگے ہو۔ ہاں ایسا کچھ شک ہوا تھا۔"

"شک! چلو۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہیں شک بھی تو ہوا۔"

"تم جانتے ہو سڈنی کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ بہت زیادہ پسند کرتی ہوں۔"

"ذرہ نوازی ہے۔"

"سچ کہتی ہوں تم مجھے بہت پسند ہو۔"

"لیکن مجھے تمہاری پسند کی نہیں محبت کی ضرورت ہے۔"

"بس یہی تم غلطی کر رہی ہو۔"

غلطی کر رہا ہوں۔ یعنی عجیب لڑکی ہو۔ بتا چکا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی مجھ سے محبت کرو۔"

"جو میں نہیں کر سکتی۔ چنانچہ یہی تو میں نے کہا ہے۔ تم غلطی کر رہے ہو۔"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں غلطی کہاں سے آ پھنسی! میں تم سے محبت کرتا ہوں' محبت کرتا ہوں' محبت کرتا ہوں۔ اپنی محبت کا ثبوت کس طرح دوں؟ کیا تمہیں اپنے سینے سے لگا لوں؟ یہاں سب کے سامنے تمہارے ہونٹ چوم لوں' اور لوگوں کو دکھا دوں کہ ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔"

"نہیں۔ تم ایسی کوئی بات نہ کرو گے۔ اپنا جوش ذرا کم کرو آہستہ بولو۔ لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ تم مجھ سے جھگڑ رہے ہو۔"

"بہت نہ ستاؤ مجھے۔ خدا کے لئے۔"

اس نے اپنا پنکھا لہرا کر بند کیا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

"اچھا ہوا کہ تم نے یہ موضوع چھیڑ دیا۔ کم سے کم اب کسی قسم کی غلط فہمی تو باقی نہ رہے گی۔ بہرحال تم میرے دوست تو ہو ہی۔"

"نہیں میں دوست نہیں ہوں تمہارا۔"

"تو پھر کیا ہو۔ دشمن؟"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

"چنانچہ ثابت ہوا کہ تم میرے دوست ہو۔ جان نثار مخلص دوست۔"

"میں اگر تمہارا چہیتا نہیں بن سکتا تو دوست بھی نہیں بن سکتا۔ یہ بھی کیا اچھی زبردستی ہے۔"

وہ بڑی بے پروائی سے اپنے پنکھے سے کھیلتی رہی۔ گویا اس نے میری بات سنی ہی نہ تھی۔

"بات یہ ہے کہ اس وقت صورت حال ذرا نازک ہو رہی ہے۔ میں بے حد پریشان ہوں اور مجھے ایک مخلص دوست کی سخت ضرورت ہے۔"

"تو خرید لاؤ بازار سے۔"

"دوست بازار میں نہیں ملا کرتے۔ مذاق نہ کرو سنڈی۔ سچ مچ میں بہت پریشان ہوں۔"

"کون پریشان کر رہا ہے تمہیں؟ تمہارے وہ خونخوار بڑے میاں؟"

"سنڈی! خدا کے لئے ابا کے متعلق یہ الفاظ نہ کہو۔"

"اچھا نہیں کہتا۔ تو کیا وہی ہیں تمہاری پریشانی کا باعث؟"

"ابھی تک تو انہوں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ یعنی ابھی انہیں کچھ خبر ہی نہیں۔ لیکن بہت جلد ایک ہنگامہ طوفان بپا ہو جائے گا۔"

"قہر و یا فساد۔"

"بالکل۔"

"اور اس فساد کی جڑ کون بزرگ ہیں؟"

"لنسٹھام!" اس نے بے حد نیچی آواز میں کہا اور نظریں جھکا لیں۔

"کیا۔ آ۔ آ۔"

"یعنی تمہارے دوست لنسٹھام!"

"مارجوری اب تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ لنسٹھام میرا دوست کیوں ہونے لگا۔"

"بھلا! وہ میرا دوست نہیں ہے۔"

"اور میں اسے دوست بنانے کے لئے تیار بھی نہیں ہوں۔"

"چاہے نہ ہوں۔ لیکن بہت جلد وہ تمہارے دوست بن جائیں گے اور تمہیں انہیں اپنا دوست بنانا پڑے گا۔ کیونکہ"

"کیونکہ کیا؟"

"کیونکہ وہ میرے ہونے والے شوہر ہیں۔"

میں چونکا۔ ایک عرصے سے میں نے دیکھا کہ لنسٹھام مارجوری کے ساتھ بہت زیادہ رہنے لگا ہے۔ میں نے اکثر دونوں کو ساتھ دیکھا تھا لیکن یہ تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ مارجوری جیسی مارجوری لنڈن اسے پسند کرے گی۔ میرے خیال میں ایسی عورتوں سے جو نازک بدن اور نازک جیسے مرد کو کبھی کوئی لڑکی پسند نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ مارجوری کے ابا بزرگوار لنسٹھام کو ذرا پسند نہ کرتے تھے بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ بڑے میاں لنسٹھام سے سخت نفرت کرتے تھے اور یہ نفرت بجا بھی تھی۔ میرا مطلب ہے جہاں تک سیاست کا تعلق ہے۔

کیونکہ لنسٹھام اور مارجوری کے والد دو مخالف سیاسی جماعتوں کے رکن تھے اور مارجوری کے والد جس جماعت کے رکن تھے وہ نفرت کے معاملے میں کسی سے بھی دو قدم آگے نکل گئی تھی۔ بڑے میاں کی نفرت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لنسٹھام بڑے میاں کی پارٹی کی ایک نہ چلنے دیتا تھا اور اپنی دھواں دھار تقریروں کے سیلاب میں مخالف جماعت کے تمام اعتراضات کو بہا لے جاتا تھا۔ چنانچہ لنسٹھام کی جماعت اپوزیشن اور لنڈن کی جماعت میں ٹھنی رہتی تھی۔ چنانچہ اب انہیں صاحب کی صاحبزادی باپ کے دشمن سے شادی کر رہی تھی۔ کم سے کم مسٹر لنڈن اپنی بیٹی کو لنسٹھام سے شادی کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ لنسٹھام کو داماد بنانے پر وہ غالباً موت کو ترجیح دیتے۔

"مارجوری! یہ حیرت انگیز انکشاف تم نے واقعی بے حد مناسب وقت پر کیا ہے۔"

میرے لہجے میں چھپے ہوئے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"چنانچہ اب تمہاری سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ میں کس مشکل میں پھنس گئی ہوں۔"

"میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔"

"شکریہ۔"

میں اپنے ہونٹ چبا کر رہ گیا۔

"تو کیا میں سمجھ لوں کہ تمہاری نسبت کا اعلان ہو چکا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں بھئی۔ صرف تمہیں بتایا ہے۔ کسی اور کو معلوم نہیں۔ چونکہ تم میرے دوست ہو اس لئے یہ بات صرف تمہیں بتائی ہے اور تم جانو شوہر دوست نہیں ہوتا۔ شوہر بس شوہر ہوتا ہے۔ دوست تو بڑی عظیم اور مقدس چیز ہے ہاں تو اب یہ بتاؤ کہ تم اس معاملے میں میری مدد کرو گے نا؟"

"تمہاری یا پال لسٹھام کی؟"

"بات ایک ہی ہے۔ میری مدد کرنا ان کی مدد کرنا ہے اور ان کی مدد کرنا میری مدد کرنا ہے چنانچہ اب میں پوچھتی ہوں کیا تم ہماری مدد کرو گے؟"

"میں سمجھا نہیں۔ یعنی کس قسم کی مدد درکار ہے تمہیں؟"

"سنڈی! تم پہلے شخص ہو جسے میں نے یہ بات بتائی ہے لیکن جب ابا کو معلوم ہوگا تو وہ ایک دنیا ماریں گے۔ ابا تمہاری بہت عزت کرتے ہیں۔ تمہاری باتیں سنتے اور تمہارے مشورے قبول کرتے ہیں چنانچہ جب وہ وقت آئے کہ ابا چراغ پا ہو جائیں تو اس وقت میں چاہتی ہوں تم ہماری مدد کرو۔ میری مدد کرو۔"

"یعنی کیوں کروں مدد تمہاری ایں؟ یا ضرورت ہے اس کی؟ تم خود مختار ہو اپنے ابا سے زیادہ طاقتور اور ہوشیار ہو اور لسٹھام شاید تم سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ چنانچہ تم دونوں مل کر بے چارے بڑے میاں کو پٹخنی دے سکتے ہو۔ میری کیا ضرورت ہے۔"

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم میرے دوست ہو یا نہیں؟"

"چونکہ میں تمہارا پچھا اوتہ بن چکا اس لئے لامحالہ دوست بننا ہی پڑے گا۔"

"شکریہ۔ میں جانتی تھی کہ بڑے مخلص اور رحم دل ہو۔"

"لیکن تم کہاں ہو رحم دل؟ میں نے اپنی محبت کا اظہار کیا تو بجائے اس کے کہ تم دو چار باتیں یا میرا شکریہ ادا کرتیں الٹا ایک تکلیف دہ انکشاف کر بیٹھیں۔ اسی پر بس نہ کرتے ہوئے اب تم مجھے اس بات پر مجبور کر رہی ہو کہ میں اپنے ناہنجار رقیب کے لئے راستہ بھی صاف کر دوں۔"

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ ہم بچپن کے ساتھی ہیں شاید ہی کوئی ایسا دن ہوگا جب ہماری ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اتنی دفعہ ملے ہیں لیکن سچ کہنا کبھی تم نے بھولے سے بھی اپنی اس محبت کا ذکر کیا تھا جس کا اظہار تم نے ابھی ابھی کیا ہے؟"

"اور اگر میں بہت پہلے اظہار محبت کر چکا ہوتا تو کیا ہوتا؟"

اس نے کندھے جھٹکے اور چند ثانیوں تک کچھ سوچتے رہنے کے بعد بولی۔

"خدا جانے کیا ہوتا۔ غالباً کچھ نہ ہوتا تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ تمہیں ابھی کوئی آدھ گھنٹے پہلے یہ احساس ہوا ہے کہ یکایک تمہیں مجھ سے محبت ہوگئی ہے آدھ گھنٹے سے پہلے اس محبت کا نام و نشان تک نہ تھا۔"

اگر اس نے میرے گال پر ایک چانٹا رسید کر دیا ہوتا تو میں یوں نہ چونکتا جیسا کہ اس کے آخری الفاظ سن کر چونکا تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مار جوری دلوں کا حال معلوم کر لیتی ہے۔ تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ اس

نے جو بات کہی تھی وہ حقیقت کے بہت قریب تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے چند منٹوں کے درمیان مجھ پر اچانک ظاہر ہوا تھا کہ میں مار جوری کی محبت میں گرفتار ہوں۔ پہلے رقص کے فوراً بعد میرے دل میں عشق کی جوالا بھڑک اٹھی تھی۔ یعنی بغیر کسی تمہید کے۔ چنانچہ میں نہیں جانتا تھا کہ مار جوری کو اس بات کا کیا جواب دوں۔

وہ سامنے کھڑی اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور مجھے اعتراف ہے کہ میں اس سے نظر ملاتے جھجک رہا تھا۔ مار جوری کی آنکھیں چمک رہی تھیں ان میں پیار تھا۔ چھوٹی بہن کا پیار۔ میرا جی چاہا اس کی آنکھیں نکال لوں اور اس کا منہ نوچ لوں اور آرتھر وہاں نہ آ گیا ہوتا تو میں ضرور کوئی الٹی سیدھی حرکت کر بیٹھتا۔

"مس لنڈن یہ رقص میرا ہے۔" اس نے کہا۔

وہ اٹھی اور اپنا ہاتھ آرتھر کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں بھی اٹھ کے وہاں سے چلا آیا۔ جب میں بڑے کمرے میں سے گزر رہا تھا تو میری مڈ بھیڑ پرسی ڈورلے سے ہوئی وہ حسب معمول یوں گھبرایا ہوا تھا جیسے کوہ نور ہیرا کہیں رکھ کے بھول گیا ہو اور اب تلاش کرتا پھر رہا ہو۔ وہ میری طرف لپکا اس نے میرا ہاتھ کہنی کے اوپر سے پکڑ لیا اور بے حد گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"یار! مس لنڈن کو دیکھا ہے کہیں؟"

"ہاں۔ دیکھا ہے۔"

"دیکھا ہے؟ خدا کی قسم۔ کہاں؟ کب سے اسے تلاش کرتا پھر رہا ہوں پورا مکان سوائے اٹاری اور تہہ خانے کے چھان مارا۔ لیکن وہ نہ ملی۔ اگر صحرا میں سوئی تلاش کی ہوتی اس طرح تو مل جاتی لیکن وہ نہ ملی۔ کہاں ہے وہ۔؟ یہ رقص میرا ہے"

"تو پھر میاں فاتحہ پڑھ لو۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ وہ چکر دے گئی تمہیں۔"

"کیا مطلب؟ یعنی۔ ہیں! ناممکن" اور پرسی کا منہ صفر بن گیا اور اس کی آنکھیں بھی صفر بن گئیں اور اس کی یک چشمی عینک اس کی آنکھ پر سے پھسل کر اس کے سینے پر جھولنے لگی۔

"غلطی میری ہی ہے یار" وہ اپنے منہ کو خط مستقیم بنا کے بولا۔ "بات یہ ہے کہ خود میں نے پروگرام میں گڑبڑ شڑبڑ کر دی ہے۔ یعنی عجب گڑبڑ گھٹالا ہے یار۔ مجھے یہ یاد ہی نہیں آ رہا ہے کم بخت کہ مار جوری کے ساتھ میرا کون سا رقص تھا یا ہے۔ پچھلا یا موجودہ یا آئندہ۔ تم بتاؤ یار میں کب اس کے ساتھ رقص کرنے والا تھا؟"

"میرے پیارے پرسی! ذرا عقل سے کام لو تمہارے پروگرام کے متعلق میں کس طرح معلومات بہم پہنچا سکتا ہوں؟ جا کر خود محترمہ سے دریافت کرو۔ خوش ہو جائیں گی لڑکیاں ایسی باتوں سے اکثر خوش ہو جایا کرتی ہیں۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ جوتا یا چانٹا؟"

اور پری کو حیران اور گھبرایا ہوا چھوڑ کر میں اپنا کوٹ لینے چلا گیا۔ اب وہاں میرا دم گھٹ رہا تھا اور میں جلد از جلد کھلی ہوا میں نکل آنا چاہتا تھا اب رہا رقص تو اب مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ابھی میں کپڑے رکھنے کے کمرے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا یہ ڈورا گریس لنگ تھی۔

"ارے! بھول گئے؟ یہ ہمارا رقص ہے" اس نے کہا۔

بے شک میں بھول گیا تھا اور ڈورا نے مجھے یاد دلایا تو احسان نہ کیا تھا۔ کیونکہ اب میں رقص کرنا نہ چاہتا تھا۔ میں نے ڈورا کے خوبصورت اور پرکشش چہرے، صاف اور بے داغ رنگت، نیلی نیلی آنکھوں اور سرخ ہونٹوں کی طرف دیکھا تو میرا جی چاہا کہ اس کا دل نہ دکھاؤں اور ایک دفعہ ناچ لوں اس کے ساتھ۔ ڈورا اس وقت بہت حسین معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن اس وقت میری طبیعت ایسی بجھی ہوئی تھی کہ میرا دل بھی کچھ کرنے کو نہ چاہ رہا تھا۔

"معاف کرنا ڈورا۔ اس وقت میری طبیعت کچھ بگڑی رہی ہے۔ چنانچہ میں جلد از جلد گھر پہنچ جانا چاہتا ہوں۔ برا نہ ماننا۔ تمہارا یہ رقص ادھار رہا مع سود کے واپس کر دوں گا۔ ... خدا حافظ۔"

باہر آیا تو معلوم ہوا کہ موسم میرا ساتھ دے رہا تھا۔ میرا دماغ بہت خراب ہو رہا ہے۔ چنانچہ موسم بھی بہت خراب ہو رہا ہے۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی اور ہوا سرد تھی' رات چونکہ زیادہ گزر چکی تھی۔ اس لئے راستے اور سڑکیں سنسان تھیں۔ کہیں کوئی ٹیکسی تک نظر نہ آ رہا تھا۔ اس موسم میں اور اتنی رات گئے ٹیکسی تانگے وغیرہ کا ملنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ میں پیدل چل پڑا۔

"میں پارک لین کی طرف چلا اور ڈورا گریس لنگ نے خیال کر کے میرا ساتھ دیا۔ میں بڑا ہی بد اخلاق اور نامعقول آدمی ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا۔ بیچاری سے رقص کا وعدہ کیا تھا۔ وہ مجھے تلاش کرتی ہوئی آئی مگر میں بڑی بے مروتی سے چلا آیا اگر میرے بجائے کوئی دوسرا ایسی بد اخلاقی اور بے مروتی کا ثبوت دیتا تو میں خود مارے گھونسوں کے اس کی ناک توڑ دیتا۔ اور میں نے سوچا کہ کاش کسی موڑ پر سے کوئی غیب نکل آئے اور میری ناک توڑ دے۔

لیکن قصور مارجورے کا تھا۔ جو کچھ ہو گیا تھا اس کی' جو ہو رہا تھا اس کی اور جو ہو گا اس کی بھی ذمہ داری مارجورے پر ہو گی۔ میں مارجورے کو اس وقت سے جانتا ہوں جبکہ اس نے ٹھیک سے کپڑے پہننا بھی نہ سیکھا تھا اور جب وہ رانوں تک اونچے فراک پہنے مٹھی میں لوئیں لگایا کرتی تھی۔ تب سے لے کر اب تک میں اس کے ساتھ رہا تھا اور میرا خیال ہے کہ اس تمام عرصہ میں اس سے محبت کرتا رہا تھا۔ اب رہا یہ سوال کہ میں نے اب سے پہلے بہت پہلے اظہار محبت کیوں نہ کیا؟ تو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ میں خود اپنی محبت سے واقف نہ تھا۔ اور اگر تھا تو شاید اس کا اظہار کرتے ڈرتا تھا۔

بہرحال اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ لسنگھام کی محبت میں پھنس جائے گی تو خدا کی قسم میں کبھی کا اظہار محبت کر چکا ہوتا۔ لسنگھام۔ وہ تو عمر میں مارجورے سے بڑا ہے بلکہ یوں کہو کہ اس کا شوہر بننے کے بجائے اس کا باپ بننے کے قابل ہے۔ بہرحال اس سے تو مارجورے کو بھی انکار نہ ہو گا کہ لسنگھام کے مقابلے میں کم عمر' بلکہ نوجوان ہوں اور ایسا بدصورت بھی نہیں ہوں۔ خاصا قبول صورت ہوں۔ چنانچہ میں حیران تھا کہ مارجورے کو لسنگھام میں کیا نظر آیا کہ اس نے اس حواری کو نہ صرف مجھ پر ترجیح دی بلکہ اس سے نسبت بھی کر لی۔ اور اب وہ اس سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ حالانکہ مارجورے کا باپ لسنگھام کا سخت دشمن تھا۔

میرے خیالات زیادہ سے زیادہ الجھتے جا رہے تھے۔ میرا غصہ اور خجالت بڑھتی جا رہی تھی اور ہوا تھی کہ میرے جسم پر چھریاں کے لگا رہی تھی۔ میں ایک موڑ کے ہسپتال کے قریب سے گزرا اور چوراہے کی طرف بڑھا۔ یہ راستہ مجھے لسنگھام کے مکان کے قریب لے آیا۔ غصے اور ناکامی کی خجالت۔ اور ان دو جذبات نے مل کے میری حالت پاگلوں کی سی کر دی تھی۔ چنانچہ میں برستی ہوئی بارش میں اور پھنکارتی ہوئی ہوا میں نہایت ہی اونچی آواز میں اسے عورتوں کی طرح کوسنے لگا۔

"خدا کرے کہ تیری شہرت کو گھن لگ جائے۔ خدا کرے تیری پرزور تقریریں سننے کے لئے کوئی نہ آئے۔ خدا کرے کہ اگلے چناؤ میں تجھے شکست ہو خدا کرے کہ ... ایں۔ یہ کیا بلا ہے؟

میں چونک اچھل پڑا اور اس میں تعجب کی کون سی بات تھی میرا خیال تھا کہ اس وقت وہاں میں اکیلا ہی پاگل ہوں۔ لیکن یہاں ایک دوسرا پاگل نمودار ہوا لسنگھام کے مکان کی اوپری منزل کی کھڑکی ایک تڑاخے کے ساتھ کھلی اور ایک شخص گویا قصداً دیوار پر کود پڑا۔ اس کے یوں کودنے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص خودکشی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور میں نے دل ہی دل میں دعا مانگی کہ یہ خودکشی کرنے والا لسنگھام ہو۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہ لسنگھام نہیں کوئی اور تھا اور خودکشی کا ارادہ بھی نہ رکھتا تھا۔ وہ پاگل برساتی کے ایک ستون کے پیچھے نمودار ہوا اور بڑے عجیب ڈھنگ اور غیر معمولی تیزی سے نیچے پھسلنے لگا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نظر نہ آنے والی ہستی اسے نیچے کی طرف گھسیٹ رہی ہو۔ اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ خودکشی ہی کرنا چاہتا ہے۔ جسے اپنی جان عزیز ہو وہ چکنے اور عمودی ستون پر سے یوں نہیں اتر سکتا۔ میں نے دیکھا وہ عجیب پاگل اپنے ہی زور میں نیچے آ رہا اور چھپکلی کی طرح ٹپ سے میرے قریب ہی کیچڑ میں گرا۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا تو کم سے کم پانچ منٹ تک اٹھ نہ سکتا اور کیچڑ میں بے ہوش سا پڑا رہتا لیکن اس پاگل نے ایسا نہ کیا ابھی وہ زمین پر ٹھیک سے گرنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ فرار ہو جاتا میں نے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے پکڑ لیا۔

کوئی شخص ایسی بہت کم دانی میں کبھی سڑک پر نہ آیا ہو گا۔ وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس جبے میں وہ برہنہ تھا۔ اس کے علاوہ کیچڑ میں لت پت تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر کے جذبات نے مجھے دم بخود کر دیا۔ میں ایک سائنسدان ہوں اور اپنی عمر میں میں نے لوگوں کے چہرے پر عجیب و غریب جذبات دیکھے ہیں لیکن اس شخص کے بشرے سے جس قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا تھا ان کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

اس کا چہرہ پیشہ ور مجرم کا سا نہ تھا اور اس کے چہرہ پر وہ وحشت بھی نہ تھی جو پاگلوں کے چہرے پر نظر آتی ہے۔ چنانچہ وہ پاگل نہ تھا بلکہ کچھ اور تھا۔

چنانچہ یہ اس کے چہرے پر کے جذبات تھے جنہوں نے خود مجھے عارضی طور پر پاگل کر دیا اور میں نے اس شخص سے کچھ کہا۔ خدا جانے کیا بکنے لگا۔ وہ خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا اور اس کی یہ خاموشی مجھے عجیب اور غیر فطری معلوم ہوئی میں نے اس سے پھر کچھ کہا لیکن اس کے ہونٹ سختی سے بھنچے رہے اور وہ بے نور آنکھوں سے مجھے دیکھتا رہا۔ حیرت تو یہ ہے کہ اس تمام عرصہ میں اس عجیب شخص کی پلکیں تک نہ جھپکیں۔ اس کی آنکھیں عجیب اور بھیانک تھیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے ساتھ کوئی بھیانک چیز دیکھ رہی تھیں حالانکہ میں خود اس چیز کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ اس کے کندھوں پر سے ہٹا لئے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔

جب تک میں اسے پکڑے رہا وہ بت کی طرح بے حس و حرکت اور خاموش کھڑا رہا۔ لیکن میری گرفت سے آزاد ہوتے ہی وہ ایک دم سے بھاگ پڑا۔

جب وہ میری نظر سے اوجھل ہو گیا تب ہی مجھے اس کی حیرت انگیز اور ناقابل یقین تیز رفتاری کا احساس ہوا۔ جتنی تیزی سے وہ بھاگا تھا اتنی تیزی سے بجلی بھی آسمان پر نہ کوندتی ہوگی۔ دوسرا احساس مجھے یہ ہوا کہ اسے آزاد کر کے میں نے زبردست حماقت کا ثبوت دیا ایک شخص ایک مشہور سیاستدان کے مکان میں چوری کرنے یا کسی برے ارادے سے گھسا تھا اور اتفاقاً میری گرفت میں آ گیا تھا۔ چنانچہ اب میرا فرض یہ تھا کہ اسے پولیس کے حوالے کر دیتا اس کے برخلاف میں نے یہ کیا کہ اسے چھوڑ دیا۔ میں خود حیران تھا کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟

کوئی اور بات سمجھ میں نہ آئی تو میں نے لنگھام کے مکان کے دروازے پر دستک دی۔ کوئی جواب نہ آیا۔ تیسری دفعہ اتنے زور سے دستک دی کہ مکان کی دیواریں تک ہل گئیں۔ لیکن تعجب ہے کہ اس دفعہ بھی کوئی جواب نہ آیا۔

اور اب میں نہایت زور سے اور مسلسل دستک دے رہا تھا اور آخر کار میں نے اس مکان میں پڑے ہوئے مردوں کو بیدار کیا۔ کوئی اور بیدار ہوا ہو یا نہ ہوا ہو کم سے کم ماتھیو بیدار ہو گیا۔ اس نے آہستہ سے تھوڑا سا دروازہ کھولا۔ اور دروازے کی کوئی چھ انچ کی درز میں سے تاریخی ناک نمودار ہوئی۔

"اوہ آپ ہیں مسٹر آتھرٹن؟ میں سمجھا کہ پولیس ہے۔"

"اور اگر پولیس ہوتی تو کیا ہوتا؟ تو کیا تم آخر کار قانون اور اس کے محافظوں سے ڈرنے لگے ہو؟"

ماتھیو بے حد محتاط ہوشیار اور بیدار مغز ملازم تھا اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ایک مشہور سیاستدان کے ملازم کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔ مجھے پہلے ہی سے شک تھا کہ ماتھیو کا آقا اس کے پیچھے کہیں اندھیرے میں کھڑا ہوا ہوگا۔ ماتھیو کی اس حرکت سے میرا شک یقین میں بدل گیا ماتھیو نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور تقریباً سرگوشی میں بولا۔

"بات یہ صاحب کہ مجھے حکم ملا ہے کہ پولیس کو مکان میں داخل نہ ہونے دوں"

"اچھا! کس نے دیا ہے یہ حکم؟"

وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ کے کھانسا اور رازدارانہ انداز میں بولا۔

"مسٹر لنگھام نے"

غالباً مسٹر لنگھام کو معلوم نہیں کہ ان کے گھر میں چوری ہوئی ہے اور چور ابھی ابھی ان کی کھڑکی سے کود کر بھاگا ہے۔"

ماتھیو نے پھر گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔

"شکریہ صاحب۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر لنگھام جانتے ہیں کہ ایسی کوئی بات ہوئی ہے۔" پھر وہ اپنی آواز اور بھی نیچی کر کے بولا۔ "صاحب مسٹر لنگھام بہت زیادہ گھبرائے ہوئے ہیں اس وقت"

"گھبرائے ہوئے ہیں؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔ ماتھیو کے رازدارانہ لہجے نے مجھے چکرا دیا تھا۔ "کیا مطلب ہے تمہارا؟ کیا اس بدمعاش نے لنگھام پر حملہ کر دیا تھا کیا؟"

"کون ہے؟"

یہ آواز لنگھام کی تھی جو زینے کے اوپر سے آئی تھی۔ لنگھام کی آواز کو میں پہلے پہچان نہ سکا۔ عجیب پھٹی ہوئی آواز تھی۔ میں ماتھیو کو دھکیل کے کمرے میں جا گھسا۔ ایک دوسرا ملازم جو ناکافی کپڑے پہنے ہوئے تھا ہاتھ میں موم بتی لئے کھڑا تھا۔ اس موم بتی کے علاوہ پورے مکان میں کوئی دوسری بتی نہ جل رہی تھی اور یہ بات مجھے عجیب معلوم ہوئی۔ زینے کی آخری سیڑھی پر لنگھام کھڑا تھا۔

"یہ میں ہوں۔ آتھرٹن۔ غالباً تم نہیں جانتے کہ ابھی ابھی ایک آدمی تمہاری نشست گاہ کی کھڑکی سے کود کر بھاگا ہے۔"

ایک دو منٹ تک خاموشی کا وقفہ رہا اور پھر لنگھام نے پوچھا۔

"فرار ہو گیا وہ؟"

"بالکل۔ اور اتنی تیزی سے کہ اب تک کوئی دو میل دور پہنچ چکا ہوگا"

اور اب لنگھام بولا۔ "تو مجھے کچھ شک سا ہوا کہ اس کی آواز میں اطمینان کی جھلک تھی۔ "بیچارہ غریب! آتھرٹن! کبھی سیاست کے جھمیلوں میں نہ پڑنا۔ بڑی ہی گندی چیز ہے سیاست۔ سیاست دانوں کا سابقہ عجیب و غریب پاگلوں سے پڑتا ہے۔ شب بخیر آتھرٹن۔ میں مشکور ہوں کہ تم نے اس پاگل کے فرار ہو جانے کی اطلاع ہمیں دی۔ ماتھیو! دروازہ بند کر دو"

لنگھام نے یہ عجیب برتاؤ کیا تھا میرے ساتھ۔ مجھے اور کسی کو بھی جو ایسی اہم خبر لے کر آیا ہو ایسے سلوک کی توقع نہ تھی۔ کم از کم اسے میری پوری بات تو سن لینی چاہئے تھی۔ چند سوالات تو پوچھنے ہی چاہئے تھے۔ جس گھر میں چوری ہوئی ہو وہ یوں بے تعلق اور بے پرواہ نہیں رہ سکتا۔ جیسے کسی اور کے گھر میں چوری ہوئی ہو۔ لیکن خدا جانے اس میں کیا راز تھا کہ لنگھام نے تو میری بات سنی اور نہ ہی کسی قسم کی تحقیق کی کوشش کی اس کے برخلاف جب میں نے کہا کہ چور فرار ہو گیا ہے۔ تو لنگھام نے اطمینان کا سانس لیا

تھا۔ اس کے علاوہ مجھے تقریباً باہر دھکیل کے دھڑ سے دروازہ بند کر دیا تھا۔

اور اب میں باہر زینے پر کھڑا تھا۔

"لعنت ہے یار اس حواری پر" میں دانت پیس کر بولا "اب اگر اس کا مکان جل بھی رہا ہوگا تب بھی اسے اطلاع نہ دوں گا۔ اگر دوں تو تھوک دینا میرے منہ پر۔ اور اس سے کیا مطلب تھا اس کا کہ ایک سیاست دان کا سابقہ عجیب و غریب پاگلوں سے پڑتا ہے؟ اس کا اشارہ میری طرف تو نہ تھا؟"۔

الو کا پٹھا۔ پاگل تو وہ خود ہے۔ حیران ہوں کہ مارجورے کو اس میں کیا نظر آیا کہ اس نے اس غول بیاباں کو مجھ پر ترجیح دی؟ اس کی ایسی تیسی۔"

میری وہ رات بڑی بے قراری گزری۔ صبح ہونے سے کچھ دیر پہلے میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مارجورے لنگھام کے بجائے مجھ سے محبت کرتی ہے اور مجھ سے شادی کرنے والی ہے۔ لیکن جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اپنا ہی گریبان تھا۔ یعنی میں خود اپنے آپ کو آغوش میں لئے اور تکیے کو ٹانگوں میں دبائے ہوئے تھا۔ میں نے سوچا کہ تمام دنیا کو تباہ کر دوں۔ اس طرح اس دنیا میں پھر صرف دو ہستیاں باقی رہ جائیں۔ میں اور مارجورے۔

میں اٹھا، یونہی سا ناشتہ کیا اور سیدھا اپنی تجربہ گاہ میں پہنچا وہاں میں ایک ایسی گیس تیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو چشم زدن میں دشمن کی پوری فوج کا خاتمہ کر سکتی تھی۔ اگر میرا یہ تجربہ کامیاب رہا۔ اگر میں نے وہ گیس ایجاد کر لی تو میں نہ صرف مشہور ہو جاؤں گا بلکہ تمام سے انتقام بھی لے سکوں گا۔ اور میرا یہ انتقام جرم نہ ہوگا۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ اگر آپ ایک آدمی کا گلا کاٹ دیں تو آپ سلاخوں کے پیچھے پہنچ جائیں گے۔ لیکن اگر آپ لاکھوں کروڑوں آدمیوں کو ایک ہی وقت میں ملک عدم پہنچا دیں تو یہ آپ کا ایک زبردست کارنامہ ہوگا جس کے عوض آپ کو سونے چاندی کے تمغے ملیں گے۔

کیا مفرح خیال ہے کہ پوری دنیا کی موت آپ کی مٹھی میں بند ہے اور جناب پوری دنیا کی موت میری مٹھی میں آنے والی تھی۔ بلکہ تقریباً آ گئی تھی۔

میرے سامنے میز پر بوتلیں اور سلنڈر رکھے ہوئے تھے اور ان میں تباہ کن عناصر قید تھے جنہیں آپس میں ملا کے ایک عجیب گیس تیار کرنے والا تھا۔ ان عناصر کے اثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے میں نے اپنے چہرے پر ایک خاص قسم کا نقاب ڈال لیا تھا۔ یہ نقاب بھی میری ایجاد تھا جو کانوں، ناک اور منہ کو پوری طرح ڈھک لیتا تھا۔ آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن میں کانچ لگے ہوئے تھے۔ کیونکہ میں ایسی گیسوں پر تجربہ کر رہا تھا جن کی بو تک موت کا پیغامبر ثابت ہو سکتی تھی۔

ایڈورڈ نے میرے کندھے کو چھو کر اپنی آمد کی اطلاع دی۔ جب میں یہ نقاب پہن لیتا ہوں تو کسی بھی

آواز کو آسانی سے نہیں سن سکتا۔

"کوئی صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" ایڈورڈ نے کہا۔

"تو اس صاحب سے کہو کہ میں ان سے ملنا نہیں چاہتا"

تجربہ کار اور سدھا ہوا ملازم چلا گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ اب میں اطمینان اور یکسوئی سے کام کر سکوں گا اور وہ صاحب جو خدا جانے کون ہیں۔ لوٹ جائیں گے۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔

میں ایک سلنڈر میں آ سائنڈ منتقل کر رہا تھا کہ پھر کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور میں نے یقین کر لیا کہ یہ میرے وفادار ملازم ایڈورڈ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی طرف گھومے بغیر کہا۔

"میرے دوست! اگر میں اس ٹکلی پر کے ڈاٹ کو ذرا سا گھما دوں تو تم فوراً ہی اس دنیا میں پہنچ جاؤ گے جہاں نہ ہوائیں چلتی ہیں۔ جہاں نہ شور و ہنگامے ہوتے ہیں اور نہ ہی تفکرات کا گزر ہے البتہ کہتے ہیں کہ وہاں بھوت بستے ہیں۔ عجیب بوتق ہو تم کہ جہاں تمہاری ضرورت نہیں ہوتی وہاں آ ٹپکتے ہو" اور اب میں نے گردن گھما کر دیکھا۔ "کون ہو تم؟"

کیونکہ میرے سامنے جو کھڑا تھا وہ قطعی ایڈورڈ نہ تھا بلکہ کوئی اور تھا نہ وہ انگریز تھا اور نہ فرانسیسی بلکہ ایک دوسری ہی قوم کا حیرت انگیز نمونہ تھا۔

میرے سامنے جو کھڑا تھا وہ اس دنیا کا باشندہ معلوم ہوتا تھا جہاں بھوت بستے ہیں۔ اور جس کا ذکر میں نے ابھی ابھی کیا تھا۔ اس کا لباس بھی عجیب تھا جو الجزائر کے قدیم باشندوں کے لباس سے ملتا جلتا تھا۔ اس قسم کے لوگ فرانس میں یہاں وہاں بسے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ شخص تو عجیب ہی تھا۔ نہ صرف وہ میلے چکٹ کپڑے پہنے ہوئے تھا بلکہ خود بھی غلیظ تھا۔ پھر وہ ایک عجیب طرح کا جبہ پہنے ہوئے تھا۔ جس کی کلاہ نے اس کے چہرے کو چھپا رکھا تھا۔ لیکن سب سے زیادہ عجیب بات تو یہ تھی کہ اس کے چہرے پر مونچھیں ایک بال تک نہ تھا۔ حالانکہ الجزائر کے باشندوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے چہرے پر نہایت گھنی داڑھی لہرایا کرتی ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ شخص مجھے لنگو زبان میں مخاطب کرے گا۔ جو الجزائر والوں کے نزدیک گویا بڑی بلیغ فرانسیسی ہے لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔

"آپ ہی ہیں مسٹر آرتھرٹن؟"

"اور آپ کون بزرگ ہیں؟ یہاں کیسے آ گئے؟ میرا نوکر کہاں گیا کم بخت؟"

اس عجیب و غریب ملاقاتی نے اپنا ایک ہاتھ اٹھا دیا۔ اور جیسے ہی اس نے ہاتھ اٹھایا ایڈورڈ کمرے میں یوں داخل ہوا جیسے الہ دین کا چراغ گھستے ہی جن حاضر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایڈورڈ کا رنگ فق ہو رہا تھا اور وہ بے حد پریشان معلوم ہوتا تھا۔

"یہی صاحب ہیں جو مجھ سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"جی"

"الو کے بچے! بہرے ہو تم؟ میں نے کہا نہیں تھا میں کسی سے ملنا نہیں چاہتا۔"

"جی کہا تھا۔"

"تو پھر تم نے ان صاحب سے کیوں نہ کہہ دیا؟"

"کہہ دیا تھا جناب۔"

"تو پھر یہ کیسے آ گئے؟"

"خدا جانے کیسے آ گئے؟" ایڈورڈ نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا

"کیا مطلب؟ یعنی کہ تم نے انہیں روکا نہیں؟"

"میں سمجھتا ہوں صاحب کہ مجھ پر غشی سی طاری ہو گئی تھی۔ کیونکہ میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کے ان صاحب کو روک دوں لیکن ایسا نہ کر سکا۔ ہاتھ تو ہاتھ میں انگلی تک نہ ہلا سکا۔"

"کیا بک رہے ہو تم نہایت اعلیٰ درجے کے گدھے ہو جاؤ یہاں سے۔"

ایڈورڈ چلا گیا۔ اب میں اجنبی کی طرف گھوم گیا۔

"کیوں صاحب! آپ کہیں جادوگر وغیرہ تو نہیں ہیں؟" میں نے کہا۔

"معاف کرنا مسٹر آرتھرٹن۔ جادوگر تو آپ معلوم ہوتے ہیں۔"

"وہ میرے نقاب کو جو میرے چہرے پر پڑا ہوا تھا۔ حیرت سے دیکھ رہا تھا صاف ظاہر تھا کہ وہ اس نقاب کا مطلب سمجھ نہ سکا تھا۔

اس نے اپنے جبے کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کاغذ کا ایک پرزہ برآمد کیا اور اس میز پر جس کے قریب ہم کھڑے ہوئے تھے رکھ دیا۔ میں نے بڑی بے دلی سے کاغذ کے اس پرزے کی طرف دیکھا میرا خیال تھا کہ اس پر کوئی تحریر ہو گی جس میں اس شخص کی حالت زار کا ذکر ہو گا۔ اور پھر آخر میں درخواست کی گئی ہو گی کہ رحم دل حضرات اس شخص کی مدد کریں اور جو کچھ بن پڑ سکتا ہے دیں لیکن اس پرزے پر ایسی کوئی تحریر نہ تھی۔ اس کے برخلاف اس پر صرف ایک نام لکھا ہوا تھا جسے دیکھ کر میں چونکا۔

"مارجورے لنڈن"

"آپ کو مس لنڈن نے بھیجا ہے؟ یار اس نئے زمانے کی لیلائیں عجیب عجیب قسم کے پیغامبروں کو پسند کرتی ہیں!"

اس نے اپنے کندھے جھکائے بھنویں سکیڑیں اپنا سر ایک طرف ڈھلکا دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی پوریں ایک دوسرے سے چھوا دیں۔ میں اس کی اس حرکت کا مطلب نہ سمجھا۔ چنانچہ میں نے اپنا سوال دہرایا۔

"آپ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کو مس لنڈن نے بھیجا ہے؟"

جواب دینے کے بجائے اس نے پھر اپنا ہاتھ جبے کے گریبان میں ڈالا ایک بار پھر کاغذ کا ایک اور پرزہ برآمد کیا اس پرزے کو اس نے پہلے پرزے کے قریب میز پر رکھ دیا۔ میں نے اس پرزے پر نظر کی اس پر بھی ایک نام لکھا تھا۔

"پال لنگھام"

"اچھا۔ پال لنگھام۔ پھر؟ اب کیا ہے مداری کے تھیلے میں؟"

"یہ اچھی ہے۔ یہ برا ہے۔ ٹھیک ہے؟"

اس نے پہلے اس پرزے پر جس پر مارجورے کا اور پھر اس پرزے پر جس پر لنگھام کا نام تھا انگلی رکھ دی۔

"یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"

"یہ آدمی اس لڑکی کو کبھی حاصل نہ کر سکے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ پوچھتے ہیں میں کیا کہنا چاہتا ہوں"

"بالکل۔ اور اب یہ بھی پوچھتا ہوں کہ آپ کون مصیبت ہیں؟"

"میں آپ کا دوست ہوں"

"تو پھر بہتر ہو گا کہ آپ تشریف لے جائیں میں اپنے دوستوں سے تنگ آ چکا ہوں پہلے ہی یہ دوستوں کا قافلہ کیا کم ہے۔ اس میں مزید ایک دوست کا اضافہ کروں؟ بہرحال شکریہ آپ مجھے تو معاف رکھیں میں آپ کی دوستی کے قابل نہیں ہوں۔"

"میں اس قسم کا دوست نہیں ہوں جن سے آپ تنگ آ چکے ہیں"

"تو پھر آپ کس قسم کے دوست ہیں؟"

"کام آنے والا دوست"

"میں ٹھہرا کند ذہن۔ چنانچہ آپ کی عالمانہ باتیں میری سمجھ میں آتی نہیں۔ لہٰذا میری آپ سے درخواست ہے کہ اس "کام آنے والے دوست" کی تشریح فرمائیے۔"

"آپ اس لڑکی سے جس کا نام مارجورے لنڈن ہے پیار کرتے ہیں لیکن وہ کسی اور سے پیار کرتی ہے اب اگر آپ حقیقت میں مرد ہیں تو آپ کبھی اس بات کو برداشت نہ کر سکیں گے کہ وہ لنگھام کی ہو جائے۔"

میں نے اپنے چہرہ پر سے نقاب اٹھا لی کیونکہ اب اس کا وقت آ گیا تھا جب میں نے ایسا کیا تو اجنبی نے بھی اپنے سر پر سے کلاہ پیچھے سرکا دی اور اب میں اس کی آنکھیں بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ مجھے احساس ہوا کہ اس کی آنکھوں میں کچھ تھا۔ عجیب طرح سے چمک رہی تھیں وہ۔ میں نے سنا تھا کہ بعض قسم کے لوگ اپنی آنکھوں کی چمک کے ذریعے کمزور اعصاب کے لوگوں پر اثر ڈال کر انہیں اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں اور پھر اس شخص سے جو چاہتے ہیں کروا لیتے ہیں۔ دوسرا یہ احساس ہوا کہ وہ شخص مجھ پر اثر ڈال رہا ہے مجھے اپنے قبضہ میں لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن میرے اعصاب کمزور نہیں اور نہ ہی میں توہم پرست ہوں۔ چنانچہ اس اجنبی کے لئے میں گویا لقمہ تر نہ تھا۔

"تو گویا آپ مسمریزم کے عامل ہیں"

وہ چونکا۔

"میں کچھ نہیں ہوں۔ سایہ ہوں۔ سایہ ہوں"

"اور میں ایک سائنسدان ہوں۔ چنانچہ آپ کی اجازت ہے یا اگر آپ اجازت نہ دیں تو بلا اجازت میں آپ پر ایک آدھ تجربہ کرنا چاہتا ہوں"

بے اختیار وہ چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اب اس کی آنکھوں میں حیوانی چمک تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ یہ اپنی قوم میں شیطانی قوتوں کا سب سے بڑا عامل تھا۔

"ہم دونوں مل کر ایک تیسرے شخص پر تجربہ کریں گے۔" وہ بولا۔

"یہ تیسرا شخص کون ہے۔؟"

"لسنگھام۔ لسنگھام"

"میں نے دیکھا کہ اس کے دانت زرد اور زہریلے تھے۔"

"میں پوچھ سکتا ہوں کہ لسنگھام پر کیوں کیا جائے تجربہ؟"

"نہیں جانتے؟"

"ظاہر ہے کہ نہیں جانتا۔ اگر جانتا ہوتا تو آپ سے کیوں پوچھتا؟"

"کیوں جھوٹ بول رہے ہو؟"

"جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ؟ حقیقت میں میں نہیں جانتا کہ آپ کون ہیں، کیا چاہتے ہیں اور لسنگھام سے آپ کو کس قسم کی دلچسپی ہے اور کیوں ہے؟"

"میری دلچسپی کو فی الحال ہم ایک طرف رکھے دیتے ہیں اس وقت زیر بحث آپ کی دلچسپی ہے میری نہیں"

"معاف کیجئے گا آپ کو شاید کسی قسم کی غلط فہمی ہوئی ہے۔ لسنگھام سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں لیکن آپ کو ضرور ہے اور غالباً اسی لئے آپ نے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمایا ہے"

"مسٹر آرتھرٹن! آپ مارجوری سنڈن سے محبت کرتے ہیں لیکن لسنگھام اسے اپنا بنا رہا ہے۔ آپ اشارہ کر دیں اور لسنگھام مارجوری کو کبھی حاصل نہ کر سکے گا یہ میں کہہ رہا ہوں۔ میں"

"یہ تو میں بھی سن رہا ہوں کہ آپ ہی کہہ رہے ہیں آپ کا بھوت نہیں کہہ رہا ہے لیکن یہ تو بتائیے کہ آپ ہیں کون؟"

"دیوی ایزیس (مصر قدیم کی مشہور دیوی جو دیوتاؤں کی ماں اور دیوتا ازیرس کی بہن اور بیوی تسلیم کی جاتی تھی۔ پورے مغرب میں یہ دیوی پوجی جاتی تھی اور بڑی مقدس سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ ایک دیوتا کی ماں اور دوسرے کی بیک وقت بہن اور بیوی تھی۔"

"تو پھر آپ غلط جگہ آ گئے۔ یہ مصر کا بازار نہیں لندن ہے اور یہ کمرہ مندر نہیں میری تجربہ گاہ ہے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ کچھ نہیں۔ وقت آئے گا۔ بہت جلد آئے گا۔ جب آپ کو میری ضرورت ہوگی۔ بہت جلد آپ کو احساس ہوگا کہ آپ مارجوری کو کسی اور کی آغوش میں نہیں دیکھ سکتے اور اس وقت آپ مجھے یاد کریں گے اور میں آپ کی مدد کروں گا اور پال لسنگھام کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ کہیں یہ شخص پاگل تو نہیں یا پھر کہیں یہ مجھے بنا تو نہیں رہا اور یہ کہ اسے لسنگھام سے اتنی نفرت کیوں ہے ابھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کمرے سے نکل گیا۔

یہ میری اور لسنگھام کی ایک ملاقات تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"یاد رکھو آرتھرٹن، تم مجھے شکست نہیں دے سکتے۔ چاہو تو یقین دلایا جا سکتا ہے کہ ایسا ہونا ناممکن نہیں۔؟"

میں حیرت سے لسنگھام کی صورت تکنے لگا۔ یہ عجیب اور غیر معمولی سوال تھا اور یہ سوال وہ شخص پوچھ رہا تھا جس کی فہم و فراست میں کسی کو شک نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ یہ سوال ایک ہوشیار، عقلمند اور تعلیم یافتہ شخص نے پوچھا تھا اس لئے یہ سوال اور بھی زیادہ غیر معمولی بلکہ اہم ہوگا۔ مجھے شک ہونے لگا کہ اس میں ضرور کوئی بھید ہے جو یقیناً اس سوال سے زیادہ حیرت انگیز اور غیر معمول ہوگا۔ لسنگھام! اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم ایک حیرت انگیز کہانی اپنے سینے میں دفن کئے ہوئے ہو۔ تم کہو نہیں جو کچھ تم نے سنا یا دیکھا ہے کہہ ڈالو۔ میرے یار کہہ ڈالو اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہانی جھوٹی اور من گھڑت نہیں ہے۔ بلکہ آنکھوں دیکھا واقعہ ہے۔ لسنگھام! تم نے میری دلچسپی اور شوق کو ہوا دی ہے چنانچہ میرے ان جذبات کی تسکین نہ کرنا سراسر ظلم ہے۔" وہ میری صورت تکنے لگا! اس کے بشرے سے خوف و ہراس کے جذبات رفتہ رفتہ غائب ہونے لگے۔ یہاں تک کہ اس کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ اور جب وہ بولا تو اس کی آواز پرسکون تھی۔

"میرا خیال ہے کہ تم یوں سمجھ رہے ہو کہ میں گپ ہانک رہا ہوں"

"لیکن یہ گپ کیسی ہے اور کیا ہے یہ معلوم کرنے کے لئے بے تاب ہوں"

"افسوس ہے آرتھرٹن کہ میں بندھا ہوا ہوں۔ مجبور ہوں۔ فی الحال میری زبان پر تالے پڑے ہوئے ہیں وقت آنے پر تمہیں بتا دوں گا۔" اس نے میز پر سے اپنا ہیٹ اور چھاتا اٹھایا اور دایاں ہاتھ بڑھاتے میری طرف بڑھا۔

"آرتھرٹن، میں نے تمہارا بہت زیادہ وقت لیا جس کی معافی چاہتا ہوں۔ مشکور ہوں کہ تم نے میری باتیں بڑے سکون اور غور سے سنیں اور میرے ہر سوال کا جواب دیا اچھا اب میں چلتا ہوں۔ یہ یاد رہے۔"

اس میز پر جو مجھ سے دو قدم دور تھی کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ کاغذ کا یہ ٹکڑا خاصا بڑا اور چوڑا تھا۔ لسنگھام اسے دیکھنے کے لئے جھکا تو ایک حیرت انگیز بات ہوئی۔ اس کاغذ کو دیکھتے ہی لسنگھام کا چہرہ مارے دہشت کے بگڑ گیا ہیٹ اور چھاتا اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کی طرف بڑھا دیئے جیسے وہ کسی ان دیکھے دشمن کو اپنے قریب آنے سے روک رہا ہو۔ اور یوں ہاتھ بڑھا کر وہ قدم بہ قدم پیچھے ہٹا۔ یہاں تک کہ دیوار سے ٹکرا گیا۔ اور اب وہ دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور اس کے چہرے

کا رنگ حتیٰ کہ اس کے ہونٹ سفید ہو گئے تھے۔

"لسنگھام!" میں نے گھبرا کر کہا "کیا بات ہے؟ کیا ہوا یار؟"

پہلا خیال مجھے یہ آیا کہ اس پر مرگی کا دورہ پڑا ہے حالانکہ وہ مرگی کا مریض نہ تھا۔ میں حیران تھا کہ یہ ایک دم اسے کیا ہو گیا ہے کہ اچانک میری نظر کاغذ کے اس ٹکڑے پر پڑی جسے دیکھ کر لسنگھام کی یہ حالت ہو گئی تھی۔ پہلے وہ کاغذ وہاں نہ تھا۔ اس وقت بھی نہ تھا جب میں لسنگھام سے گفتگو کر رہا تھا۔ دوسری بات یہ کہ میں نے وہ کاغذ وہاں نہ رکھا تھا تو پھر وہ کہاں سے آ گیا تھا؟ اس کاغذ پر ایک تصویر بنی ہوئی تھی جو کسی عمل سے تیار نہ کی گئی تھی۔ یعنی کیمرے کی تصویر نہ تھی۔ یہ تصویر ایک غیر معمولی طور پر بڑے اور کسی عجیب نسل کے بھونرے کی تھی۔ اس قسم کا بھونرا اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا اور نہ کسی نے سنا ہو گا بھونرے کا رنگ بھی عجیب تھا۔ سبز اور نیلا اور اس قدر چمکدار کہ خوفناک معلوم ہوتا تھا اور یہ تصویر اتنی مہارت اور چابکدستی سے ابھار کے بنائی گئی تھی کہ وہ بھونرا زندہ معلوم ہوتا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ پہلی نظر میں خود میں نے بھی اس تصویر کو زندہ بھونرا ہی سمجھا تھا۔ چنانچہ جب تک میں نے اسے غور سے نہ دیکھا مجھے یقین نہ آیا کہ وہ زندہ بھونرا نہیں بلکہ تصویر تھی۔ اس تصویر کی وہاں میرے میز پر موجودگی کا معمہ کسی طرح حل نہ ہو رہا تھا اور سب سے زیادہ تعجب تو اس بات پر تھا کہ وہ تصویر بڑے پر اسرار طریقے سے وہاں آ گئی تھی۔ پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اس تصویر نے لسنگھام جیسے شخص کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ محض ایک تصویر اس کے کسی خوف کا باعث نہیں ہو سکتی۔ تو پھر کیا تھا اس کے خوف کا باعث!

میں کاغذ کا وہ ٹکڑا اٹھائے جس پر بھونرے کی تصویر تھی۔ لسنگھام کی طرف بڑھا جو دیوار سے ٹیک لگائے سہمے ہوئے بچے کی طرح سکڑا سمٹا کھڑا تھا۔

"لسنگھام! یہ یک ایک دم سے کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیا بات ہے یار؟" میں نے اپنا ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کے اسے جھنجوڑا۔ وہ یوں چونکا جیسے کوئی گہری نیند سے خواب دیکھتے دیکھتے بیدار ہو گیا ہو۔ اور میں یوں کہوں تو غلط نہ ہو گا کہ وہ میرے جھنجوڑنے ہی کی وجہ سے بیدار ہوا تھا۔ کیونکہ اس پر غشی طاری تھی۔ اس نے میری طرف دیکھا اس کے بشرے سے ناقابل بیان دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ "کون ہے؟ کون ہے؟" "اوہ! یہ تم ہو آتھرٹن؟ خدا کا شکر ہے۔ میں ٹھیک ہوں۔ ٹھیک ہوں" اور اب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اگر ٹھیک ہو تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ تمہارے روبہ صحت ہونے کا طریقہ بھی تمہارے مرض کی طرح عجیب ہے" اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ جیسے وہ نہ چاہتا ہو کہ میں اس کے کانپتے ہوئے ہونٹ دیکھ سکوں۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے کام بہت زیادہ کرتا ہوں۔ اسی کا ردعمل ہے یہ پہلے بھی ایک دو دفعہ اس قسم کے دورے پڑ چکے تھے۔ کوئی خاص بات نہیں۔"

"میری مانو اور کسی اچھے سے اچھے ڈاکٹر سے علاج کرواؤ۔"

"اس مشورے کا شکریہ۔ آج ہی جاؤں گا کسی ڈاکٹر کے پاس۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض میری دماغی

حھکن تھی جو"

"تمہیں یقین ہے لسنگھام کہ دورے کا اس سے کوئی تعلق نہیں؟" اور میں نے بھونرے کی تصویر اس کے سامنے کر دی۔ اس تصویر کو دیکھتے ہی وہ پاگلوں کی طرح چیخنے اور دونوں ہاتھ لمبے کر کے پیچھے ہٹنے لگا۔ اور ایک بار پھر دیوار سے جا ٹکرایا اور اب وہ اس سے یوں چپکا کھڑا تھا جیسے دیوار میں گھس جانا چاہتا ہو"

"ہٹاؤ اسے۔ ہٹاؤ اسے" وہ چیخا چند لمحوں تک میں اس کی صورت تکتا رہا۔

"لسنگھام! پاگل تو نہیں ہو گئے یار؟ یہ تو محض تصویر ہے۔"

"ہٹاؤ اسے۔ ہٹاؤ اسے۔ پھاڑ دو۔ جلا دو" اس کا یہ خوف اور چیخ و پکار ایسی غیر فطری تھی کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس کی حرکت قلب بند نہ ہو جائے۔ چنانچہ میں نے اس کاغذ کے چار ٹکڑے کئے اور دیا سلائی کی تیلی جلا کر انہیں سلگا دیا۔ لسنگھام دم بخود ٹکڑا کاغذ کو جلتے دیکھتا رہا۔ جب وہ جل کر راکھ ہو گیا تو لسنگھام نے اطمینان کا سانس لیا۔

"لسنگھام! یا تو تم پاگل ہو گئے ہو یا بہت جلد ہونے والے ہو۔ بات کیا ہے آخر؟"

"آتھرٹن! نہ تو میں پاگل ہوں اور نہ ہونے والا ہوں۔ میں اتنا ہی ہوش میں ہوں جتنے کہ شاید تم ہو وہ۔ وہ۔ کہانی جس کے متعلق میں تم سے کہہ رہا تھا۔ عجیب بات ہے۔ کسی روز سناؤں گا۔ بے حد عجیب اور دلچسپ کہانی ہے اور ناقابل یقین بھی"۔ وہ سنبھلا اور پرسکون آواز میں بولا "مجھے افسوس ہے آتھرٹن کہ میری وجہ سے تمہیں خواہ مخواہ پریشان ہونا پڑا۔ آتھرٹن! جو کچھ ہوا ہے خدا کے لئے اپنے تک ہی رکھنا تم میرے دوست ہو اور میں تم پر اعتبار کر سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم کسی سے کچھ نہ کہو گے خصوصاً مارجوری سے۔"

"خصوصاً مارجوری سے کیوں؟"

"یہ بھی مجھے بتانا پڑے گا۔ ؟ تم خود نہیں سمجھ سکتے؟"

میں نے کندھے جھٹکے۔

"مارجوری سے کچھ چھپانا نہ مناسب ہے اور نہ ممکن ہے۔"

"اگر اسے بتانا ضروری ہے تو جو کچھ کہنا ہے اس سے میں کہوں گا۔ آتھرٹن! وعدہ کرو تم اس کے بارے میں جو بدقسمتی سے تم نے دیکھا ہے مارجوری سے کچھ نہ کہو گے"

میں نے بادل ناخواستہ وعدہ کر لیا۔

اس رات ڈچز کے یہاں رقص تھا۔ جب میں رقص کے کمرے میں پہنچا تو سب سے پہلے میری نظر ڈورا گرے لنگ پر پڑی۔ چنانچہ میں اسی کی طرف چلا "مس گرے لنگ! گذشتہ رات میں نے بڑی

بداخلاقی کا ثبوت دیا تھا چنانچہ اس وقت میں اس کی معافی مانگنے آیا ہوں امید ہے کہ تم معاف کر دو گی۔"

"میں تم سے خفا نہیں ہوں اس لئے معافی مانگنے کی ضرورت ہی نہیں۔ گذشتہ رات تمہاری طبیعت ٹھیک نہ تھی اب کیسی ہے؟"

"اچھا ہوں۔ شکریہ گذشتہ رات کی تلافی میں آج چاہتا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھ رقص کر کے یہ تم یہ اطمینان دلا دو گی کہ تم مجھ سے خفا نہیں ہو؟" وہ ابھی تین اس وقت ایک نوجوان جسے میں نے پہلے نہ دیکھا تھا خدا جانے کہاں سے نکل کے ہمارے قریب آیا۔

"یہ میرا رقص ہے مس گرے لنگ۔" اس نے کہا۔

ذورا نے مسکرا کے اس کی طرف دیکھا۔

"بات یہ ہے کہ میں بھول گئی تھی کہ میں اپنا یہ رقص ان صاحب کے ساتھ بک کرا چکی ہوں"

اس نے میری طرف اشارہ کیا۔ "مجھے واقعی افسوس ہے پھر کبھی سہی۔" اس نے میرے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور اس غریب نوجوان کو مایوس اور حیرت زدہ چھوڑ کر ہم دونوں آگے بڑھ گئے۔

"بیچارا" جب ہم رقص کر رہے تھے تو میں نے ذورا کے کان میں کہا۔ جس طرح آج یہ نوجوان مایوس اور بیچارا ہوا ہے نا! گذشتہ رات اسی طرح میں مایوس اور بیچاری تھی۔ آتھرٹن! تمہارے ساتھ رقص کرنے میں مجھے بڑا لطف آتا ہے لوگ میرے ساتھ رقص کرنے کو بے تاب رہتے ہیں لیکن میں خود تمہیں تلاش کرتی پھرتی ہوں۔" اس نے بے اختیار اپنے دانتوں میں زبان لے لی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ "میرا مطلب ہے۔ تم بہت اچھا ناچ لیتے ہو"

"شکریہ" ہم رقص کرتے رہے اور پھر اس سائبان میں پہنچے جو برآمدہ میں تھا۔ ذورا میں خدا جانے کیا بات تھی کہ جب کوئی شخص اس کے ساتھ بیٹھتا تو وہ بس اپنے متعلق ہی باتیں کیا کرتا اور ذورا بیزاری کا اظہار کئے بغیر اس کی باتیں بڑے شوق اور دلچسپی سے سنا کرتی۔ اگر کوئی اس کے سامنے اپنا دکھ رو رہا ہوتا تو ذورا اس کی بہترین ہمدرد ثابت ہوتی اور اسے تسلی دیتی۔ اگر کوئی اپنی کامیابیوں کی داستان سنا رہا ہوتا تو وہ اس کی مسرتوں میں برابر کی شریک ہوتی۔ چنانچہ اب میں بھی ایک عالم بے خودی میں اپنے تجربات کا ذکر کر رہا تھا اور میں نے اسے بتایا کہ اگر میرا تجربہ کامیاب رہا تو میں دنیا کا مشہور ترین آدمی بن جاؤں گا وہ حیرت اور دلچسپی سے میری باتیں سنتی رہی۔

"بات یہ ہے کہ سائنس کو نظریات کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ عمل کی ہے ایک سائنسدان اپنے کسی عمدہ اور انوکھے نظریئے کو کاغذ پر تحریر کر دیتا ہے۔ اور تجربے سے اسے ثابت نہیں کرتا تو پھر وہ نظریہ صرف نظریہ رہتا ہے۔ حقیقت نہیں بنتا۔ چنانچہ سب سے بڑی اور اہم بات کسی بھی نظریہ کو عمل میں رکھنا ہے۔ تجربہ اور کامیاب تجربہ کی بنا پر نظریئے کی صحت اور صداقت کا ٹھوس ثبوت یہ ہے اصل سائنس تجربہ بڑی اور اہم چیز ہے نظریہ تو ایک بچہ بھی پیش کر سکتا ہے اور خاص قسم کے تجربات صرف جانوروں پر کئے جاتے ہیں اب اگر میں اپنی تجربہ گاہ کو جنوبی امریکہ کے جنگلات میں منتقل کروں جہاں جانوروں کی افراط ہے اور جہاں میں ہر قسم کے جانور آسانی سے حاصل کر سکتا ہوں تو میں اپنے ہر نظریئے کو صحیح ثابت کر سکتا ہوں"

"تو پھر کیوں منتقل نہیں کر لیتے اپنی تجربہ گاہ کو؟"

"روپیہ محترمہ روپیہ۔ اتنے بہت روپے کی ضرورت ہوگی۔ کہاں سے لاؤں روپیہ؟"

"میرا خیال تھا کہ تم مجھے اپنی دوست سمجھتے ہو۔"

"بیشک سمجھتا ہوں۔"

"تو مجھے موقع کیوں نہیں دیتے؟"

"کاہے کا؟"

"مدد کرنے کا؟ پیسے؟"

"جنوبی امریکہ میں تجربات کرنے کے لئے مجھ سے روپیہ لے لو۔ میں سمجھتی ہوں کہ اپنی اس پونجی کا جو میں اس کام میں لگاؤں گی مجھے خاصا بدل مل جائے گا۔"

"بدل مل جائے گا!"

"مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے منافع وغیرہ"

"بڑی مہربانی"

"آتھرٹن! گھما پھرا کے باتیں نہ کرو۔ میں جانتی ہوں کہ یہ بڑی مہربانی کہہ کر تم نے میری اس پیشکش کو ٹھکرا دیا"۔

"مس گرے لنگ!"

"مجھ سے روپیہ لیتے ہوئے تمہیں شرم آتی ہے اور میری اس پیشکش کو تم نے اپنی توہین سمجھا ہے۔"

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ"

"مجھے یقین دلانے کی کوئی ضرورت نہیں اگر میرے بجائے مارجوری نے یہ پیشکش کی ہوتی تو تم چھوٹے نہ سماتے اسے بے حد شائستہ اور احسان مندانہ جواب ملتا۔ لیکن ہر لڑکی مس ہنڈن نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے چنانچہ میں بھی نہیں۔"

میں چونک کر رہ گیا ذورا کا یہ غصہ اور طنز غیر متوقع تھا اور میں سمجھ نہ سکا کہ ایسی تو میں نے کون سی بات کہہ دی جس کی وجہ سے وہ مجھ پر یوں خفا ہو رہی ہے۔ اس کے بشرے سے ناامیدی غصے اور حسد کے ملے جلے جذبات کا اظہار ہو رہا تھا اور مجھے اعتراف ہے کہ اس وقت وہ بڑی پرکشش اور حسین معلوم ہو رہی تھی۔ میں خاموشی سے اس کی صورت تکتا رہا۔ میں اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ ایک صاحب ہماری طرف آتے نظر آئے۔

"لو یہ آ رہے ہیں اپنے رقص کا مطالبہ کرنے ظاہر ہے کہ میں اپنے سب ساتھیوں کو خفا نہیں رکھ سکتی۔ تم معلوم ہوتا ہے غصے ہو گئے۔ چنانچہ اب میرے ساتھ رقص کرنا پسند نہ کرو گے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مس گرے لنگ۔ اس کے برخلاف تمہارے ساتھ رقص کرنے میں عجب طرح کا سرور محسوس کرتا ہوں۔"

"اچھا!" اس نے بچوں کی طرح خوش ہو کے کہا اور اپنا کارڈ جس پر رقص کے نمبر اور ہر نمبر کے سامنے رقص کرنے والے کا نام لکھا ہوا تھا میری طرف بڑھا دیا یہ تو بھرا ہوا ہے۔ کون سا رقص ہو سکتا ہے میرا

میں نے پوچھا" جو بھی تم پسند کرو۔ تاہم میرے خیال میں اپنا نام آخر میں لکھ دو تو مناسب رہے گا"

"لیکن تم تو آخر تک بک ہو؟"

"کوئی سا بھی نام کاٹ کے اپنا نام لکھ دو" یہ بڑی حوصلہ افزا اجازت تھی۔ چنانچہ میں نے تیسرے والز کے سامنے والا نام کاٹ کے اپنا نام لکھ دیا۔ میں نے یہ معلوم کرنے کی کوشش ہی نہ کی کہ وہ کون بدنصیب تھا جو میرے لئے جگہ خالی کر گیا تھا۔ وہ رقص کرنے چلی گئی میں وہیں بیٹھا رہا۔ خیالات میرے دماغ میں ہجوم کر رہے تھے۔

"ارے! یہ تم ہو آتھرٹن!" میں نے چونک کر دیکھا۔ یہ وہی تھا۔ وہی تارجورے لنڈن۔ اور اس پر نظر پڑتے ہی مجھے احساس ہوا۔ شدت سے احساس ہوا کہ میرے خوابوں کی ملکہ صرف ایک ہے۔ دوسری کوئی لڑکی اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔ کم سے کم میں تو یونہی سمجھ رہا تھا اسے دیکھتے ہی میرا بدن تپ گیا اور میری رگوں میں خون سنسنانے لگا۔ وہ اپنے ساتھی کی طرف گھوم گئی۔ جھک کر اس کا شکریہ ادا کیا اور جب وہ چلا گیا تو مارجورے میرے قریب آئی

"افوہ! بہت تھک گئی ہوں۔ یہاں ایک آدھ خالی کرسی تو ہو گی۔" اس نے گویا اپنے آپ سے کہا اور وہ اس کرسی پر بیٹھ گئی جسے میں ابھی ابھی خالی کر گیا تھا۔ کرسی پر بیٹھ کے اس نے میری طرف دیکھا اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور میں بیوقوفوں کی طرح خاموش بیٹھا کانپ رہا تھا۔ غالباً رعب حسن سے۔

"تم بھولے نہ ہو گے کہ گزشتہ رات میں نے تم سے ایک درخواست کی تھی۔"

"ہاں نہیں بھولا ہوں۔"

"تو اب وہ وقت آ گیا ہے۔"

میں خاموش رہا۔ چند لمحوں تک وہ بھی خاموش رہی پھر بولی

"تم تو جانتے ہی ہو کہ ابا کتنے ضدی ہیں۔"

بے شک میں جانتا تھا۔ جافری لنڈن جیسا ضدی اور خود دماغ آدمی پورے لندن میں کوئی اور نہ ہو گا۔ لیکن میں اسی کی بیٹی کے سامنے اس کا اعتراف کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔

"تو اب تک مسٹر لنڈن اس معاملے سے کوئی بے خبر ہیں؟" میں نے کہا۔

"میں نے تو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ انہیں شک ہو گیا ہے چنانچہ اب تمہیں اپنا پارٹ ادا کرنا ہے۔"

"کیسا پارٹ؟"

"بے حد آسان پارٹ ہے۔ ابا تمہارے متعلق بہت اونچے خیالات رکھتے ہیں اور اگر تمہارا مشورہ قبول نہیں کرتے تو اس پر غور ضرور کرتے ہیں۔ چنانچہ تمہیں یہ کرنا ہے کہ ان کے سامنے پال کی بڑے زور شور سے تعریف کرو اور اس طرح انہیں اس اعلان کو سننے کے لئے پہلے سے تیار کرو جو میں کرنے والی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ میرے اس اعلان سے ان کے دل کو دھچکا نہ پہنچے اور وہ غصہ نہ کریں۔ تم جانو پال کے متعلق ابا کے خیالات چھے نہیں ہیں۔"

خدا کی قسم میرے لئے یہ عجیب خدمت کی جا رہی ہے۔ کبھی کسی ناکام محبت کے ہیرو کی ایسی خدمت نہ لی گئی ہو گی۔ پہلے تو اس نے میری محبت ٹھکرا دی اور اب وہ چاہتی ہے کہ میں اپنے رقیب کی نہ صرف تعریف کروں بلکہ اس کے لئے راستہ بھی ہموار کر دوں یہ ایک ایسا صدمہ تھا جسے میں برداشت نہ کر سکتا تھا۔ میں خاموش بیٹھا رہا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ کیا کہوں۔

"سڈنی! تم ہمیشہ میرے دوست رہے ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے تمہیں سوائے دوست کے کچھ اور سمجھا ہی نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں چھوٹی سی تھی تو تم مجھے مار سے بچانے کے لئے میرے اور ابا کے درمیان آ جاتے تھے۔ اب جبکہ میں بڑی ہو گئی ہوں تو چاہتی ہوں کہ ایک بار پھر تم میرے اور ابا کے درمیان آ جاؤ اور میری مدد کرو۔" اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دیا اس کے نرم و نازک ہاتھ کے لمس سے میرا پورا بدن جل اٹھا "لیکن اس معاملے کو پردہ راز میں کیوں رکھا گیا آخر؟"

"اس لئے کہ پال چاہتا تھا کہ فی الحال ابا سے کچھ نہ کہا جائے۔"

"کیوں؟ کیا وہ اس محبت کی وجہ سے شرمندہ اور خجل ہے یا پچھتا رہا ہے؟"

"یا یہ عظیم سیاستدان تمہارے ابا سے ڈرتا ہے؟"

"بڑے بے رحم ہو تم۔ تم جانتے ہی ہو کہ ابا پال سے جلتے ہیں چنانچہ پال کا عروج اور اس کے سیاسی خیالات سب سے بڑی مشکل بلکہ ہماری راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ ابا چونکہ مخالف جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے پال کو یقین ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی ایک معمولی درجے کے شخص سے تو کر سکتے ہیں لیکن خود اسے اپنے داماد کے طور پر پسند نہ کریں گے۔ چنانچہ پال چاہتا ہے کہ پارلیمنٹ کے آخری اجلاس تک ابا سے کچھ نہ کہا جائے۔"

"عظیم پال لنسام محبت کے معاملے میں بڑے محتاط واقع ہوئے ہیں۔ یعنی وہ سیاستدان پہلے ہیں اور عاشق بعد میں۔"

"تو کیا برائی ہے اس میں؟ اگر اس کی جگہ تم ہوتے تو سچ کہنا کہ محبت کے سامنے اپنی زندگی کے اہم مقصد کو فراموش کر جاتے؟"

"میرا تو صرف ایک مقصد ہے اور اس کے سامنے میں پوری دنیا کو ٹھکرا سکتا ہوں۔"

"کہیں تمہارا اشارہ ان باتوں کی طرف تو نہیں جو تم نے گزشتہ رات کہی تھیں؟ بڑی احمقانہ تھیں۔" وہ ہنسی۔

"تم انہیں احمقانہ باتیں کہتی ہو۔ وہ میرے دل کی آواز تھی۔ تم نے میری محبت ٹھکرا دی اور اب میری ہمدردی کی طالب ہو۔ لیکن سچ بتاؤ کیا تمہیں مجھ سے ہمدردی ہے یا نہیں ہے۔ خاتون اتنی ایک بات سے نہیں بچتی۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے اور بے حد ہے۔ میرے پیارے سڈنی۔ بیچارے۔ یوں جوش میں نہ آؤ اور بیکار باتیں نہ کرو۔ میں تمہیں بچپن سے جانتی ہوں اور سمجھتی ہوں تم ایک بہترین دوست لیکن بدترین عاشق ہو۔ میں جانتی ہوں کہ تم نے کتنی لڑکیوں سے محبت کی ہے اور پھر انہیں بھول گئے ہو۔ میرے خدا تم ...

کسی کی محبت میں گرفتار ہوتے ہو اور پھر اسے چھوڑ دیتے ہو۔ تم تو بھی اپنے زمانے کے ڈان وان (ایک مشہور عاشق مزاج نوجوان) ہو۔ میں جانتی ہوں کہ تم ابھی کل ہی مجھ پر عاشق ہوئے ہو۔ سچ بات یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی تم نے مجھے اس نظر سے دیکھا تھا۔ چنانچہ مجھ سے تمہاری یہ محبت ایک اتفاق اور عارضی ہے۔ یقین کرو میرے اچھے سنڈی کہ کل ہی تم کسی اور لڑکی کی محبت میں آہیں بھرتے نظر آؤ گے۔ بشرطیکہ فرصت ملی تمہیں کسی کی محبت میں پھنس چکے ہو بہرحال وہ وقت بھی آئے گا۔ جب تم بلی کی طرح گھر گھر جھانکتے پھرو گے۔ ایک جگہ کے ہو رہو گے۔ اب یہ بات لکھ لو۔ تمہارا کام عاشق ہونا ہے۔ پھر دوسرے دن ایک نئے ایک پر عاشق ہوتے رہو۔ یا تو نہیں اور کسی اور نہیں اور کسی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ کون سمجھ رہی ہیں اس حرف؟"

"یہ محترمہ" جو چلی آ رہی تھیں اس طرف دوڑ رہی تھی۔ میں تو جب خیر اٹھا اور اس کے ساتھ چلا گیا۔ ہم خاموشی سے رقص کرتے رہے۔ آخرکار زونا نے یہ خاموشی توڑی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے بھی ابھی بڑی ترش روئی کا ثبوت دیا تھا۔ خدا جانے کیا بات ہے۔ میں تم پر ہمیشہ غصہ کرتی ہوں!"

"قصور میرا تھا زونا۔ تم تو مجھ پر بڑی مہربان ہو حالانکہ میں اس مہربانی کا مستحق نہیں ہوں۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم نے شروع ہی سے میرے ساتھ بڑا ہمدردانہ سلوک کیا اور ہر دفعہ میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ حیران ہوں کہ کن الفاظ میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔"

"اب بنو نہیں۔"

"میں تمہیں بنا نہیں رہا۔ یہ حقیقت ہے زونا۔ اور یہ بھی حقیقت ہی ہے کہ میں نا آشنائے دوست ہوں۔"

"تم اور نا آشنائے دوست!"

"ہاں۔ میرا کوئی دوست ہی نہیں ہے....."

"کیسے یقین کر لوں۔ اتنے بہت سے دوست ہیں تمہارے۔ خصوصاً لڑکیاں بیچاری تو ہر دم گھیرے رہتی ہیں تمہیں۔"

"مس کرے لنک یہ تم"

"اب رہی یہ بات کہ تم نے دنیا میں کوئی اہم کام نہیں کیا تو یہ بھی غلط ہے۔ اتنی بہت سی تحقیقات کی ہیں تم نے۔ اور اتنی بہت سی ایجادات منسوب ہیں تم سے اور پھر۔ خیر چھوڑو۔ دنیا جانتی ہے کہ تم نے بہت سے عظیم کام کئے ہیں۔ سائنس کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں تم سے۔ تمہیں شکایت ہے کہ تمہارا کوئی دوست نہیں۔ اس کے باوجود جب میں نے تمہاری مدد کرنے کی پیشکش کی تو تم نے مجھے جھڑک دیا۔"

"یہ سراسر زیادتی ہے۔ کب جھڑکا تھا میں نے؟"

"میری پیشکش تم نے بڑی رکھائی سے ٹھکرا دی تھی یا نہیں؟"

"تو کیا واقعی تمہیں میرے کاموں سے دلچسپی ہے۔"

"ہاں۔ ہے کیوں نہیں۔ بلکہ خود تم سے بھی مجھے دلچسپی ہے۔" اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"اچھا تو کل میری تجربہ گاہ میں آؤ گی؟"

"آؤں گی۔"

"میں تمہیں اپنے تجربات سے روشناس کراؤں گا وہ باتیں بتاؤں گا جن کا جاننا ضروری ہے۔ اس کے بعد اگر تمہیں مناسب معلوم ہو تو میری مدد کر سکتی ہو۔ میں بڑی خوشی سے تمہاری پیشکش قبول کروں گا بشرطیکہ تمہیں یقین ہو کہ میرے تجربات سے تمہیں دلچسپی ہے اور یہ کہ میرے تجربات سے اہم اور سود مند نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔"

"مجھے تمہارے تجربات سے دلچسپی ہے اور مجھے یقین ہے کہ تمہارے تجربات سے اہم نتائج برآمد ہوں گے۔ اب اطمینان ہوا۔"

"تو اس کاروبار میں ہم گویا ساجھی ہوں گے۔"

"ساجھی! ہاں۔ ہاں۔ بے شک ساجھی ہوں گے۔"

"لیکن۔ تم جانو خاصی رقم لگانا پڑے گی۔"

"کوئی بات نہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے لوگ ہیں جن پر روپیہ لگا کے آدمی کو افسوس نہیں ہوتا۔ خواہ کاروبار بظاہر گھاٹے کا ہی کیوں نہ ہو۔"

"تم نے کہ میرا تجربہ تو نہیں کیا۔"

"مجھے ہے اس کا تجربہ۔ تمہیں روپیہ ... افسوس نہ ہوگا۔ خواہ میری پوری رقم ڈوب ہی کیوں نہ جائے۔"

"تو پھر معاملہ طے رہا؟"

"بالکل۔"

جب میں کمرے سے باہر آیا تو معلوم ہوا کہ پرکی میرے ساتھ تھا اس کا ایک ایک ... رہا تھا بھڑکا ہوا۔ اس نے اپنی آنکھ پر سے ... عینک اتاری اور جیب سے رومال نکال کے ... صاف کرنے لگا۔ اس نے پھر عینک آنکھ پر جمائی۔ لیکن پھر اسے اتار کر شیشے صاف ... مضطرب بلکہ اعصابی ہیجان میں مبتلا نظر آتا تھا۔ اور ایسے عالم میں وہ آپ کو تلاش کرے تو آپ کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ کسی اہم معاملے پر گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ یا کوئی خاص واقعہ ہوا ہے۔

"آتھرٹن! یار بڑا گڑبڑ گھٹالا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں۔"

"وہ تو تمہارے لٹکے ہوئے منہ اور تمہاری حرکات سے ظاہر ہے۔"

"مذاق نہ کرو یار۔ ایسا زبردست صدمہ پہنچا ہے میرے دل کو کہ میں سنبھل نہیں سکتا۔"

"تو نہ سنبھلو۔ ہم تو پیشگی فاتحہ پڑھ دیں۔ تم پڑے رہو ... قل ... کا ارادہ ہے۔"

پرکی ان لوگوں میں سے تھا جو مجھ سے خدا جانے کیوں کوئی بات نہیں چھپاتے حتیٰ کہ وہ یہ تک بتا دیتے ہیں کہ کون سی چیز انہوں نے اپنے ... کے لئے اور کون سی ملازم خود اپنے ...

ی ہے۔ اور پری تو اس معاملے میں دوسروں سے بہت آگے تھی۔ وہ اپنا ہر دلعزیزی سے سامنے رہتی تھی۔ میں نے اس سے کبھی اپنی ہمدردی کا ثبوت نہ دیا تھا۔ ورنہ تو بھی اس کی جھاڑیں کھانے کی کوشش کی تھی۔ تاہم وہ مجھے اپنا بہترین دوست اور مخلص دوست کہتی تھی۔ "یار تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ یہاں جان پر بنی ہے۔ میں تو پاگل ہو گیا ہوں۔ اس وقت دیکھیں ہو تو بہت جلد ہونے والا ہوں۔"

"فکر نہ کرو دوست۔ پہلے بھی کئی دفعہ تمہاری ایسی ہی حالت ہوئی ہے اور تم پاگل ہونے سے بچ کر بڑی ذہانت سے سنبھل گئے ہو۔"

"ایسی باتیں نہ کرو یار۔ تم جانور نہیں ہو لڑکی کا درد نہ سمجھ سکو۔"

"کیا بات کہی ہے۔ سچ مچ میں جانور ہی ہوں۔"

"بہت تو بتاؤ یار۔ تم تو بہت ہمدردی کا ثبوت دے رہے ہو۔" خدا کی قسم اپنا سر پھوڑ لوں گا۔ آخر کون!" اس نے میرے کوٹ کا کونا پکڑ لیا۔ "تمہارے خیال میں کیا ہوا ہوگا؟"

"ظاہر ہے کچھ ہوا ہوگا۔"

اس نے انکار کر دیا۔

"اچھا! تو میرے بھائی اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے ظاہر ہے کہ اس نے انکار کیا ہے تم سنیاسی نہ بن جاؤ گے۔ چنانچہ اب ... کسی زبردست حکیم کا قول ہے کہ بالآخر یا ... قسم نے کسی حکیم کا۔ جس نے نام سے آخر میں "بابا" آتا ہے۔ قول ہے کہ ایک دریا تو سو دریا ... میری نانی کا قول ہو۔ بہرحال عمدہ قول ہے۔ دریا ... مست تالاب رنگ برنگی مچھلیوں سے پٹا پڑا ہے۔ ایک سے ایک اعلیٰ قسم کی مچھلی ہے۔ ... ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اور جلد یا بدیر ایک نہ ایک مچھلی ضرور پھنس جائے گی۔"

پری نے اپنے رومال کا گولا سا بنا لیا تھا اور اس کونے سے وہ اپنی آنکھیں یوں پونچھ رہا تھا جیسے انہیں سینک رہا ہو۔ وہ رو رہا تھا۔

"یہ کیا عورتوں کی طرح آنسو بہا رہے ہو۔ مجھے واقعی تم سے ہمدردی ہے۔ لیکن ... سب دلچسپ ایسا ہے کہ لوگ مجھے تند خوار پتھر دل سمجھ لیتے ہیں۔ ہمت نہ ہارو۔ پھر کوشش کرو۔"

"بے فائدہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ پھر انکار کر دے گی۔"

"یہ تم نے یقین سے کیسے کہا؟"

"بڑا ہی سخت سلوک تھا اس کا۔"

"جہاں تک سلوک کا تعلق ہے اس کے متعلق یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے تم جانو عورت ایک پہیلی ہے۔ بوجھ لیا تو تمہارے وارے نیارے ہیں نہ بوجھ سکے تو پھر اللہ ... بات یہ ہے کہ اپنے طور پر نتیجہ اخذ کرنا سراسر غلط ہے ممکن ہے اس کے انکار میں اقرار پوشیدہ ہو۔ ایک بار پھر ایک زبردست حکیم کا قول دہرانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ جب کوئی لڑکی کہے "ناں" ہوں تو سمجھو "ہاں" ہاں اور جب ہاں ہاں تو سمجھو "ناں" ہوں۔ یاد رکھو بعض اوقات بڑے کام کی باتیں ہو جاتی ہیں۔

لیکن یار یہ لڑکی ہے کون؟"

"کون ہے؟ ایں کون ہے؟ میری روح میری دنیا بلکہ میری زندگی صرف ایک ہے"

"وہ تو ظاہر ہے میاں مجنوں۔ لیکن یہ ہے کون؟"

"صرف ایک۔ صرف ایک۔"

"ارے یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ صرف ایک ہے کیونکہ تجھے حرم نہیں کھولنا ہے لیکن اس کا نام کیا ہے۔"

"ہائے۔ اس کا نام ہے مارجوری لنڈن"

"ایں! مارجوری لنڈن۔" اور میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"اب یہ کیا ہو گیا تمہیں!" پری بھونچکا ہو رہا تھا۔

میں اسے حیرت زدہ چھوڑ کر بھاگا وہاں سے اور مارجوری سے تقریباً ٹکرا گیا۔ "یہ کیا ہوا؟" کوئی بلا لگ گئی ہے تمہارے پیچھے یا کسی پر عاشق ہو گئے ہو؟" وہ بے دردی سے بولی۔

"وہ۔ وہ۔ پری" میں ہکلانے لگا۔

"میں جا رہی ہوں۔ ذرا بگھی تک پہنچا دو مجھے"

میں اس کے ساتھ بگھی تک گیا۔

"اگر چلنا ہو تو بگھی میں بیٹھ جاؤ۔ تم جہاں کہو گے وہاں اتار دوں گی تمہیں۔"

"جی نہیں۔ شکریہ۔ میں ابھی نہیں جا رہا۔"

"میں جا رہی ہوں دارالعوام میں۔ تم نہیں چلو گے؟"

"وہاں کیوں جا رہی ہو۔ بڑے بڑے جغادری احمق ہیں وہاں پھر تمہاری کیا ضرورت ہے؟"

"اب اتراؤ نہیں۔ تم بخوبی جانتے ہو کہ میں کیوں جا رہی ہوں؟ آج رات محکمہ زراعت و تجارت کا اجلاس ہے اور پال تقریر کرنے والا ہے اور جہاں بھی اور جب بھی پال کی تقریر ہوتی ہے میں وہاں پہنچ جاتی ہوں۔"

"بڑا خوش قسمت ہے پال۔"

"ظاہر ہے۔ ایسی امتیازی خصوصیات کا مالک ہے وہ کہ سوائے خوش قسمت کے وہ اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ میرے خیال میں اب مجھے چلنا چاہئے اس کی تقریر اس وقت تک شروع ہو جانی چاہئے تھی لیکن ابھی ابھی اس کا فون آیا تھا کہ چند وجوہات کی بنا پر اس کی تقریر آدھے گھنٹے بعد شروع ہوگی۔ چنانچہ۔ خدا حافظ۔"

جب میں واپس رقص کے کمرے میں پہنچا تو ایک بار پھر میری مڈبھیڑ پری سے ہو گئی۔ وہ اپنے سر پر ہیٹ رکھے کہیں جانے کے لئے پر تول رہا تھا۔

"اب یہ کہاں دھاوا بولا جا رہا ہے؟"

"دارالعوام میں جا رہا ہوں۔"

"ہاں لستھام کی تقریر سننے جا رہے ہو۔"

"جہنم میں ڈالو لستھام کو۔"

"بڑی خوشی سے۔"

"سنا ہے مخالف جماعت تجاویز کی زبردست مخالفت کرنے والی ہے۔"

"مخالف جماعت کا سوائے اس کے اور کام بھی کیا ہے۔"

"یار اگر گرما گرمی ہوئی تو بڑا لطف رہے گا۔"

"پری! تمہیں ایک اطلاع دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کوئی اور بھی وہاں گیا ہے محض لستھام کی تقریر سننے کے لئے۔"

"کون؟"

"مارجورے لنڈن"

"میری قسم! کاش میں بھی دھواں دھار تقریر کر سکتا۔ دھواں دھار تو کیا محض تقریر کر سکتا۔ لیکن میں کبھی تقریر نہ کر سکوں گا۔ چناؤ کے زمانے میں جب میں جو رضا کار کے کام کر رہا تھا۔ تو دوسروں سے تقریریں لکھوا کے انہیں رٹ لیتا تھا۔ لیکن اگر مارجورے واقعی سامعین میں شامل ہے تو میں کچھ کروں گا۔"

"کیا کرو گے؟"

"اگر میری عقل نے کام کیا اور مجھے کوئی قابل اعتراض بات نظر آئی یا کسی نے مجھے کوئی بات سمجھا دی تو خدا کی قسم میں لستھام پر اعتراض جڑ دوں گا۔ اگر نہ کروں اعتراض تو تم کو برچھا جوتا مارنا میرے منہ پر۔ میں مارجورے کو بتا دوں گا کہ میں بھی کچھ ہوں۔"

"شاباش۔ شاباش۔ تم کچھ کیا بہت کچھ ہو۔ پری! میرے دوست اعتراض ضرور کرنا۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تب بھی اعتراض کرنا۔ میں چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔ لستھام کے سامنے ہم تین اہم ہستیاں ہوں گی۔ مارجورے۔ پری اور بندہ۔"

گر وہ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا تھا۔ جب مسٹر مرچنٹ تقریر کر چکے تو ایک شور بلند ہوا۔ لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔ اور خوشی کے نعرے لگا رہے تھے پھر مخالف جماعتوں کی نشستوں پر کھسر پھسر ہونے لگی اور میں نے دیکھا کہ لستھام تقریر کرنے والوں کے کٹہرے میں کھڑا تھا۔

اور آج پہلی دفعہ میں نے لستھام کو تنقیدی نظر سے دیکھا۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں لستھام سے میری دلچسپی حیرت انگیز حد تک بڑھ گئی تھی اور اس وقت لستھام کی شخصیت میرے لئے دنیا کی دلچسپ ترین چیز بنی ہوئی تھی۔

اور پھر مجھے بھونرے کی تصویر والا واقعہ یاد آ گیا جو آج صبح ہی ہوا تھا وہ کیسا دہشت زدہ ہو گیا تھا۔ کیسا لرز اور کانپ رہا تھا اور کیسا پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا اور اس کی یہ حالت بھونرے کی ایک تصویر نے کر دی تھی۔ جب مجھے وہ واقعہ یاد آیا تو کسی طرح مجھے یقین نہ آتا تھا کہ کٹہرے میں کھڑا ہوا شخص وہی لستھام ہے یا تو میں نے لستھام کی صبح والی حالت کو مبالغہ آمیزی سے دیکھا تھا۔ یا اس کی اس وقت کی حالت کو مبالغہ آمیزی سے دیکھ رہا تھا بہرحال جہاں تک اس کے ظاہر کا تعلق ہے مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ صبح والا ہی لستھام ہے۔

بہرحال جلد ہی میرا حسد اور رشک و رقابت تعریف میں بدل گیا لستھام واقعی قابل تعریف اور پرکشش خصوصیت کا مالک تھا۔ ٹھنڈے مزاج کا۔ پرسکون نڈر اور ایک عمدہ مقرر۔ اس کے جذبات اس کے اختیار میں تھے۔ وہ جیسے جذبات چاہتا اپنے چہرے اور آنکھوں میں لے آتا تھا۔ مخالفوں کے بے ہودہ اعتراضات اور چبھتے ہوئے جملے نہ تو اسے پریشان کرتے تھے اور نہ بوکھلا سکتے تھے وہ مخالفوں کے کمزور پہلوؤں کو بڑی مہارت سے اجاگر کر سکتا تھا اور نہ صرف اپنی غلطیوں کا ادراک کر سکتا تھا بلکہ ان سے ان کی غلطیاں قبول بھی کروا لیتا تھا۔ وہ حیرت انگیز حد تک پرسکون اور صاف گو تھا اور غالباً یہی اس کی کامیابی کا راز تھا۔

"مارجورے نے اس شخص کو اپنے لئے پسند کر کے غلطی نہیں کی ہے" میں نے اپنے آپ سے کہا۔

مخالفت کے طوفان میں وہ بڑی بہادری سے ڈٹا رہا اور ایک ماہر باز تائٹ کی طرح اس کا مقابلہ کرتا رہا۔ اسے اس عالم میں دیکھ کے کوئی بھی لڑکی لستھام کو اپنا ہیرو بنا سکتی تھی اور مارجورے نے اسے اپنا ہیرو بنا لیا تھا۔

اس کی تقریر بڑی پرزور تھی جو سامعین سے بار بار تالیاں پٹوا رہی تھی۔ جب وہ تقریر کر کے اپنی نشست پر بیٹھ گیا تو تالیوں کے شور سے دارالعوام کی چھت اڑ گئی۔ اس شخص کو لوگوں پر چھا جانے کا گر معلوم تھا۔ مخالف یوں خاموش تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ لستھام میرا رقیب تھا تاہم مجھے اس کی خداداد قابلیتوں کا اعتراف کرنا ہی پڑا۔

دفعتہً کہیں سے مارجورے نکل کر میرے سامنے آ گئی۔ مارے خوشی کے اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔

"تو آخر تم آ گئے؟ سچ کہنا کیسی تقریر تھی اس کی؟ یہ بھی خدا کی ایک دین ہے اور اس دین کو نیک مقصد کے لئے استعمال کرنا کیسی عظیم بات ہے۔ اب کچھ تو بولو۔ یہ خاموشی تمہاری فطرت کے خلاف ہے تم بڑے زندہ دل آدمی ہونے کے علاوہ خاصے بلند نظر اور وسیع القلب ہو۔"

مارجورے مجھ سے اپنے پیارے کی تعریف سننا چاہتی تھی۔

"ہاں۔ اچھی تقریر کر لیتا ہے"

"کیا مطلب؟" اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور اس نے حقارت سے میری طرف دیکھا "تم جلتے ہو اس سے اور اس کی خوبیوں کی داد نہ دے کر دراصل تم خود اپنے احساس کمتری کا ثبوت دے رہے ہو۔ بالفرض محال اگر تم احساس کمتری میں مبتلا ہو گئے تو اس کا اعتراف کرنا عقلمندی کی دلیل نہیں۔

لسٹلھام کی تقریر ہر طرح سے بے حد عمدہ اور پرتاثیر تھی اور چونکہ تم اسے سراہ نہیں رہے ہو اس سے ثابت ہوا کہ تم نہایت بدذوق ہو اور تنقیدی نظر نہیں رکھتے۔"

بہرحال لسٹلھام کے سامعین میں ایک ہستی تو ایسی ہے جو نہایت اعلیٰ ذوق اور نکھری ہوئی تنقیدی نظر رکھتی ہے۔ چنانچہ جو بھی تمہارے اعلیٰ ذوق اور تنقیدی نظر کا معترف نہ ہو وہ تو بیچارا دنیا کا احمق ترین شخص ہے۔"

میرا خیال تھا کہ وہ مارے غصہ کے پاگل ہو جائے گی اور دارالعوام میں موجود سامعین اور اراکین ایک نہایت ہی دلچسپ قسم کا ناٹک دیکھنے کو ترس جائیں گے۔ لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔ اس کے برخلاف اس نے ہنس کر اپنا ایک ہاتھ میرے کندھے پر رکھ دیا۔

"بیچارا سنڈلی۔ میں تمہاری ذہنی کیفیت سے واقف ہوں اور مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ غالباً تم نہیں جانتے کہ تم اس بچے کی طرح ہو جو پٹ کر آنے سے پہلے خود اپنی ناک اونچی رکھتا ہے اور بڑبڑاتا ہے کہ میں نے اسے دھو سے اور چالبازی سے پیٹ ڈالا ہے۔ خیر کوئی بات نہیں ابھی تم بچے ہو۔ بڑے ہو جاؤ گے تو بردباری اور شان سے پٹنا سیکھ جاؤ گے۔"

مارجورے نے ان چبھتے ہوئے فقروں سے مجھے آگ بگولا کر دیا۔ یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ معصوم لڑکی طنز کے ایسے تیر بھی چلا سکتی ہے۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو مجھ سے پہلے خود تم بہت کچھ سیکھ لو گی۔" میں نے لسٹلھام کی صبح والی حالت کا تصور کر کے کہا۔

"کیا مطلب؟"

اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا لسٹلھام وہاں آ دھمکا۔

"معاف کرنا تمہیں میرا انتظار کرنا پڑا۔ دراصل مجھے وہاں ضرورت سے زیادہ دیر ہو گئی۔" وہ بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ لیکن اب چلنا چاہئے۔ دراصل اس جگہ تمہارا انتظار دلچسپ ہونے کے بجائے بیزارکن ثابت ہوا ہے۔" مارجورے نے شرارت سے میری طرف دیکھا اور اب لسٹلھام کی نظر بھی مجھ پر پڑی۔

"ارے تم اور یہاں! تم اکثر یہاں نہیں آتے۔"

"جی ہاں نہیں آتا کیونکہ میرے پاس فضول وقت نہیں ہے کہ اسے ضائع کرتا پھروں۔"

"میرے خیال میں یہاں آنا وقت ضائع کرنا نہیں ہے۔ تاہم جب بھی تمہارے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت ہو یہاں آ جایا کرو۔ کچھ نہ کچھ سیکھ ہی جاؤ گے۔"

"شکریہ۔ بہت کچھ سیکھ لیا ہے اور جو باقی ہے وہ سیکھ لوں گا۔ امید ہے اب تمہاری طبیعت اچھی ہو گی۔ صبح جب ہماری ملاقات ہوئی تھی تو تم کچھ بیمار سے تھے۔"

لسٹلھام کی آنکھیں بجھ سی گئیں اور اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ لیکن وہ فوراً ہی سنبھلا۔ اس کے بشرے سے نہ حیرت عیاں تھی اور نہ خوف۔

"شکریہ۔ اب اچھا ہوں۔"

لیکن مارجورے نے اندازہ لگا لیا کہ میری اس مزاج پرسی میں کوئی گہرے معنی پوشیدہ ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ میں لسٹلھام سے جھگڑا کرنا چاہتا ہوں۔

"چلو بھئی یہاں سے اس وقت تو مسٹر تھرٹن کی طبیعت کچھ خراب معلوم ہوتی ہے۔" وہ بولی۔

ابھی اس نے اپنا ہاتھ لسٹلھام کے ہاتھ میں دیا ہی تھا کہ مارجورے کے والد بزرگوار طوفان میں گھری ہوئی کشتی کی طرح ڈولتے ڈولتے وہاں آ پہنچے بڑے میاں نے اپنی بیٹی کی طرف یوں دیکھا جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ کنواری کے ہاتھ سے لٹکی ہوئی چیز بندریا نہیں بلکہ خود ان کی نورِ نظر ہے۔

"میرا تو خیال تھا کہ تم ڈچز کے یہاں رقص میں گئی ہوئی ہو۔" بڑے میاں نے کہا۔

"میں وہیں گئی تھی۔ لیکن اب یہاں آ گئی ہوں۔"

"ایں۔ یعنی "مسٹر جافری لنڈن ہکلانے لگے اور ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ جب وہ غصہ ہوتے تھے تو ان کی ایسی ہی حالت ہو جاتی تھی۔ "ک۔ کک۔ کیا مطلب ہے۔ تم۔ تم۔ تمہارا کہ تم یہاں ہو؟ ب۔ ب بھی کہاں ہے گویا کہ؟"

"جہاں اسے ہونا چاہئے" مارجورے نے بغاوت کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔ "کک۔ کک۔ کیا مطلب گویا کہ؟"

"باہر میری منتظر کھڑی ہوگی۔ بشرطیکہ چھوڑ کے اسے کہیں بھاگ نہ گئے ہوں۔"

"تت۔ تت۔ تو چلو۔ مم۔ مم میں تمہیں لے چلتا ہوں اس تک گویا کہ۔ تمہارا اسے ایسی واہیات۔ ج۔ ج۔ جگہ آنا مجھے پپ۔ پسند نہیں گویا کہ"

"آپ تکلیف نہ کریں ابا جان۔ مسٹر لسٹلھام مجھے بھی تک بخیر و خوبی پہنچا دیں گے۔ اچھا میں چلتی ہوں"

اور وہ اپنے عاشق کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلی گئی اور بڑے میاں بیچارے "گستاخ لڑکی" کہہ کر خاموش ہو گئے۔ اور کہتے ہیں کہ تہذیب و تمدن اپنے عروج پر ہے اور لوگ شور مچا رہے ہیں کہ صنف نازک کو ہر طرح کی آزادی ملنی چاہئے۔ اب اس سے زیادہ آزادی کیا ہوگی کہ ایک لڑکی اپنے باپ تک کو خاطر میں نہیں لاتی۔ شریف والدین کے لئے وہ بڑا ہی عبرت انگیز منظر تھا کہ باپ شکست خوردہ اور خجل کھڑا ہوا تھا۔ اور صاحبزادی اپنے عاشق کے ہاتھ پر ٹکی ہنستی اور قہقہے لگاتی چلی جا رہی تھی۔

مسٹر لنڈن خاموش کھڑے ان دونوں کو جاتے دیکھتے رہے ان کا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ چہرے کی رگیں ابھر آئی تھیں اور سختی سے بھینچے ہوئے ہونٹوں کے کونے کانپ رہے تھے۔ جب مارجورے اور لسٹلھام نظروں سے اوجھل ہو گئے تو بڑے میاں میری طرف گھوم گئے اور بولے۔

"الو کا پٹھا، گدھا، کمینہ گویا کہ۔"

ظاہر ہے کہ معزز حضرات مجھے نہیں بلکہ اس شریف زادے کو عطا ہو رہے تھے جو ان کے سامنے ان کی صاحبزادی کو لے اڑا تھا۔

"آج صبح ہی" وہ پھنکارے "مم۔ میں نے اس الو کی پٹھی سے کہا تھا کہ وہ اس لن۔ لن تالاش

سے منہ سے ایک نہ ایک دن۔ م۔ م میں اسے اس کے منہ پر الو کا پٹھا کہہ دوں گا گویا کہ وہ اسے میرے سامنے لے کر چلتا بنا۔ گویا کہ مجھ کو کیا سمجھا ہے۔ ام۔ م۔ م مجھ۔"

وہ جھلا رہے تھے۔

اور اپنے دونوں ہاتھوں کے گھونسے اپنے کوٹ کی جیبوں میں ٹھونس کر وہ بڑبڑاتے ہوئے انجن کی طرح چھک چھکاتے، بھناتے اور پیر پٹختے یہاں سے چل دیئے اور یہ اچھا ہی ہوا کہ وہ وہاں سے چلے گئے کیونکہ ان کی آواز خطرناک حد تک اونچی ہو گئی تھی اور لوگ ہنس ہنس کے ہماری طرف دیکھنے لگے تھے۔

جب مسٹر لنڈن تشریف لے جا رہے تھے تو مسٹر پری تشریف لا رہے تھے۔ حسب معمول وہ سہما گھبرایا ہوا اور پریشان تھا۔

"وہ۔ وہ۔ لسنگھام کے ساتھ چلی گئی۔ دیکھا تم نے؟"

"دیکھا میرے دوست پری! خوب اچھی طرح دیکھا۔ ان بیکار کی فکروں کو چھوڑو۔ کون کس کے ساتھ گیا اور کون کس کے ساتھ نہ گیا۔ چنانچہ اصول تاشے بجاؤ اور چلو یہاں سے۔"

میں پری کے ساتھ ہالی ووڈ ہوٹل پہنچا اور اپنی طرف سے اسے کھانا پیش کیا۔ ہم دونوں کھانا کھاتے رہے۔ میں خاموش تھا۔ لیکن پری اپنی بدبختی کا رونا رو رہا تھا اور ساری دنیا سے بیزار معلوم ہوتا تھا۔ ہم خوب ڈٹ کر کھا رہا تھا اس نے بتایا کہ دنیا کے سب جاندار اس کے دشمن ہیں، قسمت کی دیوی اس سے روٹھ گئی ہے اور یہ کہ وہ خودکشی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اسے شامپین کے دو جام دیئے۔ جنہیں وہ یوں چڑھا گیا جیسے دوائی پی رہا ہو۔

میں نے اس سے کہا کہ وہ میرے ساتھ میری تجربہ گاہ میں چلے جہاں میں اسے اپنی ایجادات دکھا کر اس کا دل بہلانے کی کوشش کروں گا۔ وہ تیار ہو گیا چنانچہ ہم دونوں کرائے کے تانگہ میں سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف چلے۔ راستے میں ایک بڑی سی کالی بلی بھٹکتی نظر آئی۔ میں تانگہ رکوا کے اترا اور بلی کو پکڑ کے پھر تانگہ میں بیٹھ گیا۔

جب ہم اپنی تجربہ گاہ میں پہنچے تو میں نے بلی کو کانچ کے ایک مرتبان میں بند کر دیا۔ پری حیرت سے کبھی مجھے دیکھ رہا تھا اور کبھی بلی کو۔

"اس بلی کو تم نے اس مرتبان میں کیوں بند کر دیا ہے یار۔ بہتر ہو گا کہ اس بیچاری کو چھوڑ دو" پری نے کہا۔

"کیوں چھوڑ دوں اسے؟ جانتے ہو یہ کس کی بلی ہے؟"

"نہیں تو۔ آج پہلی دفعہ اس سے شرف ملاقات حاصل کر رہا ہوں۔"

"یہ مس پال لسنگھام کی ہے۔"

"جناب! اسی پال لسنگھام کی جس نے آج دار العوام میں دھواں دار تقریر کی اور پھر مارجوری کو لے اڑا۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ اسی کی بلی ہے۔"

"مجھے معلوم تو نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ اس کی بلی نہیں ہے تو ہم اسے اس کی بلی تصور کئے لیتے ہیں۔ چونکہ یہ بلی اس کے گھر کے قریب بھٹک رہی تھی اس لئے مان لو کہ یہ اسی کی ہے۔ اب چونکہ یہ بلی ہے میں لسنگھام کو اس مرتبان میں بند نہیں کر سکتا۔ اس کی بلی بند کر دی ہے۔ تو یوں سمجھ لو نہ سہی اس کا کتا سہی۔"

"لیکن اسے مرتبان میں کیوں بند کیا گیا ہے؟"

"یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔ اب یہ دیکھو بلی کتنی خوش معلوم ہو رہی ہے۔"

"مجھے تو ذرا بھی خوش نہیں معلوم ہو رہی ہے غریب۔"

"میرے عزیز پری۔ جانور عجیب عجیب طرح سے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں چونکہ یہ بلی جوان ہوئی اور سہمی ہوئی ہے۔ اس لئے تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ یہ اس طرح خوشی کا اظہار کر رہی ہے۔"

"یار تمہاری منطق میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

وہ بلی تو جیسے پاگل ہو گئی تھی۔ وہ مرتبان میں اچھل کود رہی تھی۔ مرتبان کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھی۔ اور غرا رہی تھی۔

"بہت خوش ہے یہ بلی۔" میں نے کہا۔

"تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ خوش ہونے کا یہ نرالا طریقہ ہے۔"

"بلیوں کے علاوہ ہم انسانوں کے خوش ہونے کے بھی عجیب طریقے ہیں اچھا اب ہوشیار۔ اچھا اب ذرا اس کھلونے کو دیکھو اس قسم کے کھلونے تم نے پہلے بھی دیکھے ہوں گے۔ یہ چھوٹی سی بندوق ہے جس کے پچھلے حصہ میں اسپرنگ لگا ہوا ہے اس اسپرنگ کو کھینچو۔ اس کارتوس کو نالی میں ڈالو۔ اسپرنگ چھوڑ دو اور جناب بندوق چل جائے گی۔ اب میں اس تجوری کو کھولوں گا جو اس دیوار میں جڑی ہوئی ہے۔ دیکھو! تجوری بہت زیادہ مضبوط بنائی گئی ہے۔ اس تجوری میں میرا خزانہ ہے۔ وہ مجھے بے حد عزیز ہونے کے علاوہ بے حد خطرناک ہے۔ اس چور پر مجھے رحم آتا ہے جو کبھی انجانے میں اس تجوری کا قفل توڑ کر میرا خزانہ چرانے کی کوشش کرے گا۔ اچھا اب دیکھو اس تجوری میں۔ دیکھا! اس میں چھوٹی چھوٹی گیندیں کانچ کی ہیں اور ہر گیند ایک الگ خانے میں رکھی ہوئی ہے۔ گیندیں شفاف ہیں۔ تم ان کے آر پار دیکھ سکتے ہو۔ یہ ہیں وہ ننھی سی ٹکیاں۔ یعنی نمونے کے گیند۔ ان میں نہ تو پھٹ پڑنے والا مادہ ہے اور نہ ہی اس قسم کی کوئی چیز۔ اس کے باوجود تم ان ٹکیوں کو کسی جگہ پھینک دو تو یہ تباہی مچا دیں گی۔ لو ایک ٹکیہ تم لو۔ تم کہتے ہو کہ تم دنیا سے بیزار ہو گئے ہو اور خودکشی کرنے کا ارادہ کر رہے ہو۔ اس ٹکیہ کو اپنی ناک کے قریب لے جا کر انگلی سے دبا کے رگڑ دو اور تم فوراً ہی اس دنیا میں پہنچ جاؤ گے۔ جہاں نہ دشمن ہیں اور نہ بیزاری بلکہ سکون ہی سکون ہے۔"

پری نہایت ہی بدحواس ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"میں نہیں جانتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ مجھے نہیں چاہئے یہ ٹکیا۔ اسے اپنے پاس ہی رکھو۔"

"سوچ لو۔ پھر ایسا موقع نہ آئے گا۔"

"نہیں چاہئے مجھے یہ ٹکیہ۔"

"بہت اچھا۔ لو اب ہم اس ہی پر آزمائیں گے۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو۔ جانے دو اس بیچاری کو۔"

"یہ بیچاری جا رہی ہے۔ اس دنیا میں جا رہی ہے جو بہت نزدیک ہوتے ہوئے بھی بہت دور ہے۔ ذرا غور سے دیکھو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ بندوق۔ یہ حلوہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے اس کی لبلبی اوپر تک کھینچ رکھی ہے۔ اب میں یہ ٹکیہ اس نالی میں ڈال رہا ہوں۔ اب دیکھو میں نالی کو اس سوراخ میں ڈال رہا ہوں۔ جو مرتبان کی دیوار میں بنا ہوا ہے اور اس مرتبان میں تمہاری پیاری دوست کی بلی بند ہے۔ بندوق کی نالی کیا ٹھیک بیٹھی ہے اس سوراخ میں۔ لو اب میں لبلبی چھوڑنے جا رہا ہوں۔ چنانچہ غور سے دیکھو۔"

"آتھرٹن! جانے دو اس بیچاری کو۔"

"یہ بیچاری چلی گئی۔ ٹکیہ نالی میں سے نکل کر مرتبان کی چھت سے ٹکرائی ہے اور ٹوٹ کر پیندے میں گری ہے۔ اور آنکھوں والو دیکھو کہ بلی مردہ پڑی ہے۔ اب ذرا سوچو اور اس تباہ کن بم کی تباہی کا تصور کرو جس میں وہ گیس بھری ہوئی ہو گی جس کا نام آتھرٹن کی جادوئی گیس ہو گا اور یہ گیس ایک سو میل تک کی توپ سے پھینکی جائے گی۔ اور اس گیس کا گولہ دشمن کی فوج یا دشمن کے شہر میں پھٹ پڑے گا اور لوگ مکھیوں کی طرح مر جائیں گے۔ عورتیں، مرد، جوان، بوڑھے، پرندے، چرندے، درندے، نباتات، جمادات سب ختم ہو جائیں گے۔ اور میرا نام بلند ہو گا۔ ہزاروں بے گناہوں کی جانیں لے کر ایک شخص عروج حاصل کر سکتا ہے۔ آفریں ہے جدید سائنس کی ترقیوں کو۔"

"میں جا رہا ہوں۔ میری طبیعت گھبرا رہی ہے۔" وحشت زدہ پری نے کہا۔

"گھبرا کیوں رہے ہو؟ ڈر رہے ہو مجھ سے؟ میرے دوست میں تمہاری معلومات میں اضافہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ تمہیں تو میرا احسان مند ہونا چاہئے لو اپنا جام خالی کرو۔"

میں نے لبریز جام اس کی طرف بڑھایا۔ وہ شراب کا آخری قطرہ تک پی گیا لیکن اس کے اعصاب سکون پذیر نہ ہوئے۔ چنانچہ اس نے بے حد غصے کے عالم میں جام اٹھا کے دے مارا۔ بدقسمتی سے میں نے دوسری ٹکیہ میز پر رکھ دی تھی۔ جام میز کے کونے سے ٹکرایا اور ایک دھکے کے ساتھ ٹکیہ لڑھکتی ہوئی میز کے کنارے کی طرف چلی گئی اور میں نے دیکھا کہ میری اور پری کی موت قریب تھی۔ ٹکیہ کو روکنے کے لئے میں میز کی طرف دوڑا لیکن اس سے پہلے کہ میں اس تک پہنچتا وہ میز پر سے عین پری کے قدموں میں گر کے ٹوٹ گئی اور اس میں سے گیس نکلنے لگی۔ میں پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا کہ پری اس ٹکیہ کے قریب سے ہٹ جائے لیکن وہ اللہ کا بندہ تو بت بنا کھڑا تھا۔ اور اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ میں کیوں شور مچا رہا ہوں۔

فوراً ہی پری کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ آگے کی طرف جھکا اور دھڑام سے اوندھے منہ گرا۔ میں نے تیزی سے آگے بڑھ کر بے ہوش یا شاید مردہ پری کے دونوں ہاتھ پکڑے اور اسے گھسیٹتا ہوا اس دروازے کے قریب لے آیا جو صحن میں کھلتا تھا۔ میں نے جلدی سے دروازہ کھولا اور پری کو باہر گھسیٹ لیا۔

ابھی میں پری کو صحن میں لایا ہی تھا کہ خدا جانے کہاں سے ایک پراسرار سایہ نکل کے میرے سامنے کھڑا ہوا۔ میں نے نظر اٹھا کے دیکھا اور مبہوت رہ گیا۔ یہ وہی تھا۔ لشکر کا مشرقی دوست یعنی عرب جو مجھ سے ملنے آیا تھا۔

صحن میں چونکہ اندھیرا تھا اور میں تجربہ گاہ کے اجالے میں سے اندھیرے میں آ گیا تھا۔ اس لئے چند دیر تو مجھے کچھ نظر ہی نہ آیا۔ جب میری آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو میں نے اپنے پراسرار ملاقاتی کو پہچانا۔ وہ اپنا وہی جبہ پہنے ہوئے تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہیبتناک خواب کا کوئی ہیولا حقیقت بن کے ہماری دنیا میں آ گیا ہو۔ اور پھر میرا سر چکرانے لگا۔

میں نے اس وقت جب کہ ٹکیہ فرش پر گری تھی۔ [illegible] بند کر لیا تھا۔ میرا ابھی پری کا سا حال ہو جاتا۔ چنانچہ کھلی ہوا میں نکل آنے سے میں اس ایک گھڑی [illegible] ہوئی تو میں بھی دوسری دنیا میں پہنچ گیا ہوتا۔

چنانچہ بہت دیر تک سانس روکے رکھنے کی وجہ سے میرا سر گھوم رہا تھا اور آنکھوں کے سامنے تارے سے ناچ رہے تھے۔ چنانچہ یوں ہوا کہ میں نے جب پری کو زمین پر لٹایا تو میں بھی لڑکھڑا کے اس پر گرا اور مجھ پر بے ہوشی سی طاری ہونے لگی اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بے ہوش ہوتے وقت میں نے انتہائی خوشی اور احسان مندی سے کہا تھا۔

"آتھرٹن کی جادوئی گیس۔"

اور میرے ہوش میں آنے کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ مجھے احساس ہوا کہ کسی کی باہیں مجھے سہارا دیئے ہوئے تھیں۔ ایک اجنبی چہرہ مجھ پر جھکا ہوا تھا۔ اور وہ بے حد عجیب اور غیر معمولی قسم کی آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔

"کون ہو تم؟" میں نے پوچھا۔

اور پھر میں نے اسے پہچان لیا۔ وہ میرے ان بلائے مہمان کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ وہی پراسرار مشرقی میں نے بڑی کوششوں کے بعد اپنے آپ کو اس کی باہوں سے الگ کیا اور پھر پری کی طرف دیکھا جو میرے قریب ہی زمین پر مردے کی طرح پڑا ہوا تھا۔

"خدایا! کہیں مر تو نہیں گیا؟" پری، میرے دوست! اٹھو۔ اس ٹکیہ کا اثر ایسا زبردست نہیں۔

ملتا۔"

لیکن اس نکتے کا اثر ایسا زبردست تھا۔ میں نے پری کے سینے پر اپنا ایک کان رکھ دیا۔ میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ لیکن پری کا دل تو ساکت تھا، بے حس و حرکت۔

میرے خدا پری مر چکا ہے اور اس کا قاتل میں تھا۔ کاش میں نے اسے اپنے ساتھ نہ لایا ہوتا۔

جب میں خاموش بیٹھا بے وقوفوں کی طرح اپنے دوست کے بے جان جسم کو دیکھ رہا تھا تو وہ پراسرار شرقی آگے بڑھا اور اس نے پری کو چت لٹا دیا۔ اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں کے نیچے سے ... اور خود پری پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔ اس طرح اس کا سینہ پری کے سینے سے لگا ہوا تھا اور پھر اس شرقی نے اپنے باہر کو نکلے ہوئے گھناؤنے ہونٹ پری کے ہونٹوں پر رکھ دیئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پری کے بدن میں حیات پھونک رہا تھا۔ کسی کو یقین نہ آئے گا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ شرقی پری کے مردہ بدن میں حیات پھونک رہا تھا۔ میں وحشت زدہ سا بیٹھا تھا کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے پری کے بدن میں تھرتھری پڑ گئی۔ پھر اس کے اعضا اینٹھنے لگے۔ پھر اس پر تشنج طاری ہو گیا۔ اس کا جسم کمان ... اور اس نے ایک لمبی مروڑی کی۔ اجنبی اس پر سے ہٹ کر زمین پر ... میں نے جھک کر پری کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی اس کی حالت اطمینان بخش نہ تھی۔ اس کے چہرے کے پٹھے سخت اور اکڑے ہوئے تھے۔ جلد کی رنگت زرد تھی۔ ادھ کھلے ہونٹوں میں سے اس کے دانت اور کھلی ہوئی آنکھوں میں سفیدی نظر آ رہی تھی جس نے اس کے چہرے کو بڑی حد تک بھیانک بنا دیا تھا۔

اجنبی نے شاید میری دلی کیفیت کا اندازہ لگا لیا۔ وہ چند ثانیوں تک مجھے خاموشی سے دیکھتا رہا اور پھر پری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"گھبراؤ نہیں۔ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیسے یقین کر لوں؟"

اجنبی نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ وہ جدید سائنس کی ترقیوں کے شاہکار کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور اپنا ایک ہاتھ پری کے چہرے پر پھیرنے لگا۔ اوپر سے نیچے تک اور پھر نیچے سے اوپر تک۔ اور پھر یکایک جیسے جادو کے اثر سے پری کے چہرے پر سے مردنی غائب ہو گئی۔ اس کے چہرے کی ساری کرختگی اور ہیبت ناکی اور مردنی غائب ہو گئی۔ اب اس کی آنکھیں بند تھیں اور منہ بھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ گہری پرسکون نیند سو رہا ہے۔

"یہ۔ یہ۔ تم نے یہ کیا جادو کر دیا؟" میں نے پوچھا۔

"اس سے تمہیں کیا؟ بہرحال تمہارا دوست اچھا ہو جائے گا۔"

اگر یہ سپنا نہیں تھا تو مجھے بعد میں پتا چلا کہ وہ پراسرار شرقی اپنے فن میں یکتا تھا۔ بارہ سیکنڈ میں اس نے پری کو نہ صرف دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔ (بشرطیکہ وہ مر چکا ہو) بلکہ اس کے چہرے پر سے موت کے آثار بھی مٹا دیئے تھے۔

"تمہارا دوست گہری نیند سو رہا ہے۔ جب وہ بیدار ہو گا تو گزرے ہوئے واقعات کو بھلا چکا ہو گا۔

اسے یہیں سونے دو۔ رات گرم اور ہوا خشک ہے چنانچہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

جیسا کہ اس اجنبی نے کہا تھا۔ رات گرم اور ہوا خشک تھی۔ چنانچہ اجنبی کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے میں نے پری کو صحن میں ہی سوتا ہوا چھوڑا اور اپنے پراسرار ملاقاتی کے ساتھ تجربہ گاہ میں آ گیا کہ اس سے گفتگو کر سکوں۔

•

تجربہ گاہ کا دروازہ بند تھا۔ پراسرار ملاقاتی دروازے سے ایک دو فٹ دور کھڑا تھا اور میں خود کمرے کے بیچ میں کھڑا ہوا تھا اور موقع غنیمت جان کے غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بے شک اجنبی جانتا تھا کہ میں اس کا جائزہ لے رہا تھا تاہم وہ بڑی بے پروائی اور اطمینان سے کھڑا ہوا تھا۔ اس میں تو کوئی شبہ نہ تھا کہ وہ مشرقی تھا۔ مشرقی ممالک سے متعلق میری معلومات خاصی وسیع ہیں اس کے باوجود میں یہ معلوم نہ کر سکا کہ وہ مشرق کے کون سے حصے سے تعلق رکھتا تھا۔ نہ تو وہ عرب تھا نہ مصری یا ایرانی اور نہ ہی وہ مسلمان معلوم ہوتا تھا۔ اس کے چہرے مہرے اور خود اس کی شخصیت میں کوئی خاص بات تھی جو اسے دنیا کے مسلمانوں عموماً اور مشرقی ممالک کے مسلمانوں سے خصوصاً مختلف بنا رہی تھی۔

جہاں تک صورت شکل کا تعلق ہے۔ وہ غالباً دنیا کا بدصورت ترین شخص تھا۔ اس کی چونچ جیسی ناک ہی اسے بدصورت بنانے کے لئے کافی تھی۔ اس کے ہونٹ آگے کی طرف نکلے ہوئے موٹے اور بے ڈھنگے تھے۔ ان ہونٹوں کے علاوہ اس کے خدوخال میں چند خصوصیات اتنی نمایاں تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی رگوں میں گردش کرتے ہوئے خون میں حبشی خون بھی موجود ہے۔ اب رہی اس کی عمر تو اس کے لئے صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ وہ قبل از تاریخ کے ان لوگوں میں سے معلوم ہوتا تھا جن کی طویل عمر کے متعلق عجیب و غریب روایتیں مشہور ہیں۔ یا ان لوگوں میں سے معلوم ہوتا تھا جو صدیوں تک زندہ رہنے کے بعد کسی کافرانہ طریقے سے اپنے آپ کو پھر جوان کر لیتے ہیں۔ یقین نہیں آتا تھا۔ وہ اتنا ہی عمر رسیدہ ہو گا جتنا کہ وہ نظر آ رہا تھا۔ بلکہ مجھے تو شبہ سا ہوا کہ وہ سرے سے بوڑھا ہی نہیں۔ کیونکہ بوڑھے کی آنکھیں ایسی نہیں ہوتیں جیسی کہ اس کی تھیں۔ اس کی چمکتی ہوئی گول آنکھیں کسی ایسے جانور یا کیڑے کی آنکھوں کی یاد دلا رہی تھیں جس سے میں واقف تھا۔ لیکن اس وقت مجھے یاد نہ آیا کہ ایسی آنکھیں کون سے جانور یا کیڑے کی ہوتی ہیں۔ ان آنکھوں میں عجیب طرح کی چمک تھی۔ وہ کسی اندرونی آگ سے سلگتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ایسی دیوانی چمک میں نے کبھی کسی کی آنکھوں میں نہ دیکھی تھی۔ چنانچہ ایسی آنکھوں کا مالک اور سب کچھ تو ہو سکتا ہے لیکن ملنسار اور مخلص نہیں ہو سکتا۔ مجھے یوں معلوم ہوا جیسے اس کی آنکھیں میری روح کی گہرائیوں میں جھانک کر میرے وہ راز معلوم کر رہی ہیں جن سے میں خود بھی واقف نہ تھا۔ ممکن ہے یہ میرا وہم ہو تاہم۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ اجنبی کسی کی طرف بھی چند سیکنڈ تک دیکھے

رہنے کے بعد اسے بے چین کر سکتا تھا۔

خوش قسمتی سے میں زبردست قوتِ ارادی اور آہنی اعصاب کا مالک ہوں غالباً اپنی انہی خصوصیات کی وجہ سے میں اپنے آپ کو سنبھال سکا۔ تاہم جب میں نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا تو مجھے شدت سے احساس ہوا کہ کسی قسم کی ان دیکھی لہریں اس کی آنکھوں میں سے نکل کر خود میری آنکھوں میں داخل ہو رہی تھیں۔

"تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں؟" آخرکار اس نے کہا۔

"میری صاف گوئی اگر تمہیں بری معلوم ہو تو مجھے معاف کرنا لیکن میں نہیں جانتا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔"

"تم اس سے محبت کرتے ہو۔"

میں نے یہ نہ پوچھا کہ میں کس سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں نہ چاہتا تھا کہ مارجوری کا پیارا نام اس کی ناپاک زبان ادا کرے۔

"تم اس سے محبت کرتے ہو۔" اس نے کہا۔ "لیکن وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے اور یہ بات اچھی نہیں ہے۔ لیکن اگر تم پسند کرو تو وہ تم سے محبت کرنے لگ جائے اور یہ اچھی بات ہوگی۔"

"اچھا۔ تو! لیکن یہ تو بتاؤ کہ اس اچھی بات کی تکمیل کس طرح ہوگی؟ یعنی یہ کیسے ہوگا کہ مارجوری کی محبت کا رخ یکایک ایک سے دوسرے شخص کی طرف ہو جائے گا؟ یہ تو محبت نہ ہوئی کوئی مرغ باد نما ہو گیا۔"

"اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور جو کچھ تم چاہتے ہو کہ مارجوری تمہاری ہو جائے اور یقین کرو وہ تمہاری ہو جائے گی۔"

اور ایک قدم آگے بڑھا کے اس نے اپنا دایاں ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔ میں شش و پنج میں پڑ گیا۔ اس مشرقی کی اس حرکت میں کوئی خاص بات تھی جس نے لمحہ بھر کے لئے مجھے مسحور کر دیا۔ دفعتہً مجھے وہ کہانیاں یاد آ گئیں جن میں کوئی شیطان سے مصالحت کر لیتا ہے اور پھر شیطان ہر برے کام میں اس کی مدد کرتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ مجھے احساس ہوا کہ میں شیطان یا کسی شیطانی قوت کے روبرو کھڑا ہوں میرے دماغ میں کئی یادیں تازہ ہو گئیں۔ یکایک اپنے آپ تازہ ہو گئیں اور مجھے احساس ہوا کہ یہ شخص مجھے اکسانے کے لئے خود اپنے زور سے میری ان یادوں کو تازہ کر رہا ہے۔ مجھے اس محبت کا خیال آیا جو مجھے مارجوری سے تھی۔ میں بے چین ہو گیا مارجوری کو اپنی آغوش میں لینے کی آرزو میرے دل میں کروٹیں لینے لگی۔ اس کے سرخ ہونٹوں کے لمس کیلئے میرے ہونٹ پھڑکنے لگے۔ میں نے مشرقی کی طرف دیکھا اور فوراً ہی اس کی آنکھوں میں سے ان دیکھی لہریں نکل کر میری آنکھوں میں داخل ہو گئیں اور میرا دماغ جلنے لگا اور اپنے مستقبل کی خوشگوار تصویریں میری آنکھوں کے سامنے ناچنے لگیں اور کسی نے میرے کان میں کہا:

"کیا سوچ رہے ہو؟ یہ ایک نادر موقع ہے مارجوری کو حاصل کر لو۔ حاصل کر لو۔" اور پھر میں نے

سوچا:

"کیا بکواس کر رہا ہے یہ شخص؟ کبھی ایسا ہوا ہے؟ ہو سکتا ہے کبھی؟ کیوں نہ اس شخص کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں؟ پھر کیا ہوگا یہ کہ یہ شخص کچھ نہ کر سکے گا اور خجل ہو کر پھر میرے پاس کبھی نہ آئے گا۔"

چنانچہ ایک عالمِ بے خودی میں میں اس کی طرف بڑھا۔ مشرقی کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔ لیکن ابھی میں دو قدم بڑھا تھا کہ ایک دم سے ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا۔ دفعتہً مجھے ہوش سا آ گیا۔ میرے دماغ پر چھائی ہوئی دھند یکایک چھٹ گئی۔ اور میں نے سوچا:

"میں ذلیل اور کمینہ ہوں۔ میں خود غرض ہوں۔ یہ آوارہ گرد بدمعاش ایک لڑکی کا نام لے کر مجھے بنا رہا ہے اور میں بن رہا ہوں۔ اسے اس کی جرأت کیونکر ہوئی۔ ہاں کیونکر ہوئی۔"

اور میں چیخا۔

"کمینے۔ بدمعاش۔ کیا سمجھ رکھا ہے تو نے مجھے؟"

میری دماغی کیفیت میں فوری تغیر ہوا۔ اور میرا جی چاہا کہ میں اس بدمعاش کے ناپاک وجود سے دنیا کو پاک کر دوں۔ یہ جذبہ اتنا شدید تھا کہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر اس کی طرف لپکا۔ فوراً ہی اس مشرقی نے اپنے اس ہاتھ کا جو میری طرف بڑھے ہوئے تھا رخ بدل دیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کے ہتھیلی میری طرف کر دی جیسے وہ مجھے روکنا چاہتا ہو اور یہ عجیب بات ہے کہ جیسے ہی اس نے یوں کیا میں رک گیا جیسے میرے سامنے آہنی دیوار آ گئی ہو۔

ایک لمحہ تک میں حیرت زدہ کھڑا رہا۔ لیکن پھر میں نے سنبھل کر آگے بڑھنے کی کوشش کی تو یہ عجیب انکشاف ہوا کہ میں اپنی جگہ سے ہل تک نہ سکتا تھا۔ چند ثانیوں تک میں پیر اٹھانے کی کوشش کرتا رہا۔ اور پھر یہ کوشش بھی ترک کر دی کیونکہ حقیقت میں میرے پاؤں زمین میں گڑ گئے تھے۔ میں خالی الذہن کھڑا پھٹی پھٹی آنکھوں سے مشرقی کی صورت تک رہا تھا۔ اور پھر مجھے احساس ہوا کہ وہ بدمعاش مجھے ہپناٹائز کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈی سی لہر دوڑ گئی۔ اگر میں عین وقت پر سنبھل نہ گیا ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا۔ میں نے اپنے پراسرار ملاقاتی کی قوتوں کا اندازہ لگانے میں سخت غلطی کی تھی۔ وہ حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین قوتوں کا مالک تھا یقیناً وہ اپنے فن کا استاد تھا۔

میرا خیال ہے کہ اس نے یقین کر لیا تھا کہ اب میں پوری طرح اس کے اختیار میں ہوں۔ چنانچہ جب میں کوشش کر کے پیچھے ہٹا اور میز سے ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا تو میرا خیال ہے کہ میں نے اسے کانپتے دیکھا۔ اسے غالباً اس بات پر غصہ آ گیا تھا کہ میں اب تک آپ اپنی مرضی کا مالک تھا۔ میں خاموش تھا۔ بڑی کوششوں کے بعد میں اپنے حواس میں آ سکا اور میں نے فیصلہ کیا کہ اب میں اپنی قوتوں کا مظاہرہ کر کے اسے دکھا دوں گا کہ اس کا سابقہ کسی ایسے ویسے شخص سے نہیں پڑا۔

"دوست! پھر کبھی مجھ پر اپنی شعبدہ بازی آزمانے کی کوشش نہ کرنا" میں نے کہا۔

"کیسی شعبدہ بازی؟"

"بکومت۔ اگر تم جادوگر ہو تو میں جادوگر کا باپ ہوں۔ چشم زدن میں تمہیں جلا کر خاک کر دوں گا۔"

میرے پیچھے بجلی کی ایک مشین تھی جو نہایت تیز و تند شعلہ اگلتی تھی۔ اس مشین کو چلانے کا بٹن اس میز کے کونے پر تھا جس کا سہارا لئے میں کھڑا ہوا تھا۔ اپنی جگہ سے ہلے بغیر میں اپنا ہاتھ اس بٹن تک پہنچا سکتا تھا۔ چنانچہ مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ میں اپنی دھمکی کو زوردار بنانے کے لئے اس مشین کو چلا دوں چنانچہ میں نے ہاتھ بڑھا کے بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی مشین نے بجلی کا سرخ و سفید شعلہ اگلا جو بجلی کے کوندے کی طرح شرقی کی طرف لپکا۔ اس شعلے کو دیکھتے ہی شرقی کی جو حالت ہوئی وہ خلاف توقع تھی۔ اس کے بشرے سے انتہائی خوف کے آثار ہویدا ہوئے۔ وہ شعلے کے سامنے سجدہ میں گر گیا۔ پھر اٹھا اور کمر تک جھک کر غلاموں کی طرح سلام کرنے لگا۔

"رحم۔ میرے آقا۔ رحم"

میں اس کے اس فوری تغیر پر حیران تھا۔ تاہم میں نے موقع غنیمت سمجھا اور کڑک کے کہا۔

"آئندہ سے ہوشیار رہنا۔ تم اپنے آپ کو بڑا جادوگر سمجھتے ہو۔ لیکن اب تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں بھی کچھ کم نہیں ہوں۔ اس وقت تو تم میرے اختیار میں ہو۔ کیونکہ اس کمرے میں جہاں میرے جادو کا ہر سامان موجود ہے اور ایسا جادوگر ہوں کہ تم جیسے ہزاروں سے ناک رگڑوا سکتا ہوں۔

دیکھو۔ اور دیکھو۔

میں نے الماری میں سے بوتل نکالی اس کا ڈاٹ کھولا اور آتش گیر مادے کے چند قطرے فرش پر گرا دیئے۔ فوراً ہی نیلے نیلے شعلے بھڑک اٹھے اور ساتھ ہی اندھا کر دینے والا دھواں کمرے میں پھیل گیا۔ سائنس دانوں نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس بوتل میں فاسفورس پرومائڈ کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ لیکن اس معمولی چیز نے میرے پراسرار ملاقاتی پر عجیب اثر کیا۔ اگر میری آنکھیں اور میرے کانوں نے مجھے دھوکا نہیں دیا تو میں نے دیکھا کہ فاسفورس کے شعلوں کو دیکھتے ہی وہ شرقی انتہائی خوف کے عالم میں نہایت زور سے چیخا اور یکایک غائب ہو گیا۔ کیسے؟ کہاں اور کس طرح یہ میں نہیں کہہ سکتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا تھا۔ کیونکہ کمرے میں کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا تھا۔ البتہ وہ جہاں کھڑا تھا عین اس کی جگہ کوئی چھوٹی سی چیز فرش پر پڑی اضطراب اور بے چینی کے عالم میں اچھل اور تڑپ رہی تھی۔ ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ شرقی کے غائب ہوتے ہی نہ صرف فاسفورس کے شعلے بلکہ تجربہ گاہ کی بتیاں بھی اپنے آپ مدھم ہو گئیں۔ اور اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھ کے فرش پر تڑپتی ہوئی اس چیز کی طرف دیکھتا بتیاں پھر جل اٹھیں۔ فاسفورس کے شعلے مدھم ہو کر بجھ گئے اور میں نے حیرت سے دیکھا کہ میرا پراسرار ملاقاتی پھر آ موجود ہوا تھا اور گھٹنوں کے بل بیٹھا بار بار اپنا ماتھا زمین پر ٹیک رہا تھا۔

"میرے آقا۔ میرے آقا" وہ گڑگڑایا۔ "مجھ پر رحم کرو۔ میں تمہارا غلام ہوں۔"

"بے شک تم میرے غلام ہو" میں نے کڑک کر کہا حالانکہ خود میرے دل کا خدا ہی حافظ تھا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس وقت وہ شرقی زیادہ خوفزدہ اور گھبرایا ہوا تھا کہ میں۔ اور اگر میں زیادہ خوفزدہ اور گھبرایا ہوا

تھا تو میں نے اپنے ان جذبات کا اظہار نہ کیا تھا۔ اس کے برخلاف شرقی اپنے جذبات کو چھپا نہ سکا تھا اور یہ واقعی عجیب بات تھی کہ وہ شخص جو ایسی زبردست اور غیر معمولی قوتوں کا مالک ہو کہ محض ہاتھ اٹھا کے میرے سامنے نظر نہ آنے والی آہنی دیوار پیدا کر کے مجھے روک دے۔ وہی شخص ایک شعلے کو دیکھ کے یوں خوفزدہ ہو جائے اور گھبرا جائے کہ اپنے آپ کو میری غلامی میں دے دے یہ واقعی عجیب اور قابل غور بات تھی۔ لیکن یہ غور کرنے اور حیران ہونے کا وقت نہ تھا۔

"بس۔ اٹھو میں کر چا۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اب میں بڑی دلچسپی سے اپنے اس پراسرار غلام کا جائزہ لے رہا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نظر بندی کا شکار ہو گیا تھا یا کوئی اور بات تھی لیکن یہ حقیقت تھی کہ وہ میرے سامنے سے سچ مچ غائب ہو گیا تھا۔ اگر یہ نظر بندی یا شعبدہ تھا تو کس قسم کا تھا؟ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ غائب ہو گیا تھا۔ لیکن کس طرح؟ کون سی قوتیں تھیں اس کے پاس؟ اور اگر واقعی وہ ایسی زبردست قوتوں کا مالک تھا کیا اپنے آپ کو غائب کر سکتا تھا تو ایک شعلے کو دیکھ کر کیوں سہم گیا تھا؟ اور وہ کیا چیز تھی جو اس کے غائب ہونے کے بعد فرش پر پڑی تڑپ رہی تھی؟

اس اثنا میں وہ خاموش اور شکست خوردہ سا کھڑا تھا۔ اس کی گردن جھکی ہوئی۔ نظر فرش پر جمی ہوئی۔ اور دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے۔ مجھے یاد آیا کہ قدیم مصری تصویروں میں فراعنہ کے ہاتھ اسی طرح سینے پر رکھے ہوئے ہیں اور یہ کہ مصر قدیم کی حنوط شدہ لاشوں کے ہاتھ بھی اسی طرح سینے پر رکھے ہوتے ہیں۔ میں نے موقع غنیمت جان کے اس سے چند سوالات پوچھنے کا فیصلہ کیا کہ اس کی پراسرار شخصیت کے متعلق کچھ باتیں معلوم کر سکوں۔

"دیکھو! میں تم سے چند سوالات پوچھنا چاہ رہا ہوں اگر تم نے صحیح جواب دیئے تو میں تمہیں بخش دوں گا۔ ورنہ تم جانو میں زبردست قوتوں کا مالک ہوں"

"پوچھئے میرے آقا۔"

"لستھام سے تم کیا چاہتے ہو؟"۔

"انتقام۔"

"کیا مطلب؟"۔

"میں اس سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔"

"کس بات کا انتقام لینا چاہتے ہو تم اس سے؟"۔

"ایک بے گناہ کے خون کا۔"

"صاف صاف کہو۔"

"اس کے ہاتھ میرے ایک عزیز کے خون میں رنگے ہوئے ہیں۔ اس کا خون بے انتقام پڑا ہے۔"

"کس کا خون کیا ہے اس نے؟"۔

"میں کہہ چکا ہوں کہ میرے ایک عزیز کا۔"

"میرا مطلب کون تھا وہ؟"

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔"

"تو گویا تم میرے اس سوال کا جواب نہ دو گے۔ بہت اچھا میں پھر اپنا جادو استعمال کرتا ہوں۔"

اور میں نے دیکھا کہ وہ کانپ رہا ہے۔ "رحم کرو میرے آقا"

"تو بتاؤ پھر اس نے کس کا خون کیا ہے؟"

"اس کا جسے لسنگھام نے اپنے سینے سے لگایا تھا جس کے ساتھ وہ کئی راتوں تک سویا تھا۔"

میں دم بخود رہ گیا جو اس شخص نے کہا اس میں ذرا بھی ابہام نہ تھا بات صاف تھی۔ اس کے الفاظ ایک معمولی سے شرقی رومان کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ حالانکہ یہ بات ناقابل یقین تھی۔ اس رومان کا ہیرو لسنگھام تھا۔ جو غالباً اس مشرقی کی بہن یا شاید اس کی بیٹی کے ساتھ کئی راتیں گزار چکا تھا۔ ممکن ہے یوں ہو۔ لیکن یہ تو پھر ناممکن تھا کہ لسنگھام اس لڑکی کا خون کر کے بھاگ آیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ خون بہانے سے محاورے کو مشرقی نے کسی دوسرے ہی معنی میں استعمال کیا ہو۔

"دیکھو! خون کرنا یا خون بہانا ایک محاورہ ہے جو وسیع و مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے اگر تمہارا مطلب یہ ہے کہ لسنگھام کسی کو قتل کر کے بھاگ آیا ہے تو تمہارے انتقام کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قانون کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔"

"انگریزوں کے قانون سے مجھے کیا تعلق؟"

"اگر تم ثابت کر دو کہ لسنگھام مجرم ہے تو تم دیکھو گے کہ انگریزوں کا قانون تمہاری مدد کرے گا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ قانون کسی کا بھی خیال نہیں کرتا خواہ وہ شہرت یافتہ سیاست دان ہی کیوں نہ ہو۔ ثابت کر دو کہ لسنگھام مجرم ہے اور پھر تم دیکھو گے کہ قانون لسنگھام کو بھی اسی طرح پھانسی پر لٹکا دے گا جس طرح کہ کسی ایرے غیرے کو لٹکا دیا جاتا ہے۔"

"سچ کہتے ہو؟"

"ہاں سچ کہتا ہوں۔"

وہ اپنے سامنے کسی چیز کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں مجھے تو کچھ نظر نہ آیا لیکن یقیناً اسے کچھ نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ اب اس کی آنکھوں میں ایک چمک آ گئی تھی جسے دیکھ کے شیطان بھی شرما جائے۔

"اور اس کی عزت و شہرت خاک میں مل جائے گی؟" اس نے پوچھا۔

"بے شک"

"سب کے سامنے؟"

"ہاں"

"عورتوں کے بھی سامنے اسے ذلیل کیا جائے گا؟"

"ہاں"

"اور پھر پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا؟"

"بے شک بشرطیکہ وہ خونی ہو۔"

اس کا چہرہ ابلیسانہ خوشی سے دمکنے لگا اور اس دمک نے اسے اور بھی زیادہ بھیانک بنا دیا۔

"ابھی نہیں۔ یہ تو آخری حربہ ہے۔ آخری۔"

اس نے اپنی آنکھیں پوری طرح کھول دیں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کسی بھی شخص کی آنکھیں اس حد تک پھیل سکتی ہیں اور پھر اس نے آنکھیں زور سے بھینچ لیں جیسے اس تصویر کو محفوظ کر لینا چاہتا ہو جو اس کا تصور اسے دکھا رہا تھا۔ اس نے پھر آنکھیں کھول دیں۔

"ابھی نہیں۔ ابھی نہیں" وہ بولا۔ "ابھی تو میں اپنے طور پر انتقام لوں گا" جانتا ہے ...وہ جانتا ہے کہ انتقام لینے والا آ گیا ہے۔ وہ بے چین ہے وہ گھبرایا ہوا ہے۔ وہ اپنے سامنے والے کو دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ کیسی موت ہے یہ اور بہت جلد اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ کسی طرح اور کسی حال میں اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ فرار ناممکن ہے اور وہ وقت دور نہیں جب سورج اس کے لئے نہ چمکے گا۔ دہشت اسے رات اور دن میں ستاتی رہے گی۔ نیند میں اور جاگتے میں۔ وہ جس طرف بھی دیکھے گا اسے وہی نظر آئے گی اور وہ جان لے گا کہ موت آ رہی ہے۔ تکلیف دہ اور ہیبت ناک موت۔ میں اس پر موت لے آؤں گا۔ ہاں میں۔"

وہ پورا شیطان نظر آ رہا تھا اس وقت۔ چنانچہ اسے اس عالم میں دیکھ کے میں خوفزدہ ہو گیا۔ میں نے مشین کا بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی اس نے شعلہ اگلا اور اسے دیکھتے ہی مشرقی کانپنے لگا۔

"یہ بتاؤ کہ اس کاغذ پر بنی ہوئی ایک کیڑے کی تصویر نے لسنگھام کو کیوں سہما دیا تھا؟"

"یہ تو اسی سے پوچھو میرے آقا۔"

"اس سے تو خیر میں بعد میں پوچھ لوں گا فی الحال تو تم سے پوچھ رہا ہوں۔ چنانچہ جواب دو ورنہ تیار ہو جاؤ۔"

مشین آگ اگل رہی تھی اور مشرقی نہایت خوف اور اضطراب کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ سنبھلا اس نے ایک جھرجھری سی لی اور خلاف توقع اپنے خوف پر قابو حاصل کر لیا اور اب وہ سینہ تانے کھڑا تھا۔

"میں دیوی ایزیس کی اولاد ہوں"

اور میں نے دیکھا کہ یہ اعلان اس نے مجھے مرعوب کرنے کے لئے نہیں بلکہ خود اپنی ہمت بڑھانے کے لئے کیا تھا۔

"اچھا! تو پھر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ حسن کی اس دیوی نے ایک گھناؤنے بدشکل اور بدمعاش بھوت کو جنم دیا ہے"

اور اب وہ بولا تو اس کی آواز میں بجلی کی سی کڑک تھی۔

"خاموش۔ بہت آگے نہ بڑھو اور اپنی حیثیت نہ بھولو۔ تم نہیں جانتے کہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں تمہیں خبردار کئے دیتا ہوں۔ ہوشیار ہو جاؤ مبادا تمہارا بھی وہی حشر ہو جو لسنگھام کا ہوا ہے اور ہونے والا ہے۔"

"یہ مجھے کس سے خبردار کیا جارہا ہے؟ کس سے ڈرایا جارہا ہے مجھے؟"

"جھوزے سے"

"جھوزے سے؟"

"ہاں۔ جھوزا۔ آ۔ آ"

وہ مجھ سے صرف دس فٹ دور کھڑا ہوا تھا اور کمرہ روشن تھا چنانچہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میرے سامنے جو کچھ ہوا وہ میرا وہم تھا یا میری آنکھوں نے مجھے دھوکا دیا تھا۔ جب اس نے کہا "جھوزا" تو دفعتہً وہ غائب ہو گیا یا یوں کہئے کہ اس نے اپنا روپ بدل لیا۔ میری نظر کے سامنے اپنا روپ بدلا اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ ہوا وہ حقیقت تھی۔

اس کا گندہ جبہ یکا یک اس کے جسم پر سے پھسل کر فرش کی طرف چلا اور جب وہ پھسل رہا تھا تو اس جبے میں سے ایک خوفناک چیز نمودار ہو رہی تھی۔ ایک دیو قامت زبردست جھوزا۔ وہ مشرقی وہاں نہ تھا۔ اس کی جگہ جھوزا تھا۔ جس کا قد مشرقی کے قد جتنا ہی تھا اور وہ اپنی دم پر اس طرح کھڑا ہوا تھا کہ اس کی ضا وزنی ٹانگیں میری طرف بڑھی ہوئی تھیں۔ دوسرے ہی لمحہ وہ جھوزا سکڑنے لگا اور اتنی تیزی سے کہ دو ہی سیکنڈ بعد میرے سامنے مشرقی کا جبہ پڑا ہوا تھا اور اس پر جھوزے کی نسل کا ایک عجیب نمونہ بیٹھا ہوا تھا۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ تھا تو جھوزا لیکن ایک نرالی اور ناپید نسل کا۔ یہ جھوزا کوئی چھ یا سات انچ اونچا اور کوئی ایک فٹ لمبا تھا۔ اس کا قلس نیلا اور چمکدار تھا۔ اس کے چمکدار جسم سے دو نہایت ہی چمکدار بازو جڑے ہوئے تھے۔ اور ان کا جوڑ صاف طور سے دیکھا جا سکتا تھا اور چونکہ اس کے بازو ہل رہے تھے اس لئے میں اس جھوزے کے اڑنے کا منتظر تھا۔

چند لمحوں تک یا خدا جانے کتنی دیر تک میں بت بنا کھڑا رہا۔ میں قدیم مصریوں کی اس روایت سے واقف تھا کہ ایک دفعہ دیوی ایزیس جھوزے کے روپ میں ظاہر ہوئی تھی اور چونکہ یہ دیوی لافانی تصور کی جاتی ہے۔ اس لئے مصریوں کا اعتقاد تھا کہ دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد دیوی ایزیس تا قیامت تک جھوزے کے روپ میں جنم لیتی رہے گی۔ لیکن یہ جو میرے سامنے ہوا تھا روایت نہ تھی۔ بلکہ حقیقت تھی۔ خود میں نے اس مشرقی کو جھوزے کا روپ اختیار کرتے دیکھا تھا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ انسان سے جھوزا بن گیا تھا اور اب وہ جھوزا جبے پر بیٹھا اپنے بازو ہلا رہا تھا۔ یہ ایک عجیب اور حیرت انگیز ناقابل یقین انکشاف ہوا تھا۔

بہت جلد میری حیرت دور ہو گئی اور میں اس محقق کی طرح محسوس کرنے لگا جس نے اتفاقاً ایک نظریے کا کھوج نکال لیا ہو۔ اس حیرت انگیز اتفاق سے فائدہ اٹھانے کے لئے مجھے اپنی تمام تر ذہنی قوتیں بروئے کار لانا تھا۔ میں نکھیوں سے اس جھوزے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بے شک وہ جھوزا تھا۔ البتہ قد و قامت میں عام جھوزے سے بڑا۔ محرابی جسم بڑا سا ابھرا ہوا قلس۔ دوسری بات یہ کہ اس کے سر اور حلقوں کی ساخت سے پتہ چلتا تھا کہ وہ نر نہیں مادہ ہے اس کی آنکھیں غیر معمولی طور پر بڑی اور زیادہ نمایاں تھیں۔ اس کے علاوہ ان میں عجیب چمک تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ سلک رہی ہوں اور سب سے

بڑی بات تو یہ کہ جھوزے کی آنکھیں اس پراسرار مشرقی کی آنکھوں سے مشابہ تھیں جواب وہاں نہ تھا۔ اس کیڑے میں گرگٹ کی بھی خصوصیت تھی۔ یعنی وہ اپنا رنگ بدل سکتا تھا۔ کبھی تو اس کا رنگ گہرا ہو جاتا تھا اور کبھی ہلکا۔ جبے پر بیٹھا ہوا جھوزا بہت زیادہ بے چین اور مضطرب معلوم ہوتا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ میرا اس کی طرف دیکھنا اسے پسند نہ تھا۔ میں جتنے زیادہ غور سے اس کی طرف دیکھتا وہ اتنا ہی بے چین اور مضطرب معلوم ہوتا۔ چنانچہ اس کے اضطراب نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ کوئی دم میں اڑنے والا ہے۔

اس عرصہ میں میں اس عجیب جھوزے کو پکڑنے کے مسئلے پر غور کرتا رہا تھا۔ پہلے تو مجھے اسے ختم کر دینے کا خیال آیا اور میرے گرد ایسی بہت سی چیزیں پڑی تھیں جن میں سے کسی ایک کے ذریعے میں اس کا خاتمہ کر سکتا تھا۔ لیکن پھر اسے زندہ پکڑنے کی ایک ترکیب میری سمجھ میں آ گئی اور وہ یہ کہ ٹین کا وہ کنستر جو میرے قریب ہی فرش پر پڑا تھا۔ اس جھوزے پر اوندھا دوں۔ چنانچہ میں آہستہ آہستہ اس کنستر کی طرف بڑھا۔ لیکن اپنی نظر اس چمکدار جبے پر جمائے رکھی جیسے ہی میں آگے بڑھا کہ جھوزے کا اضطراب بڑھ گیا۔ وہ سر سے دم تک تھرا رہا تھا۔ اس نے اپنے بازو پھیلا دیئے۔ جیسے آخر کار اس نے اڑنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ میں نے جلدی سے جھک کر کنستر اٹھایا اور جھوزے کی طرف لپکا۔ جھوزے نے بازو پھیلا دیئے۔ شاید اڑنے کے لئے لیکن اب وقت گزر چکا تھا اس سے پہلے کہ وہ ایک انچ بھی اوپر اٹھتا۔ کنستر اس پر ڈھانک چکا تھا۔

لیکن کنستر اس پر صرف ایک لمحہ رہا۔ عجلت میں میں اپنا توازن کھو بیٹھا اور اپنے آپ کو فرش پر اوندھے منہ گرنے سے بچانے کے لئے کنستر پر سے ہاتھ ہٹانے پر مجبور ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ میں دوبارہ کنستر پر ہاتھ رکھتا وہ اڑ کے دور جا پڑا اور مجھ سے صرف اٹھارہ انچ کے فاصلے پر وہ جھوزا پھولنے لگا۔ پھولتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ اس کا قد آدمی کے قد جتنا ہو گیا اور دوسرے ہی لمحہ میرا مشرقی ملاقاتی میرے سامنے بالکل برہنہ کھڑا تھا۔ اس کی اس برہنگی سے ایک چونکا دینے والا انکشاف ہوا۔ اس مشرقی کی جنس کے متعلق میں نے سخت دھوکا کھایا تھا۔ وہ مرد نہ تھا۔ وہ عورت تھی۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ عورت جوان تھی۔ اس کی جلد سفید اور بے داغ تھی۔

میں دم بخود کھڑا تھا۔ اگر میری جگہ دنیا کا ہوشیار ترین سائنسدان ہوتا تو وہ بھی اپنے حواس قائم نہ رکھ سکتا۔ میں نہ صرف حواس کھو بیٹھا تھا بلکہ مارے حیرت کے میں نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ میں آنکھیں پھاڑے اس عورت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس کا جسم جوان اور جلد کی رنگت دودھ کی طرح تھی اس عورت نے جھک کر اپنا جبہ اٹھایا۔ جلدی جلدی اپنے سڈول و سفید جسم کے گرد لپیٹا اور اس دروازے کی طرف بڑھی جو صحن میں کھلتا تھا۔ اب میں سنبھلا وہ عورت فرار ہو رہی تھی۔

"ٹھہرو" میں اس کی طرف بڑھا۔

لیکن وہ مجھ سے زیادہ تیز ثابت ہوئی۔ اس سے پہلے کہ میں اس کے قریب پہنچتا وہ دروازہ کھول کر نکل چکی تھی۔ باہر نکلنے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اپنی گھبراہٹ میں میں نے کئی دفعہ دروازے کی چٹخنی دھرو ڈالی تب کہیں جا کر اسے کھول سکا۔ میں باہر آ گیا اور میرا خیال ہے کہ میں نے ایک سائے کو صحن

لی دیوار پر سے دوسری طرف چھلانگ لگاتے دیکھا۔ میں شیر کی طرح دیوار کے قریب پہنچا اور بڑی پھرتی سے اس کے اوپر چڑھ گیا دیوار پر چڑھ کر میں نے چاروں طرف دیکھا۔ دور تک کوئی نظر نہ آ رہا تھا۔ میرا پراسرار ملاقاتی غائب ہو چکا تھا اب اس کا تعاقب کرنا فضول تھا۔

جب میں دیوار سے اتر کر واپس آیا تو پری جواب تک گہری نیند سو رہا تھا ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تین چار تمہیدی جمائیاں لینے کے بعد بولا۔ ”؟؟میں کہاں ہوں یار“

”جہنم میں“ میں جھنجھلا کے بولا۔

”یہ تو بہت بری جگہ ہے یار۔“

”بھائی میں بھی حیران ہوں کہ ہم تم کہاں ہیں اس دنیا میں یا اس دنیا میں جہاں خلاف توقع اور حیرت انگیز واقعات رونما ہوتے ہیں۔“

”میرے دل میں کچھ عجیب عجیب ہو رہا ہے اور سر بھاری بھاری ہے۔“

”چنانچہ اس وقت تمہیں وسکی کی ضرورت ہے اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے بھی ہے آؤ یار ایک جام چڑھائیں یا تو ہم دونوں پاگل ہو گئے ہیں یا پھر اس دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہم سمجھ نہیں سکتے۔“

ہم دونوں تجربہ گاہ میں آ گئے اور اندر آتے ہی میں نے صحن کی طرف کا دروازہ صرف مضبوطی سے بند بلکہ مقفل کر دیا۔

اور اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ ڈورا گھر سے لگ آ گئی تھی اور میری منتظر تھی میں نے اسے اس تجربے کی تفصیل بتائی جو میں نے بلی پر کیا تھا۔ آپ میری حیرت کا اندازہ نہیں لگا سکتے تھے جب میں نے اسے کانپتے اور بسورتے دیکھا۔

”تمہارا خیال ہے کہ میں یہاں یہ دیکھنے آئی ہوں کہ تم کس طرح ایک بے زبان جانور کی جان لیتے ہو۔؟“ اس نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

”تو پھر کس لئے آئی ہو؟“

میں نہیں جانتا کہ میرے اس سوال میں کون سی خاص بات تھی۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ ڈورا کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا۔

”اس لئے کہ میں احمق ہوں۔“ اس نے جواب دیا۔

میں پریشان ہو گیا۔ اس صبح ڈورا نے یا میں نے یا ہم دونوں نے شاید کسی منحوس کا منہ دیکھا تھا۔ وہ خواہ مخواہ مجھ پر خفا ہو رہی تھی۔ حالانکہ میں نے ایسی کوئی بات نہ کہی تھی۔ وہ بہت دیر تک مجھے لیکچر پلاتی رہی اور مجھے بدھو کے خطاب سے نواز کے اٹھی اور خدا حافظ کہے بغیر چلی گئی۔

میں چند ثانیوں تک لفظ بدھو پر غور کرتا اور سوچتا رہا کہ میں اس خطاب کا کہاں تک مستحق ہوں پھر اس خیال سے کہ وسکی کا ایک آدھ پیگ پی لینا مناسب ہوگا میں واپس تجربہ گاہ کی طرف جا رہا تھا کہ ایک بگھی میرے دروازے کے سامنے آ کر رکی اس میں سے مارجورے کے بزرگوار اترے۔

بڑے میاں بہت زیادہ پریشان اور گھبرائے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ ان کی پریشانی کا باعث خود ان کی دختر نیک اختر تھی۔ مارجورے نے بڑے میاں کی ایک نہ سنی تھی بلکہ ان کے منہ پر کہہ دیا تھا کہ وہ مرتے دم تک لسٹھام کی محبت سے باز نہ آئے گی۔

مسٹر لنڈن نے مجھ سے درخواست کی کہ اس معاملہ میں میں ان کی مدد کروں کیونکہ انہوں نے کہا مارجورے میری بہت زیادہ عزت کرتی اور میری ہر بات مان لیتی ہے۔

”مم م۔ میں نہیں جانتا کہ تت تم اس معاملے کو کیا سمجھ رہے ہو گویا کہ ہو سکتا ہے کہ تت تمہارے نزدیک یہ معاملہ غیر اہم اور مم معمولی ہو۔ گویا کہ لیکن میں نہیں سمجھتا گویا کہ۔ چنانچہ تت تم یوں کرو کہ مارجورے کے دل میں لل لسٹھام سے دل میں۔ مم میرا مطلب ہے کہ مارجورے کے دل میں لل لسٹھام کی نفرت ڈال دو۔ گویا کہ ایسی نفرت کہ وہ اس شخص کی صورت تک سے بب بیزار نظر آئے۔ گویا کہ لل لل لسٹھام اچھا نہیں ہے۔ گویا کہ تم اسے مارجورے کے سامنے اس کے اصل رنگ میں لے آؤ۔“

مسٹر لنڈن حسب معمول ہکلا رہے تھے اور اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایڈورڈ نے اندر جھانک کے گویا صورت حال کا جائزہ لیا۔

”کیا بات ہے“ میں نے پوچھا۔

”مس لنڈن آئی ہیں۔ اسی وقت ملنا چاہتی ہیں آپ سے“

ایڈورڈ کے اس اعلان نے مجھے پریشان کر دیا۔ لیکن مسٹر لنڈن بہت خوش معلوم ہو رہے تھے۔ وہ چہکلانے لگے۔

”وو گویا کہ یہ اچھا ہوا۔ اسے یہاں بلا لو۔ مم مجھے چھپا دو لیکن گویا کہ اس پپ پردے کے پیچھے اب وقت آ گیا ہے گویا کہ مم میں سمجھا وہ اس ال ال لڑکی پچی کو گویا کہ جب وہ وقت آئے گا تو میں پردے کے پیچھے سے نکل آؤں گا۔ گویا کہ اس کے بب بعد گویا کہ وہ نہ مانی بات تت تو پھر ایک نیا تجربہ ہوگا۔ گویا کہ۔

بڑے میاں کی اس تجویز نے مجھے اتنا محبوب دیا کہ میں خود ہکلانے لگا ”جج جج پپ پ

”وہ وہ آ رہی ہے گویا کہ۔

اور اس سے پہلے کہ میں انہیں روکتا وہ فوراً پپ پردے کے پیچھے جا کھڑے ہوئے اور پیشتر اس کے کہ میں کوئی فیصلہ کرتا مارجورے کمرے میں آ چکی تھی۔ وہ بھی بہت پریشان اور خوفزدہ معلوم ہوتی تھی اور اس کی رنگت پیلی ہو رہی تھی کہ اسے دیکھتے ہی میری نبض تیز ہو گئی۔

وہ پہلے کی مارجورے نہ تھی۔ وہ ایک سہمی ہوئی اور دہشت زدہ لڑکی تھی۔

"سنڈی" وہ چلائی۔ "شکر ہے کہ تم موجود ہو!"

چند لمحوں تک خاموشی کا وقفہ رہا پھر وہ بولی۔

"میں نے کہا تھا کہ جب مجھ پر کوئی مصیبت آئے گی تو میں تمہارے پاس دوڑی آؤں گی۔ اور میں ایک مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ عجیب و غریب مصیبت ہے۔"

مارجورے پتہ نہیں کون سی مصیبت میں پھنس گئی تھی۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں خود ایک مصیبت اور الجھن میں پھنس گیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ پردے کے پیچھے مسٹر لنڈن ہمہ تن گوش بنے کھڑے تھے اور مارجورے ان کی موجودگی سے بے خبر تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ مارجورے کس مصیبت میں پھنس گئی تھی۔ لیکن اس کا مجھے یقین تھا کہ وہ اپنے والد کی موجودگی سے بے خبر تھی۔ اس نے وہ باتیں بھی کہہ ڈالنی تھیں جو مسٹر لنڈن کے کانوں کے لئے نہ تھیں۔ چنانچہ مجھے مناسب معلوم ہوا کہ مارجورے کو وہاں سے ہٹا لے جاتا اس طرح میں بڑے میاں کو بڑی آسانی سے غچہ دے سکتا تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ میری یہ حرکت انہیں مجھ سے خفا کر دیتی اور بعد میں وہ مجھے خوب لعنت ملامت کرتے لیکن میں ان کا غصہ دور کر سکتا تھا۔

"مارجورے" میں نے کہا "آؤ دوسرے کمرے میں چلیں وہاں ہم اطمینان سے گفتگو کریں گے۔"

"نہیں۔ مجھے جو کچھ کہنا ہے اسی جگہ کہوں گی" اس نے چاروں طرف دیکھا اس کی یہ حرکت مجھے عجیب معلوم ہوئی۔ "میری کہانی عجیب و غریب ہے اور اسے بیان کرنے کے لئے یہی کمرہ مناسب ہے کیونکہ یہ خاموش اور پراسرار معلوم ہوتا ہے اور میری کہانی بھی پراسرار سی ہے۔"

"لیکن..."

"لیکن ویکن رکھو اپنے پاس اور سنو۔ کل صبح ناشتہ کرنے سے پہلے۔ یہ آٹھ نو بجے کا واقعہ ہے ہاں تو کل صبح ناشتہ کرنے سے پہلے میں اپنے کمرے کی کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی۔ اور میں نے دیکھا سڑک پر بہت سے لوگ جمع تھے شوق تجسس سے مجبور ہو کر میں نے ملیہ کو واقعہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ سڑک پر ایک آدمی پر کسی مرض کا دورہ پڑ گیا ہے۔ اس شخص کو دیکھنے کے لئے میں خود سڑک پر پہنچ گئی۔ وہاں سڑک پر ایک آدمی پڑا ہوا تھا جو عجیب طرح کا جبہ پہنے ہوئے تھا اور جبہ میں... جبہ اور پہنے ہوئے نہ تھا۔ یعنی برہنہ تھا وہ بیچارہ دھول کیچڑ اور خون میں لت پت تھا۔ بڑا ہی رحم انگیز منظر تھا۔ تم تو جانتے ہی ہو کہ میں نے فوری طور پر کی تعلیم حاصل کی ہے وہ لوگ جو اسے گھیرے ہوئے تھے ان میں راہ گیر کے علاوہ ... چوکیدار بھی تھے۔ اور نہ ہی انہوں نے ڈاکٹر کو بلایا تھا اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میں اس بیچارے کو ایک نظر دیکھ لوں چنانچہ میں اس کے قریب اکڑوں بیٹھ گئی۔ جب ... یا کہا اس نے اظہار ہے تمہارا شکریہ ادا کروں گا۔

"نہیں اس نے پھٹی ہوئی اور غیر انسانی آواز میں کہا 'پال اسٹکھام'۔ میں چونکی اور چونکنے کی بات بھی تھی۔ ایک اجنبی نے پھٹی ہوئی اور عجیب آواز میں اس شخص کا نام لیا تھا جو مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے چونکہ نہ میں صرف چونکی بلکہ وحشت زدہ بھی ہوئی۔ پولیس کے اس آدمی نے جو وہاں کھڑا ہوا تھا مجھ سے کہا عجیب بات ہے یہ پہلی دفعہ اس نے زبان کھولی ہے میں تو اسے مردہ تصور کر چکا تھا

اور اس نے دوسری دفعہ بھی زبان کھولی۔ اس کا چہرہ بگڑ گیا۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور اس نے اونچی آواز میں عجیب بات کہی مجھے یقین ہے کہ اس کی آواز سڑک کے آخری سرے تک پہنچی ہو گی۔ اس نے کہا۔

"ہوشیار! پال اسٹکھام ہوشیار! ہوشیار۔"

"تم بنسو گے مجھ پر لیکن میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس کی پھٹی ہوئی آواز اور اس کے لفظوں نے مجھ پر کیسا اثر کیا۔ خیر تو قصہ مختصر میں اسے اپنے گھر اٹھوا لائی میں نے اس کے بدن پر سے دھول اور خون صاف کیا اور اسے بستر پر لٹا دیا۔ ساتھ ہی ڈاکٹر کو بلانے کے لئے آدمی دوڑایا۔ ڈاکٹر صاحب آ گئے انہوں نے مریض کا معائنہ کیا۔ لیکن اس کے مرض کی تشخیص نہ کر سکے۔ تو انہوں نے کہا کہ غالباً سکتے کا مریض ہے لیکن اس پر سکتے کی کون سی قسم طاری ہے اور کیوں طاری ہے یہ وہ نہ بتا سکے۔ ان کے پاس یہ ایک انوکھا اور بے حد دلچسپ کیس تھا۔

"تم نے اپنے والد صاحب کو تو مطلع کر دیا ہو گا کہ ان کے گھر کے افراد میں ایک کا اضافہ ہوا ہے" میں نے کہا۔

مارجورے نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا۔

"کیسی باتیں کرتے ہو سنڈی تم تو جانتے ہو ابا کو اور جب کسی کا باپ ایسا ہو تو اسے بہت سی باتیں اپنے ضدی اور خود رائے باپ سے چھپانی پڑتی ہیں۔"

اپنی ہی بیٹی کے منہ سے اپنی شان میں ایسے شاندار الفاظ سن کر پردے کے پیچھے چھپے ہوئے بڑے میاں کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ اس کا تصور آپ کر سکتے ہیں اور جب میں نے ان کی حالت کا تصور کیا تو بھی بڑی کوششوں کے بعد اپنی ہنسی روک سکا۔

"گزشتہ رات میں تھوڑی دیر تک ابا کے پاس بیٹھی رہی اور پھر ان سے رخصت ہو کر مریض کے پاس پہنچی۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس نے نہ تو کچھ کھایا ہے اور نہ پیا ہے۔"

چنانچہ سب سے پہلے تو میں اسے کچھ کھلانے پلانے کے بارے میں سوچنے لگی۔

دفعتہً مجھے احساس ہو گیا تھا کہ پال کو کوئی ان دیکھا مگر زبردست خطرہ لاحق ہے میں نہیں جانتی کہ یہ خطرہ کس قسم کا ہے اور کس طرف سے ہے تاہم اتنا تو مجھے احساس تھا کہ یہ خطرہ بے حد بھیانک ہے میں نے

چونکہ پال کو اس خطرے سے خبردار کر دوں لیکن باوجود کوشش کے میں اپنے اس ارادے کو جامہ عمل نہ پہنا سکی اور میں جانتی ہوں کہ میں چاہوں بھی تو کسی طرح اس کی مدد نہیں کر سکتی۔ اس کی مدد کے لئے اپنی ایک انگلی تک نہیں ہلا سکتی۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ میں نے ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ اس کے پاس جانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی اور جانتی ہوں کہ اس ارادے سے اس کے پاس جا بھی نہ سکوں گی۔ میں تو بے بس و مجبور ہو گئی تھی اور مجبوراً مجھے اپنی بات پوری کر لینے دو۔ خیر تو میں نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ حماقت ہے لیکن وہ حماقت نہ تھی۔ میرے ساتھ میرے کمرے میں کوئی موجود تھا۔ کوئی سنسنی خیز چیز۔ اس احساس نے مجھے اتنا خوفزدہ کر دیا کہ میں گھٹنوں کے بل جھک گئی کہ خدا کو یاد کروں۔ لیکن یہ سن کر تمہیں تعجب ہوگا کہ کوشش کے باوجود دعا کے مقدس الفاظ میرے لب تک نہ آ سکے۔ میری زبان گنگ اور دل سرد ہو گیا تھا۔ میں نہیں جانتی کہ میں کتنی دیر تک دعا مانگنے کی کوشش کرتی رہی۔ آخرکار مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ خدا نے مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے کہ پال کو اور خود اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنے طور پر جدوجہد کرنی پڑے گی یہ جنگ مجھے خدا کی مدد کے بغیر لڑنی تھی۔ چنانچہ میں اٹھی کپڑے اتارے اور بستر میں دبک گئی۔ بس میرا ایمان منتشر ہو گیا۔ خوف و سنسنی کی پہلی لہر نے مجھے بوکھلا دیا۔ میں نے گھبرا کے اپنی خادمہ کو رخصت کر دیا تھا۔ شاید اس لئے کہ میں نہ چاہتی تھی کہ اپنا خوف و گھبراہٹ اس پر طاری کروں۔ لیکن اب میں چاہتی تھی کہ اسے واپس بلا لوں۔ لیکن میں اسے بلا نہ سکی۔ حد تو یہ ہے کہ میں گھنٹی کا بٹن تک نہ دبا سکی جو میرے پلنگ کے سرہانے تھا۔

وہ خاموش ہو گئی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنے بکھرے ہوئے خیالات کو سمیٹنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس کا رنگ سفید ہو گیا تھا اور ہونٹ کانپ رہے تھے خدا جانے کیسی روحانی اذیت اور کیسا خوف محسوس کیا ہوگا اس نے۔ کاش میں اس وقت موجود ہوتا۔ اور مارجورے کو اپنی آغوش میں لے کر اس کی ڈھارس بندھا سکتا تھا۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ مارجورے کو بچپن سے جانتا ہوں جتنا میں اس سے واقف ہوں شاید اتنا کوئی اور اس سے واقف نہ ہوگا۔ تمہیں کیا معلوم وہ کتنی بہادر تھی۔ چنانچہ میں جانتا ہوں کہ کوئی بھی واقعہ خواہ وہ کتنا ہی غیر معمولی کیوں نہ ہو نہ تو اسے گھبرا سکتا ہے اور نہ خوفزدہ کر سکتا ہے دوسری بات یہ کہ وہ توہمات کی شکار بھی نہیں ہے اس کا دماغ شروع ہی سے صاف اور خیالات سلجھے ہوئے اور صحت مند رہے ہیں یعنی یہ کہ وہ کسی بھی قسم کے دماغی مرض میں مبتلا نہیں چنانچہ یہ کہنا کہ مارجورے کی کہانی اس کے مریض دماغ کی پیداوار ہے اس کے ساتھ نہ صرف زیادتی کرنا بلکہ اسے غلط رنگ میں پیش کرنا ہے اس کے علاوہ میں دو مرتبہ اس پراسرار مشرقی عورت سے جسے میں نے کھڑکی سے مڑ کر دیکھا تھا مل چکا ہوں۔ چنانچہ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مارجورے کی کہانی بے بنیاد اور لغو نہ تھی۔ حتیٰ کہ وہاں بھی یہ کہانی وحشت انگیز اور تقریباً ناقابل یقین ہو گئی ہے۔ اس کی ٹھوس بنیادیں موجود ہیں۔ لیکن اس کی کہانی کی بنیادیں کیا ہیں۔ اس کی تہہ میں کون سا راز پوشیدہ ہے یہ مجھے معلوم کرنا ہے اور بہت جلد معلوم کرنا ہے آخرکار مارجورے نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا یہ تو تم جانتے ہی ہو سڈنی کہ مکڑی چیونٹی اور اس قسم کے دوسرے کیڑوں سے مجھے کتنی گھن آتی ہے۔ اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ جب میں بچی تھی تو بھونروں اور شہد کی مکھیوں وغیرہ سے

قریب سے کتنی گھبراتی تھی۔ خیر تو جیسے ہی میں بستر میں لیٹی مجھے احساس ہوا کہ اسی قسم کی کوئی چیز میرے کمرے میں موجود ہے۔

"کس قسم کی چیز؟"

"ایک ایک طرح کی چیز۔ کسی قسم کا بھونرا۔ میں اس کے بازوؤں کی کھڑکھڑاہٹ اور خود اس کی بھنبھناہٹ بخوبی سن رہی تھی۔ وہ میرے سر پر منڈلا رہا تھا اور مجھے احساس ہوا کہ وہ میرے قریب آ رہا تھا۔ سڈنی وہ میرے قریب آ رہا تھا میں نے ڈر کر اپنے آپ کو چھپا لیا۔"

"یعنی..."

"یعنی یہ کہ میں نے سر سے پاؤں تک لحاف اوڑھ لیا۔ اور وہ۔ وہ بھونرا لحاف سے ٹکرانے لگا۔ ٹپ ٹپ۔ مسلسل ٹکرانے لگا۔ میں میں اس کے ٹکرانے کی آواز سن رہی تھی۔ اور ... اور ... اور پھر سڈنی..."

وہ آگے بڑھی اور مجھ سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ ہلدی ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔

"اور ... اور ... پھر سڈنی وہ اندر گھس آیا۔ ہاں لحاف میں"

وہ کانپنے لگی۔

"مارجورے۔"

"ہاں سڈنی وہ میرے بستر میں گھس آیا۔"

"وہم ہوگا تمہارا۔"

"نہیں وہ میرا وہم نہ تھا۔ میں اسے لحاف پر سرسراتے رینگتے سن رہی تھی یہاں تک کہ اسے اندر گھس آنے کا راستہ مل گیا۔ شاید لحاف کا کوئی کونا ٹھیک سے اٹھا ہوا تھا اندر گھس آیا۔ پھر میرے بدن پر رینگنے لگا۔ اس کی ٹانگوں کی چبھن میں اپنی جلد پر محسوس کر رہی تھی اور پھر خدایا وہ میرے منہ پر بیٹھا ہوا تھا وہ ... منہ کھینچ رہا تھا اور ... اور اب وہ وہاں ہے۔"

"کہاں..."

اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر سامنے کی طرف اشارہ کیا۔

"وہاں۔ کیا تم اس کی بھنبھناہٹ نہیں سن رہے؟"

وہ کان لگا کے سننے لگی میں بھی۔ سننے لگا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ فوراً ہی کسی کیڑے کی بھنبھناہٹ غالباً بھونرے کی بھنبھناہٹ کمرے کی فضا میں تیرنے لگی۔

"یہ تو مکھی ہے جو کھلی ہوئی کھڑکی میں سے اندر آ گئی ہے" میں نے کہا۔

"کاش کہ یہ مکھی ہوتی لیکن یہ مکھی نہیں ہے یہ تو وہی بھونرا ہے بھونرا سڈنی! تمہیں یوں محسوس نہیں ہو رہا ہے جیسے کوئی خبیث روح اس کمرے میں موجود ہے کیا تم تم! خدا سے پناہ نہیں مانگتے!"

مارجورے! یہ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔

سڈنی دعا کرو! دعا کرو میں نہیں کر سکتی۔ جانے کیوں نہیں کر سکتی۔ کسی نے میری زبان پکڑ لی ہے لیکن تمہاری زبان آزاد ہے۔ خدا کو پکارو۔ سڈنی خدا کو پکارو۔

اور مجھ سے لپٹ گئی۔ اس کی اس اضطرابی حرکت نے مجھے بھی گھبرا دیا عجیب حالت ہو رہی تھی اس کی اور پھر وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

"خدا کو پکارو خدا کو پکارو۔"

اور آخر میں مجبور ہو گیا۔ دعا مانگنے میں کوئی حرج نہ تھا۔ چنانچہ میں گھٹنوں کے بل جھک گیا اور جب دعا کے مقدس الفاظ میرے منہ سے نکلے تو میں نے دیکھا کہ اس کا اضطراب اور خوف کم ہونے لگا اور جب میں نے کہا۔

"اے یسوع مسیح اور اے خدا باپ تو شیطانی قوتوں سے ہمیں محفوظ رکھ"

تو اس نے بھی میرے ساتھ یہ آخری الفاظ کہے۔

"اے خدا باپ۔ تو غفور ہے تو رحیم ہے اور نجات دینے والا ہے۔ آمین۔"

دعا ختم ہو گئی تو ہم خاموش تھے۔ مارجورے سر جھکائے اور ہاتھ جوڑے خاموش بیٹھی تھی اور میں اپنے دل میں ایسی کسک محسوس کر رہا تھا جو میرے لئے بالکل نئی اور انوکھی تھی۔

اتفاقاً میری نظر سامنے اٹھ گئی اور میں نے دیکھا کہ بڑے میاں پردے کے پیچھے سے جھانک رہے تھے ان کے بشرے سے ایسی حیرت اور الجھن عیاں تھی کہ میں مشکل ہی سے اپنی ہنسی روک سکا۔ مارجورے اور میرے گھٹنے ٹیکے رہنے کے انداز نے انہیں اور بھی الجھا دیا چنانچہ وہ زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکے اور پردے کے پیچھے سے نکل آئے۔

"یہ یہ چھوکری آپ پاگل ہو گئی ہے کیا ہو گیا؟"

یہ سوال انہوں نے اپنے خیال میں بے حد دبی آواز میں پوچھا تھا۔ لیکن ان کی یہ دبی آواز بھی اتنی اونچی تھی کہ مردے تک سن لیں۔ چنانچہ مارجورے چونکی اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور اپنے بزرگ باپ کو سامنے کھڑا پایا۔

"ابا۔ آپ!"

بڑے میاں پر ہکلاہٹ کا زبردست دورہ پڑا۔

"ک۔ ک۔ ک۔ م۔ م۔ م۔ مطلب ہے اس کا کیا کہ۔"

یہ سوال تو بلا۔ مجھے آپ سے پوچھنا چاہئے تھی کیا مطلب ہے اس کا کیا اس تمام عرصہ میں آپ اس پردے کے پیچھے چھپے ہوئے رہے؟"

اگر میری آنکھوں نے مجھے دھوکا نہ دیا تو میں نے دیکھا کہ بڑے میاں اپنی بیٹی کی تیز اور ملامت انگیز نظروں کی تاب نہ لا کر بے اختیار کئی قدم پیچھے ہٹ گئے اور اپنے اس بودے پن کو غصے کے پردے میں چھپانے کی غرض سے گرج کر بولے۔

"تم۔ نا ہنجار گویا کہ ب۔ ب۔ بے ادب گویا کہ یہ کس سے زبان۔ ل۔ ل۔ لڑا رہی ہے تو۔ م۔ م۔ میں تیرا ب۔ ب۔ باپ ہوں گویا کہ۔"

"بے شک آپ میرے باپ ہیں اور یہ تو مجھے آج ہی معلوم ہوا کہ میرا باپ چھپ کر کسی کی باتیں سن سکتا ہے۔"

"خاموش گویا کہ۔ ام۔ م۔ م۔ م۔ ختم۔"

بڑھتے ہوئے غصے خجالت اور جھنجھلاہٹ نے بڑے میاں کی زبان روک دی یا شاید خاموش رہنے میں ہی انہیں اپنی عافیت نظر آئی اور انہوں نے خاہر تو یہی کیا کہ مارے غصے کے ان کے منہ سے الفاظ نہ نکل رہے تھے۔

بڑے میاں چونکہ خاموش تھے اس لئے شامت میری آئی۔ مارجورے میری طرف گھوم گئی اور میں نے چاہا کہ بھاگ جاؤں وہاں سے۔ پہلے کبھی میں نے اس لڑکی کو اس عالم میں نہ دیکھا تھا۔ اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ آنکھیں آگ اگل رہی تھیں اور ان میں ایسی ملامت تھی کہ میرا سر شرم سے جھک گیا۔

"سڈنی یہ تو تمہاری سازش تھی؟ ہیں۔ جب میں اپنی کہانی سنا رہی تھی تو تم جانتے تھے کہ پردے کے پیچھے کوئی چھپا میری باتیں سن رہا ہے۔"

مارجورے کے یہ الفاظ نشتر کی طرح میرے دل میں اترتے چلے گئے اور مجھے احساس ہوا کہ میں نے اسے سخت دھوکا دیا ہے لیکن پھر میں نے سوچا۔ اس میں میرا کیا قصور؟ ہم اس سے تو مجھے بھی انکار نہ تھا کہ بڑے میاں بہت بے موقع ظاہر ہوئے تھے اور محض ان کی حماقت سے مارجورے مجھ پر خفا ہو رہی تھی چنانچہ میرا جی چاہا کہ اس احمق بڈھے کو اٹھا کر کھڑکی میں سے باہر پھینک دوں۔

"مارجورے! جو کچھ ہوا وہ کسی سوچے سمجھے مقصد کے تحت نہیں ہوا اور نہ ہی یہ ہماری سازش تھی۔ پردے کے پیچھے چچا کی موجودگی سے تمہیں فوراً آگاہ کر دیتا۔ لیکن خود تم اتنی گھبرائی ہوئی اور پریشان تھیں کہ میں سب کچھ بھول کر تمہاری طرف متوجہ ہو گیا اس کے باوجود تم کو یاد ہو گا کہ میں نے تم سے دوسرے کمرے میں چلنے کو کہا تھا۔"

"بے شک یہ مجھے یاد ہے لیکن تم نے یہ کب کہا تھا۔ یہاں ایک تیسری ہستی بھی موجود ہے جو ہماری باتیں سن سکتی ہے۔"

"تم نے مجھے اس کا موقع ہی کب دیا۔"

"یقین نہیں آتا سڈنی کہ تم اتنے گر گئے ہو؟ تم سے یہ توقع نہ تھی۔"

مارجورے نے یہ الفاظ چبھتے لہجے میں کہے کہ میرا جی چاہا کہ اپنا سر دیوار سے پھوڑ لوں۔ یہ دیکھ کے کہ وہ مجھے خاموش کر چکی ہے وہ اپنے باپ کی طرف گھوم گئی اور پرسکون آواز میں بولی۔

"ابا۔ آپ اپنی صفائی میں غالباً صرف یہ کہیں گے کہ آپ نے اتفاقاً میری باتیں سن لیں میں نے چھپ کر آپ کی باتیں سنی ہوتیں تو کیا آپ میری شرمناک حرکت کو معاف کر دیتے؟"

بڑے میاں سوائے اس کے اور کیا کر سکتے تھے۔ اور زیادہ ہکلانے لگ جائیں اور یہی انہوں نے

بنا۔

"شٹ اپ گستاخ گویا کہ چھوکری زبان درازی مت کرو میرے سامنے بیوقوف میں تیرا باپ ہوں گویا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو پاگل ہو گئی ہے گویا کہ۔"

پھر وہ میری طرف گھوم گئے۔

"واہ واہ کیا احمقانہ باتیں کر رہی تھی۔ تم سے گویا کہ"

"آپ کا اشارہ کون سی باتوں کی طرف ہے؟"

"یہ یہی جو جوزف کے متعلق گویا کہ وہ کوئی مجرم ہے یعنی اور بہت سی تصورات وغیرہ گویا کہ یہ سستے قسم کے اور دو دو آنے والی ادبیات پڑھنے کا نتیجہ ہے گویا کہ اب میں تم سے پوچھ سکتا ہوں سنڈی گویا کہ ایسی لڑکی کے ساتھ کوئی کیا کرے جو یوں کرے گویا کہ کیا کرے۔"

"یوں کرے گویا کہ یعنی ایک آوارہ گرد بدمعاش کو گھر میں اٹھا لائے گھر میں اور اپنے باپ کو اس سے بے خبر رکھے گویا کہ اور پھر اس رحمدلی اور مہربانی کا نتیجہ ملاحظہ ہو گویا کہ یعنی وہ آوارہ گرد بھی اس نادان چھوکری کو خبردار کرتا ہے گویا کہ یعنی ہوشیار ہو ہوشیار ہو پال ملتاھام وغیرہ وغیرہ گویا کہ اب اس لڑکی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے گویا کہ"

میں نے اپنے کندھے کو جھٹکا دیا۔

"کیا کندھے کیا جھٹک رہے ہو گویا کہ بہتر الاوصاف صاف گویا کہ"

"سنڈی سچ سچ کہہ ڈالو"

"ہاں کہہ دو۔ ڈرو نہیں گویا کہ۔"

"ہاں بھئی اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے" مارجوری نے اپنے ایک ایک لفظ میں زہر بھر دیا تھا۔

"بس بس بیچ میں پٹ پٹ مت کرو گویا کہ" بڑے میاں چڑ کے بولے۔

"سنڈی! تمہارے متعلق میں نے آج جو اندازہ لگایا ہے وہ غلط ہوگا گویا کہ اور مجھے یقین ہے کہ تم ..."

بڑے میاں باوجود کوشش کے آگے نہ بڑھ سکے۔ چنانچہ مارجوری نے لقمہ دیا۔

"کہ تم میرے"

"خاموش گویا کہ" بڑے میاں گرجے۔ مارجوری ان کے غصے سے لطف اندوز ہو رہی تھی "تو میں کہہ رہا تھا کہ تم میرے اور میری بچی کے دوست ہو گویا کہ۔ چنانچہ اب بتاؤ اسے اس کی بھلائی اسی میں ہے کہ پال ملتاھام جیسے شہدے اور لفنگے سے شادی کرنے کا خیال ترک کر دے گویا کہ"

"پال کے متعلق آپ کے اور سنڈی کے خیالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں وہ مجھے عزیز ہے اور اگر میں شادی کروں گی تو اسی سے۔"

"سنا تم نے سنڈی گویا کہ؟"

"چچا ملتاھام کے متعلق میں بھی اتنا ہی جانتا ہوں جتنا کہ آپ اور پوری دنیا جانتی ہے۔"

"بس بالکل گویا کہ اور پھر پوری دنیا جانتی ہے کہ وہ اول درجہ کا بدمعاش ہے گویا کہ جو کسی خاص مقصد کے تحت میری بچی پر ڈورے ڈال رہا ہے گویا کہ۔"

"چچا آپ کے الفاظ معاف کیجئے گا ضرورت سے زیادہ سخت ہیں۔"

"یعنی گویا کہ تم بھی ... مجھے تم سے یہ امید نہ تھی گویا کہ۔"

"تو پھر بھی سنڈی تم گویا حماقت کا شکار ہو کر رہ گئے۔ یعنی اب ابا بھی خفا ہیں تم سے۔ پال ملتاھام قابل رشک شخصیت اور خداداد قابلیتوں کا مالک ہے۔ اور یہ دنیا جانتی ہے وہ بے حد ہوشیار ہونے کے علاوہ شریف مخلص اور صاف گو ہے اور اپنی زندگی اس نے ایک نیک مقصد کے لئے وقف کر رکھی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس نیک کام میں اس کا ہاتھ بٹاؤں۔ چنانچہ میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ میں تمام عمر اس کے ہر کام میں برابر کی شریک رہوں گی۔ میں یہ نہیں کہتی کہ وہ فرشتہ ہے اور ہر برائی اور کمزوری سے پاک ہے۔ ہر انسان میں کمزوریاں ہوتی ہی ہیں چونکہ پال بھی ایک انسان ہے۔ اس لئے اس میں بھی کمزوریاں ہیں لیکن یقین کیجئے ممکن ہے اس نے بھی کوئی گناہ کیا ہو اور گناہ کون نہیں کرتا۔ آپ ہی بتائیے کبھی کوئی انسان ہوئی سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ نہایت ہی شریف خاندان کے افراد بھی بعض اوقات چھپ کر کسی کی باتیں سننے کا گناہ کر بیٹھتے ہیں لیکن پال کبھی ایسی ذلیل حرکت نہیں کر سکتا۔ وہ بہت شریف ہے۔ اچھا سنڈی خدا حافظ امید ہے کہ ہماری ملاقات پھر ہوگی۔"

اور وہ پلٹ کر دروازے کی طرف چلی۔ بڑے میاں اسے روکنے کے لئے آگے بڑھے۔

"ٹھہرو ٹھہرو گویا کہ"

میں نے ہاتھ پکڑ کر انہیں روک لیا۔

"چچا بہتر ہوگا کہ اس وقت اسے اس کے حال پر چھوڑ دو"

"سنڈی مجھے تم سے یہ امید نہ تھی گویا کہ"

اور یہ کہہ کر مس لنڈن نے دروازہ کھولا تو سامنے ملتاھام کھڑا تھا۔ بڑے میاں بت بن گئے۔ لیکن ملتاھام نے حیرت انگیز اخلاق اور سکون کا ثبوت دیا۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ بڑے میاں کی طرف بڑھایا اور مسکرا کے بولے۔

"صبح بخیر مسٹر لنڈن مزاج تو بخیر ہیں آپ کے؟"

بڑے میاں نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کر لئے اور انتہائی حماقت کا ثبوت دیتے ہوئے بولے۔

"مجھے تم سے میرا کوئی تعلق نہیں گویا کہ۔ چنانچہ تم میرے خاندان کے کسی بھی فرد کا ہمارے خاندان کے کسی فرد سے ملنے کی کوشش نہ کرو گویا کہ ورنہ برا ہوگا سن لو گویا کہ" اور بڑے میاں بڑا کا مرغ کی طرح لڑکھڑاتے اور بڑبڑاتے چلے گئے۔

اپنے ہونے والے خسر کا ایسا سلوک کسی کو پریشان و مایوس کر سکتا تھا لیکن لسنھام سے نزدیک یہ ایک معمولی اور غیر اہم واقعہ تھا۔ اس نے ذرا بھی گھبراہٹ اور غصے کا اظہار نہ کیا اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو اس نے مسٹر لنڈن کی اس احمقانہ حرکت اور سخت کلامی کی طرف ذرا بھی دھیان نہ دیا۔ جب تک مسٹر لنڈن زینہ اتر گئے لسنھام دروازے میں ہی کھڑا رہا۔ پھر میری طرف گھوم کر بولا۔

"غالباً میں پھر تمہارے کام میں مخل ہو رہا ہوں"

"کسی خاص کام کے لئے میرے پاس آئے ہو؟" میں نے بغیر کسی تمہید کے پوچھا۔

"فی الحال تو کسی خاص کام سے آیا نہیں ہوں۔ تاہم یہ ضرور معلوم کرنا چاہوں گا کہ میں امتحان میں کہاں تک پورا اترا ہوں۔ اور میرا یہ مقام کہاں ہے؟"

"کیسا مقام"

"یعنی یہ کہ مسٹر لنڈن نے مجھے اٹھا کے کہاں پھینک دیا ہے میں اب کہاں کھڑا ہوں مسٹر لنڈن کے اس رویہ کا ایک خاص ہستی پر کیا اثر ہوا ہے۔"

"افسوس ہے کہ اس سوال کا جواب میں نہ دے سکوں گا لیکن امید ہے کہ تم میرے ایک سوال کا جواب دو گے۔"

"کون سے سوال کا؟"

"کیا تمہاری زندگی کا کوئی خاص دور رہا ہے"

"کیا مطلب"

"مطلب واضح ہے کہ تم اپنی زندگی میں ایسے واقعات سے دوچار ہوئے ہو جن کی یاد نے تمہیں بے چین اور خوفزدہ کر رکھا ہے۔"

چند لمحوں تک خاموشی کا راج رہا پھر لسنھام نے کہا۔

"ہم سب کی زندگی میں ایک نہ ایک واقعہ ایسا ہوتا ہے جسے ہم اپنے تک ہی رکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔"

لسنھام کا یہ جواب اتنا صحیح اور حقیقت پر مبنی تھا کہ میں چند ثانیوں تک کوئی جواب نہ دے سکا۔

"ٹھیک ہے" میں نے کہا "لیکن واقعات بھی مختلف طرح کے ہوتے ہیں ہر شخص کی زندگی میں بے شک چند واقعات ہو جاتے ہیں لیکن جب کوئی ایسا واقعہ ہو جائے جو کسی کو آسیب زدہ بنا دے تو عقل مند لوگ اس واقعہ اور دوسرے واقعات کے درمیان حد فاصل قائم کر دیتے ہیں۔

"آسیب زدہ!"

"ہاں! جیسے کہ تم ہو"

"اتھرٹن! میں تمہیں بہت حد تک سمجھ چکا ہوں لیکن شاید تم مجھے سمجھ نہیں پائے" وہ اسی میز کے قریب جا کھڑا ہوا جس پر کانچ کے سلنڈروں کا مرکزی پمپ رکھا ہوا تھا "یہ کیا گورکھ دھندا ہے یار؟"

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے لسنھام کہ تم مجھے ذرا بھی نہیں سمجھ سکتے اگر سمجھ سکے ہوتے تو جان لیتے کہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے مجھے دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔"

"یہ جناب وغیرہ خالی کرنے کی مشین ہے کیا۔" اس نے میری بات سنی ان سنی کر کے کہا۔

"لسنھام! موضوع بدلنے کی کوشش نہ کرو۔ میں بہرحال اپنے سوال کا جواب حاصل کر کے رہوں گا۔ دنیا میں اور بھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو کانچ کے سلنڈروں کے اس گورکھ دھندے سے زیادہ اہم اور دلچسپ ہیں۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔ اوہ۔ کس قدر ترقی کر لی ہے" سائنس نے کہا۔

"لیکن یہ سن کر تمہیں تعجب ہوگا کہ قدیم زمانے کا انسان اس میدان میں ہم سے بہت آگے تھا۔"

"کس میدان میں"

ہر میدان میں۔ مثلاً یہ کہ ایک آدمی دیکھتے ہی دیکھتے بھونرا بن جائے"

"کیا کہہ رہے ہو"

"سچ کہہ رہا ہوں۔ گزشتہ رات یہ تماشا خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے"

"کہاں"

"اسی جگہ اور اسی کمرے میں جہاں تم کھڑے ہوئے ہو۔ اس سے صرف چند فٹ دور ایک شخص میری آنکھوں کے سامنے بھونرا بن گیا۔"



"کہیں تم مذاق تو نہیں کر رہے ہو"

"نہیں میں اس وقت ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہوں۔"

"کیا دیکھا تم نے۔"

"میں نے مصر قدیم کی روایت کو حقیقت بنتے دیکھا۔ روایت ہے کہ مصر قدیم کی ایک دیوی بھونرے کی شکل میں ظاہر ہوتی تھی۔ اور کہتے ہیں کہ اس دیوی کے معتقد بھونرے کا روپ اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ واقعہ گزشتہ رات میری نظر کے سامنے ہوا اور اتنے نمایاں طور سے کہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی۔"

"یہ عجب بات ہے۔ میرا خیال ہے اس قسم کا ایک تماشہ میں نے بھی دیکھا تھا۔"

"یہ مجھے بھی معلوم ہے"

"کیسے معلوم ہوا تمہیں۔"

"تمہارے ہی ایک دوست نے بتایا تھا۔"

"میرے دوست نے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ میرا دوست تھا"

لسنھام کا سکون بہرحال برقرار تھا۔ لیکن اس کا یہ سکون مجھے دھوکا نہ دے سکا تھا۔ لسنھام ...

تھا کہ میں باتوں باتوں میں اس سے ایک اہم اور ناقابلِ یقین حد تک راز اگلوانا چاہتا ہوں۔ دوسری طرف مجھے یہ بھی احساس ہو چلا تھا کہ لسنہام مر جائے گا لیکن اپنے اس راز کو ظاہر نہیں کرے گا۔ اگر مارجوری کا تعلق لسنہام سے نہ ہوتا تو مجھے لسنہام اور اس کے راز سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی۔ اس کے راز اس کے راز تھے، اس میں دخل دینے کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ لیکن اب یہ صرف لسنہام کا نہیں بلکہ مارجوری کا بھی معاملہ تھا۔ لسنہام کے ساتھ یقیناً کوئی ایسا واقعہ ہوا تھا۔ جو کسی بھی سائنسدان کے لئے نہ صرف دلچسپی کا باعث بن سکتا تھا۔ بلکہ مصر قدیم کی تاریخ کے نہایت ہی اہم باب پر روشنی بھی ڈال سکتا تھا۔ تاہم اگر مارجوری اس کے ساتھ شادی کرنے کے لئے بضد نہ ہوتی تو میں لسنہام کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا۔ لیکن قارئین جانتے ہی ہیں کہ وہ اس شخص کو اپنا شوہر بنانا چاہتی تھی۔ اور میں نہ چاہتا تھا کہ لسنہام کے ساتھ مارجوری کی زندگی کو بھی خطرہ لاحق ہو جائے۔ چنانچہ میں یہ معلوم کرنے کے لئے بے قرار تھا کہ وہ کون سا واقعہ ہو سکتا ہے جس نے مشہور سیاست دان کی زندگی کو اس کے لئے شاید ایک عذاب بنا دیا تھا اور جس کی وجہ سے وہ ہمہ وقت خوف زدہ رہتا تھا۔

میں نے تلخ لہجے میں کہا

"لسنہام تمہاری سیاست دانی سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔ تمہارے خیالات تمہاری ذاتی خصوصیات اور تمہاری شہرت کو ذرا برابر بھی اہمیت نہیں دیتا۔ یہ تمہارے ذاتی معاملات ہیں جن سے مجھے سروکار نہیں۔ لیکن اگر تم بظاہر کوڑھی ہو یا ایسے ہی کسی موذی مرض میں مبتلا ہو تو مجھے تمہارے معاملات میں دخل دینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا تعلق براہ راست مارجوری سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تم ایک موذی مرض میں مبتلا ہو۔"

"اتھرٹن!"

"تقریباً شروع ہی سے مجھے یہ شک تھا کہ تمہاری زندگی کے ساتھ ایک ایسا راز وابستہ ہے جسے میں نہیں سمجھ سکا۔ لیکن پچھلے چند مہینے میں جو مسلسل واقعات ہوئے ہیں انہوں نے تمہارے پراسرار وجود سے ایک حد تک پردہ اٹھایا ہے اور میرا شک کہ تمہارا کوئی بھیانک راز ہے اب یقین میں بدل گیا ہے۔ اب تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو اپنے آپ کو میرے سامنے اصلی رنگ میں لے آؤ۔ یا پھر مارجوری سے دست بردار ہو جاؤ۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو لسنہام میں مارجوری کو چند حقائق سے نہ صرف آگاہ کروں گا بلکہ اگر ضرورت ہوئی تو ان حقائق کو مشتہر کر دوں گا۔" لسنہام کا رنگ زرد ہو گیا اس نے [illegible] مسکرا کے بولا۔

"گفتگو کرنے کا یہ ڈھنگ نرالا ہے تم در پردہ مجھے دھمکی دے رہے ہو میں اب تک یہ نہیں سمجھ سکا ہوں کہ تمہارا اشارہ کون سے واقعات کی طرف ہے جو پچھلے چند دنوں سے بقول تمہارے مسلسل ہو رہے ہیں۔"

"وہ کون تھا جو ایک رات تقریباً برہنہ حالت میں تمہاری نشست گاہ کی کھڑکی میں سے کود پڑا تھا۔"

وہ مسکرایا۔

"تو کیا یہ بھی ان حقائق میں سے ایک ہے جنہیں تم مشتہر کرنا چاہتے ہو"

"یہی ہے تمہارا جواب"

"یہ تو میں نے نہیں کہا۔ بہرحال وہ الزامات بیان کرو جو تمہارے خیال میں مجھ پر عائد ہوتے ہیں۔"

"لسنہام میں اتنا بیوقوف نہیں ہوں جتنا تم مجھے سمجھ رہے ہو اور نہ ہی میں آنکھیں بند کر کے اس دنیا میں رہتا ہوں جو کچھ ہوتا ہے اسے میں نہ صرف دیکھتا بلکہ اس پر غور کرنے اور ایک حد تک صحیح نتائج اخذ کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہوں۔ اس شخص کا آدھی رات کو تمہارے مکان کی کھڑکی میں سے کودنا مجھے عجیب معلوم ہوا تھا اور پھر میرے سامنے تمہارا اکھڑا سلوک تو اور بھی عجیب تھا۔ چنانچہ تمہارا یہ کہہ دینا کہ وہ معمولی سی چوری کا واقعہ تھا محض جھوٹ تھا۔"

"میں نے یہ کب کہا تھا کہ وہ معمولی سی چوری کا واقعہ تھا۔"

"پھر تم کیا کہتے ہو اس کے متعلق؟"

"کچھ بھی نہیں۔ تمام اندازے تمہارے ہیں میں نے نہ تو اپنی رائے ظاہر کی ہے اور نہ کر سکتا ہوں۔"

"یہ تو تم نہ بھولے ہو گے کہ تم میرے سامنے گڑگڑائے تھے کہ میں اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کروں۔ اگر واقعہ اتنا ہی غیر اہم ہے تو اس میں اس قدر رازداری برتنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اتھرٹن تم میری ہر حرکت کو نہ صرف شک کی نظر سے دیکھتے بلکہ اسے غلط معنی بھی پہنا دیتے ہو اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کم سے کم میرے نزدیک نہیں کیونکہ میں تمہارے شک و رقابت سے واقف ہوں۔ خیر آگے کہو۔"

لسنہام میز سے ٹیک لگائے اور اس پر اپنے دونوں ہاتھ ٹیکے قدرے پیچھے کی طرف جھکا کھڑا تھا۔ وہ بے چین نظر آتا تھا۔ لیکن اس کی یہ بے چینی میری جرح کی وجہ سے نہ تھی۔

"تمہارا وہ مشرقی دوست کون ہے؟"

"میں نہیں سمجھا"

"سچ کہتے ہو"

"بالکل۔ ذرا اپنا سوال دہراؤ تو"

"تمہارا وہ مشرقی دوست کون ہے؟"

"میرا کوئی مشرقی دوست نہیں ہے۔ اور اگر ہے تو میں اس کے وجود سے بےخبر ہوں"

"یہ قسم کھا کر کہہ سکتے ہو؟"

وہ ہنسا۔

"اتھرٹن۔ تم تو وکیلوں کی طرح جرح کر رہے ہو۔ کم سے کم اتنا تو مجھے بتا دو کہ تمہاری اس تشویش کا آخر مطلب کیا ہے۔ اس کے بعد ہی میں قسم کھا کر تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔"

"تو کیا میں سمجھ لوں کہ تم اس بات سے بےخبر ہو کہ اس وقت لندن میں ایک پراسرار شخص موجود ہے

جو اس بات کا دعویٰ دار ہے کہ ماضی میں تمہارے ساتھ اس کے بڑے گہرے اور انوکھے تعلقات تھے۔"

"یہ حقیقت ہے کہ میں اس سے قطعی بے خبر ہوں"

"یہ تم قسم کھا کر کہہ سکتے ہو؟"

"قسمیہ کہتا ہوں۔"

"عجیب بات ہے یہ تو!"

"کیوں"؟

"اس لئے کہ میرا خیال ہے کہ وہ پراسرار مشرقی تمہیں آسیب کی طرح پریشان کر رہا ہے"

"مجھے پریشان کر رہا ہے"

"ہاں تمہیں اور یہ کہ تم آسیب زدہ ہو"

"مذاق تو نہیں کر رہے ہو"؟

"تمہارے خیال میں یہ مذاق کرنے کا وقت ہے؟"

چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔

"طلسنگھام! کل کا واقعہ یاد ہے تمہیں؟"

"کون سا واقعہ؟"

"یہی کہ کل صبح ایک بھوزے کی تصویر نے تمہیں مارے خوف کے پاگل کر دیا تھا۔ تم پتے کی طرح کانپنے اور گدھے کی طرح چیخنے لگے تھے۔"

"بڑے سخت الفاظ استعمال کر رہے ہو تم۔ بہر حال میں نے سمجھ لیا ہے کہ تمہارا اشارہ کون سے واقعہ کی طرف ہے۔ اچھا۔ پھر؟"

"اور غالباً تم جانتے ہو کہ اس کا باعث تمہارا وہی مشرقی دوست ہے"

"صاف صاف کہو میں سمجھا نہیں"

"سچ کہتے ہو"

"ہاں سچ کہتا ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم مجھ سے کیا کہلوانا چاہتے ہو۔ آتھرٹن۔ بجائے اس کے کہ تم مجھ سے کسی بات کی وضاحت چاہو بہتر ہوگا کہ پہلے تم میرے چند سوالات کے جواب دو۔ غالباً تم نہیں جانتے ہو کہ میں اس وقت یہاں کیوں آیا ہوں۔ میں یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ بھوزے کی وہ تصویر تمہارے کمرے میں کہاں سے اور کس طرح آگئی تھی۔"

"بھوزوں کا آقا اسے یہاں رکھ گیا تھا۔"

اتفاقیہ الفاظ میرے منہ سے نکل گئے۔ اور اتفاقاً تیر نشانے پر بیٹھا۔

"بھوزوں کا آقا" سنگھام ہکلا کے خاموش ہو گیا۔ اور اس کے بشرے سے اضطراب اور پریشانی کے آثار ہویدا ہوئے۔ "میں صاف گوئی سے کام لوں گا۔ کیونکہ تم یہی چاہتے ہو۔" وہ مسکرایا اس کی مسکراہٹ مصنوعی تھی۔ "میں پچھلے چند دنوں سے عجیب طرح کے توہمات کا شکار ہوں۔" چند ثانیوں تک

خاموش رہا پھر بولا۔ "عجیب طرح کے توہمات میرے تھکے ہوئے دماغ کی اختراع ہیں۔ لیکن شاید ایسا نہیں ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ میرے ان توہمات کی کیا بنیاد ہو سکتی ہے؟"

میں خاموش رہا۔ سنگھام اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی قابل تعریف کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کے کانپتے ہوئے ہونٹ اس کی اندرونی حالت کا پتہ دے رہے تھے مجھے یقین ہو چلا تھا کہ میں بہت جلد اس عظیم سیاست دان کے وجود کا وہ دوسرا رخ دیکھ لوں گا جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہے۔

"وہ کون ہے جو بقول تمہارے میرا پراسرار مشرقی دوست ہے۔"

"چونکہ وہ تمہارا دوست ہے اس لئے اس کے متعلق مجھ سے زیادہ تم جانتے ہو گے۔"

"کس قسم کا آدمی ہے وہ؟"

"کیا مطلب"؟

اس مرد پراسرار کی شکل وصورت کیسی ہے؟"

"میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ مرد ہے"

"لیکن میں نے تو اسے مرد ہی تصور کیا ہے۔"

"تمہارے تصور کرنے نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ میں نے نہیں کہا کہ وہ مرد ہے"

ایک لمحہ تک وہ دم بخود کھڑا رہا۔ اور انہی نظروں سے مجھے دیکھا جو قطعی دوستانہ نہ تھیں پھر وہ سنبھلا اور تن کر کھڑا ہو گیا۔

"آتھرٹن" اس نے کہا۔ "قصداً یا انجانے میں تم میرے ساتھ زیادتی اور ناانصافی کر رہے ہو۔ میں نہیں جانتا کہ میرے متعلق تمہارے کیا خیالات ہیں اور کیوں ہیں لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اتنا ہی شریف مخلص ایماندار اور بے گناہ ہوں جتنا کہ شاید تم ہو۔"

"اس سے مجھے انکار نہیں لیکن میرے دوست تم آسیب زدہ ہو"

"آسیب زدہ"

ایک لمحہ تک وہ سیدھا کھڑا میری طرف دیکھتا رہا۔ دفعتاً اس کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اس کے چہرے کے پٹھے اینٹھ گئے اور دوسرے ہی لمحہ اس کا رنگ زرد ہو چکا تھا وہ لڑکھڑا کے میز پر جھک گیا۔

یہ سچ ہے وہ بولا

کیا سچ ہے

"یہی کہ میں آسیب زدہ ہوں"

"چنانچہ ثابت ہوا کہ یا تو تم پاگل ہو اور اس لئے شادی کرنے کے قابل نہیں ہو۔ یا پھر تم نے ایک ایسا کام کیا ہے جس کی یادیں تمہیں رات دن ستا رہی ہیں اور تمہارے ضمیر کی ملامت نے تمہاری زندگی اجیرن کر دی ہے اور اس لئے بھی تم شادی کرنے کے قابل نہیں رہے۔"

"میں! میں ایک وہم میں مبتلا ہوں۔"

"کیا ہے یہ وہم۔ تمہارا وہم بھوزے کی شکل میں تو تمہارے سامنے نہیں آتا؟"

"آ تھرٹن!"

اور بغیر کسی تمہید کے وہ آگے کی طرف جھکا اور ڈھے گیا۔ اب وہ فرش پر پڑا اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کسی سہمے ہوئے جانور کی طرح بڑبڑا رہا تھا۔ ایسی حالت میں نے اکثر پاگلوں کی دیکھی تھی۔ لسنگھام کو اس عالم میں دیکھ کر میرے اعصاب جھنجھلا اٹھے۔

"خدا کے لئے لسنگھام! یہ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیا حقیقت میں تم پاگل ہو گئے ہو؟ لو یہ پی لو۔"

اور برانڈی کا جام میں نے اس کی کانپتی انگلیوں میں پھنسا دیا۔ بہت دیر بعد وہ سمجھ سکا کہ میں نے اس کے ہاتھ میں جام پکڑا دیا ہے۔ وہ جام ہونٹوں سے لگا کے یوں غٹاغٹ پی گیا جیسے اس میں شراب کے بجائے پانی ہو۔ آہستہ آہستہ اس کے حواس ٹھکانے آئے۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا پھر مسکرا کر بولا۔ "یہ یہ میرا وہم تھا۔"

"اگر وہم ہی تھا تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ بڑا ڈراؤنا وہم تھا۔"

میں غور سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ وہ اپنے جذبات پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آ تھرٹن ایک بات بتاؤ۔" میں خاموش اور حیران کھڑا رہا۔

"یہ بتاؤ تمہارا مشرقی دوست کون ہے؟" اس نے گویا ڈرتے ڈرتے یہ سوال پوچھا۔

"میرا دوست! اوہ! تمہارا مطلب ہے کہ تمہارا مشرقی دوست! خیر تو میں اسے مرد سمجھے ہوئے تھا۔ لیکن بعد میں یہ انکشاف ہوا کہ وہ مرد نہیں بلکہ عورت ہے۔"

"عورت ......؟"

ہاں! اس کا چہرہ مردوں کا سا اور بھیانک ہے اور اس کی آواز بھی مرد سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن اس کا جسم عورت کا ہے۔ جوان عورت کا"

"یہ تو تم نے عجیب بات کہی ہے؟"

چند ثانیوں تک وہ آنکھیں بند کئے کھڑا رہا۔ اس کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

"آ تھرٹن" تم "تم سحر اور جادو وغیرہ میں یقین رکھتے ہو؟"

"اس کا انحصار جادو کی قسم پر ہے۔ تم کون سے جادو کا ذکر کر رہے ہو؟ معمولی سی شعبدہ بازی کا"

"کبھی نظر بندی کا نام سنا ہے؟"

"ہاں"

"کہتے ہیں کہ وہ شخص جو نظر بندی کرنے میں ماہر ہو اس شخص کو جس کی نظر بندی کی گئی ہو جو چاہتا ہے دکھا دیتا ہے۔ ایک قصہ میں نے سنا تھا کہ ایک جادوگر یا شعبدہ باز نے نیم کے ایک درخت سے رسہ باندھا اور لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ اس آدمی کو جسے میں نے رسہ باندھ دیا ہے اس کی جگہ پر سے ایک انچ آگے کھسکا دو۔ سینکڑوں آدمیوں کو وہ درخت نظر آیا اور ان سب نے مل کر زور لگایا تب بھی اس آدمی کو جو در اصل نیم کا درخت تھا۔ اپنی جگہ سے نہ کھسکا سکے۔ ہیں تمہارے ساتھ بھی تو ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ یعنی کہیں تمہیں بھی

تو مرد و عورت نظر نہیں آیا۔"

"اس کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تاہم میں اتنا ضرور کہوں گا کہ میں اس قسم کے جادو یا بقول تمہارے نظر بندی کا شکار نہ تھا۔"

"کسی زمانے میں میں نے ایک کتاب پڑھی تھی۔ دماغ کے پراسرار امراض غالباً یہی نام تھا اس کا۔ خیر تو اس کتاب کے چند ابواب میں توہمات پر بحث کی گئی تھی اور بے حد دلچسپ باتیں درج تھیں اس میں۔"

"ہو گا"

"سچ کہنا آ تھرٹن کہ اس کے متعلق کیا خیال ہے تمہارا"

"کس کے متعلق۔"

"کیا میں اپنے آپ کو حوالے کر دوں؟"

"کس کے حوالے۔"

"دماغی امراض کے کسی مشہور ڈاکٹر کے۔"

"میرے خیال میں تم مجنوں نہیں ہو۔"

"نہیں خدا کا شکر ہے یہ گویا ایک مژدہ جاں افزا ہے دنیا کے کسی مرض سے میں نہیں ڈرتا۔ لیکن پاگل پنے سے ڈرتا ہوں۔ بہرحال میں پاگل چاہے نہیں ہوں لیکن تندرست بھی نہیں ہوں۔ چنانچہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں چند دن کی چھٹی مناؤں اور کہیں باہر جا کر آرام کروں۔"

اور وہ اپنے چھاتے اور ہیٹ کی طرف بڑھا۔

"اس کے علاوہ تمہیں ایک اور بھی کام کرنا ہے۔"

"کیا؟"

"مارجورے سے دست بردار ہو جاؤ۔"

"میرے عزیز میری صحت نہایت تیزی سے گر رہی ہے چنانچہ میں دنیا کی ہر چیز سے دست بردار ہو جاؤں گا۔"

اس نے آخری الفاظ کچھ اس طرح سے کہے کہ مجھے اس پر رحم آ گیا۔

"لسنگھام! میرے دوست مجھے سمجھنے کی کوشش کرو رشک یا رقابت کی وجہ سے میں تمہیں مشورہ نہیں دے رہا۔ تم کچھ بھی کرو اس سے مجھے کوئی سروکار نہیں لیکن یہ مارجورے کی زندگی کا سوال ہے چنانچہ اس کمرے سے باہر جانے سے پہلے وعدہ کرو کہ آج رات سے پہلے تم مارجورے سے اپنی نسبت توڑ لو گے۔"

میری طرف لسنگھام کی پیٹھ تھی۔ اس نے میری طرف گھومے بغیر کہا۔

"آ تھرٹن! وہ وقت آئے گا اور بہت جلد آئے گا جب تم اپنے اس سخت سکون پر افسوس کرو گے اور تمہارا ضمیر ملامت کرے گا۔ اس وقت یہ بات تم پر واضح ہو جائے گی کہ میں دنیا کا سب سے زیادہ دکھی اور بدقسمت آدمی ہوں۔"

"یہ بات تو بہر حال اس وقت بھی واضح ہو گئی ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تمہارے دکھ اور بدقسمتی کا سایہ ایک معصوم لڑکی پر پڑے اور تمہارے ساتھ اس کی بھی زندگی تباہ ہو۔"

وہ میری طرف گھوم گیا۔

"آتھرٹن! سچ کہنا مارجورے کے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے؟"

"وہ مجھے ایک بہن کی طرح چاہتی ہے۔"

"لیکن کیا تم بھی اسے ایک بھائی کی طرح چاہتے ہو؟"

"تم تو جانتے ہی ہو لسنگھام کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔"

"تو کیا تمہیں یقین ہے کہ اگر میں ہٹ گیا تو تمہارے لئے راستہ صاف ہو جائے گا۔"

"فی الحال اس قسم کا کوئی مقصد میرے پیش نظر نہیں ہے تم یقین کرو یا نہ کرو لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں اس کا بھلا چاہتا ہوں اور اگر تمہیں اس سے محبت ہے تو یقیناً تم بھی یہی چاہتے ہو گے۔"

"بے شک میں بھی یہی چاہتا ہوں" وہ اداس ہو گیا۔ "آتھرٹن! تم میرے رقیب ہو اور اگر کوئی وقت ہوتا تو میں تم سے ڈویل (کسی نزاع کا فیصلہ کرنے کے لئے دو شخصوں کی ایسی لڑائی جس میں ایک شخص کا مارا جانا یقینی ہوتا تھا۔ یہ لڑائی تلوار یا پستول سے لڑی جاتی تھی پچھلی صدی تک ڈویل کا لڑنے کا رواج عام تھا) لڑ لیتا اور تمہارے کہنے سے مارجورے سے دست بردار نہ ہوتا۔ لیکن اب حالات مختلف ہیں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ زہر جو میری زندگی میں گھل گیا ہے اگر دور نہ ہوا تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنے ساتھ مارجورے کی زندگی برباد نہ کروں گا۔ میں اتنا خود غرض نہیں ہوں میرے دوست کہ اپنے ساتھ اس ہستی کی بھی زندگی تباہ کر دوں جو مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔"

چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔

"جب میں نوجوان تھا تو اس وہم میں مبتلا تھا۔" لسنگھام نے کہا۔

"لیکن پھر میرا یہ وہم غائب ہو گیا اور کئی سال تک میں اس سے محفوظ رہا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں ہمیشہ کے لئے اپنے اس وہم سے چھٹکارا حاصل کر چکا ہوں۔ لیکن پچھلے چند مہینوں سے میرا وہی وہم عود کر آیا ہے۔ اگر چند دنوں کے بعد بھی میری ایسی ہی حالت رہی تو میں نہ صرف مارجورے سے بلکہ اپنی تمام مصروفیات سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ آج سے میں اپنی تحقیقات کا آغاز کرتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ جلد از جلد اپنے وہم کی ماہیت معلوم کر کے اسے دور کر دوں۔ اس عرصہ میں میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ مارجورے سے دور ہی دور رہوں۔"

"وعدہ کرتے ہو۔"

"ہاں! وعدہ کرتا ہوں۔ تم سے بھی میری ایک درخواست ہے آتھرٹن۔ خدا کے لئے میرے ساتھ سخت سلوک نہ کرنا میرے دوست! میں بہت زیادہ دکھی ہوں چنانچہ میرے متعلق عجلت میں کوئی آخری فیصلہ نہ کرو۔ میں مجرم اور گنہگار نہیں ہوں جیسے کہ تم سمجھے ہوئے ہو ذرا سوچو۔ آتھرٹن میں دنیا سے کیا کچھ حاصل نہیں کر سکتا اور دنیا مجھے کیا کچھ نہیں دے سکتی۔ اس کے وجود میں دنیا کی ہر چیز اور ہر مسرت سے

دست بردار ہونے کے لئے تیار ہوں۔ میری بدقسمتی کا اندازہ لگانے کے لئے ایک بات کافی ہے۔"

اور وہ جانے کے لئے پلٹا۔ پھر رک گیا اور چونک کر چاروں طرف یوں دیکھنے لگا جیسے اسے کسی کی موجودگی کا وہم ہو گیا ہو۔ وہ کچھ سننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہ۔ یہ کیسی آواز ہے؟"

میں نے کان لگا کے سنا اور اب میں بھی سن سکتا تھا۔ وہ بھنبھناہٹ کی آواز تھی۔ مجھے وہ واقعہ یاد آ گیا جو گزشتہ رات مارجورے کے ساتھ ہوا تھا اور جس کی تفصیل اس نے مجھے بتائی تھی۔ یہ آواز بھونرے کی بھنبھناہٹ تھی یا اس سے ملتی جلتی تھی۔ اس آواز کو سنتے ہی لسنگھام کے چہرے پر خوف چھا گیا۔ اس کی حالت قابل رحم ہو گئی۔ میں اس کی طرف لپکا۔

"لسنگھام! یہ کیا بزدلی ہے۔ مرد بنو میرے دوست مرد بنو۔"

اس نے میرے ہاتھ پکڑ لئے سہمے ہوئے بچے کی طرح۔ "برانڈی دو مجھے"

خوش قسمتی سے برانڈی کی بوتل قریب کی میز پر رکھی ہوئی تھی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر بوتل کو اٹھا لیا۔ کیونکہ لسنگھام میرا ہاتھ چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھا۔ لسنگھام ایک ہی سانس میں جام خالی کر گیا۔

بھنبھناہٹ کی آواز ختم ہو چکی تھی۔

"آتھرٹن۔" اس نے جام میز پر رکھ دیا۔

"جب کسی شخص کو اپنے حواس قائم رکھنے کے لئے شراب کا سہارا لینا پڑے تو سمجھ لو کہ اس کی حالت قابل رحم ہے۔"

وہ پھر جانے کے لئے پلٹا۔ رکا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ میں اس کے ساتھ دروازے تک نہ گیا۔ میں نے اس کے پیروں کی چاپ سنی پھر باہر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔

میں آرام کرسی میں دھنسا سا گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ٹھونسے اور ٹانگیں آگے کی طرف پھیلا کے سر پیچھے ڈھلکا دیا۔

میرے دماغ میں خیالات ہجوم کر آئے۔

مجھے یوں بیٹھے ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ قریب سے ہی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ میں نے چونک کر دیکھا چوکور سفید کاغذ ہوا کے دوش پر سوار کھلی ہوئی کھڑکی میں سے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ کاغذ میرے قدموں پر گرا۔ میں نے جھک کر اسے اٹھا لیا۔

اس پر بھونرے کی تصویر تھی۔ یہ ہو بہو وہی تصویر تھی جس نے گزشتہ کل لسنگھام کو اس قدر سہما دیا تھا۔ اس تصویر میں اور اس تصویر میں ذرا بھی فرق نہ تھا۔

اگر یہ تصویر لسنگھام کے لئے بھیجی گئی تو بھیجنے والے نے ذرا دیر کر دی۔

یکا یک دالان میں کسی کے پیروں کی چاپ سنائی دی۔ آنے والا انتہائی اطمینان اور بے پرواہی سے اسی کمرے کی طرف آ رہا تھا جس میں میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دروازے پر نظر گاڑ دیں۔

دروازہ کھلا اور ڈورا گرے لنگ میرے سامنے تھی۔

"میرا آنا تمہیں برا تو نہیں معلوم ہوا۔" وہ سرخ ہو کے بولی!

"دراصل میں اپنا پرس یہاں بھول گئی تھی۔" وہ خاموش ہو گئی پھر کچھ سوچ کر بولی؛ "سنڈی تم آج دوپہر کا کھانا کھاؤ گے میرے ساتھ؟"۔

"میں نہایت شکریے کے ساتھ تمہاری دعوت قبول کرتا ہوں"

"خوشی سے قبول کرتے ہو۔"

"بے حد خوشی سے۔"

"شکر ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ تم مجھ سے خفا ہو۔"

"غلط خیال تھا تمہارا۔"

"تو چلو پھر بیٹھے کیا ہو۔"

چنانچہ میں نے بھونرے کی تصویر والا کاغذ میز کی دراز میں رکھا۔ دراز کو قفل لگایا اور ڈورا کے ساتھ باہر آ گیا۔

اور اس دن دوپہر کا کھانا میں نے ڈورا کے ساتھ کھایا۔

تیسرا حصہ

دہشت

بھونرے کی کہانی

مارجورے کی زبانی

میں بہت خوش ہوں۔ میں دنیا کی سب سے زیادہ خوش نصیب لڑکی ہوں۔ کتنی ہی لڑکیوں نے یوں کہا ہوگا اور اسی طرح محسوس کیا ہوگا۔ لیکن میں واقعی خوش ہوں اور اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھ رہی ہوں پال نے آخر کار اقرار محبت کر لیا ہے۔ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے ہائے! وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

وہ بڑی خوبصورت رات تھی جب پال نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے ساتھ ویسٹ منسٹر برج چلی چلوں۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ ہو لی رات زیادہ نہ گزری تھی۔ دس بجے ہوں گے۔ اس وقت سڑکیں سونی نہ تھیں لوگوں کی آمد و رفت جاری تھیں۔ راستے میں ہم سیاست کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

"حیران ہوں کہ تم اس کے متعلق کیا سوچتی ہوگی۔" پال نے کہا۔

"کس کے متعلق۔"

"ان ہی سیاسی اختلافات کے متعلق جو تمہارے والد اور میرے درمیان پیدا ہو گئے تھے۔ مسٹر لنڈن میرے کٹر مخالفوں میں سے ہیں۔ چنانچہ بعض اوقات میں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ ممکن ہے مسٹر لنڈن کی مخالفت کا اثر خود تم پر بھی ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ والد جس کی مخالفت کرتے ہیں اولاد بھی آہستہ آہستہ اس کی مخالفت کرنے لگ جاتی ہے۔"

میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں اور اب بھی کہتی ہوں کہ ابا کی دو شخصیتیں ہیں ایک سیاست دان اور دوسرے ابا۔ چنانچہ وہ میرے لئے صرف ابا ہیں وہ میرے سیاسی رہنما نہیں ہیں اور ان کے خیالات اپنے خیالات ہیں۔ چنانچہ ضروری نہیں کہ میں ان کے خیالات میں شریک رہوں اور آنکھیں بند کر کے آمنا و صدقنا کہنے لگوں۔

"لیکن تم ان کی لڑکی ہو۔"

"بے شک ہوں۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے اکثر لڑکوں اور لڑکیوں نے ہر دور میں اپنے باپ کی مخالفت کی ہے۔"

"تم انہیں چاہتی ہو؟"

"بے شک ایسا عمدہ باپ کسی کا نہ رہا ہوگا۔"

"چنانچہ تمہاری مخالفت ان کے لئے ایک حادثہ ثابت ہوگی۔ غمناک اور مایوس کن حادثہ وہ اسے بداخلاقی گستاخی بلکہ غداری پر محمول کریں گے۔"

میں نے انکھیوں سے اس کی طرف دیکھا اور سوچنے لگی کہ اس وقت اس کے دماغ میں کیسے خیالات چل رہے ہیں یہ بات ہم نے ایک دوسرے سے کہے بغیر تسلیم کر لی تھی کہ ہم دونوں کے درمیان ابا کے خیالات اور ابا سے میرے تعلقات کے متعلق گفتگو ہوئی اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اس رات سے پہلے

پال نے ذکر نہ چھیڑا تھا۔

"اس کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی البتہ یہ ضرور کہوں گی کہ ابا کے خیالات ان کے اپنے ہیں جن سے مجھے کوئی تعلق نہیں میں تو اپنے ابا کو صرف ابا سمجھتی ہوں اور بس۔"

"مس لنڈن! میرا خیال ہے کہ میں بہت جلد ثابت کر دوں گا کہ ایسا نہیں ہے تاہم کیا تم اس کے متعلق کوئی نہایت ہی ٹھوس اور منطقی دلیل پیش کر سکتی ہو کہ تمہارے خیالات خود تمہارے ہی ہیں گے۔"

"خود ابا کے خیالات بھی اٹل نہیں ہیں اور نہ کسی مرد کے ہو سکتے ہیں مثلاً اگر ابا دوسری شادی کر لیں تو دو ہفتوں بعد ہی ان کی بیوی کے خیالات ان کے ہو جائیں گے۔"

پال مسکرایا۔ "میرا خیال ہے کہ مرد اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے چہرے پر کئی نقاب بدل دیتے ہیں حتیٰ کہ سیاست کی نقاب بھی۔"

"صاف صاف کیوں نہ کہہ دوں بات یہ ہے پال کہ ابا کے خیالات ان کے اپنے نہیں ہیں انہوں نے بڑی بے اعتبار طبیعت پائی ہے چنانچہ انہیں خود اپنے آپ پر بھی اعتبار نہیں ہے۔"

پال ہنسا۔ اس اثنا میں ہم ویسٹ منسٹر برج پہنچ گئے تھے نیچے دریا نہایت سکون کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ اور ایک بھولی بھٹکی کشتی کنارے کی طرف نہایت تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔

"تم سمجھتی ہو کہ شادی تمہارے خیالات کو بدل دے گی۔" پال نے پوچھا۔ "میری بات جانے دو۔ عورتیں تو ہر ماحول میں ڈھل جاتی ہیں یہ تو ان کی فطرت ہے یہ بتاؤ کیا تمہارے خیالات بدل جائیں گے۔"

"یہ منحصر ہے ایک بات پر"

"کس بات پر؟"

"میرے خیالات بدل جائیں گے اگر تم مجھ سے شادی کر لو"

میں ایک سناٹے میں آگئی۔ اس نے یہ خلاف توقع بات کہی تھی میرا سر گھوم رہا تھا اور میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"برا مان گئی نا"

میں خاموش رہی۔

"کہو نا اب کیا کہتی ہو اس کے متعلق؟" بڑی کوششوں کے بعد میں نے کہا۔

"کس کے متعلق۔" میرا گلا خشک ہو رہا تھا۔

"شادی کرو گی مجھ سے؟؟"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جواب دے ہی نہ سکی۔

"جانتی ہو کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

"ہاں! جانتی تھی اور اس وقت یہ بھی معلوم ہوا میں بھی اس سے محبت کرتی ہوں۔"

سڈنی آتھرٹن نے بھی مجھ سے شادی کی درخواست کی تھی۔ یہ تو بڑی مضحکہ خیز بات تھی۔ پال چاہتا تھا کہ ہم اپنی نسبت کا اعلان فی الحال نہ کریں اور ہم نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ سڈنی کو بھی معلوم نہ تھا کہ میری نسبت پال سے ہو چکی ہے اس نے شادی کی درخواست کی اور میں نے انکار کر دیا۔

اسے صدمہ تو بہت تھا لیکن وہ ایک عمدہ بھائی اور دوست ثابت ہو سکتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے اسے بھائی اور دوست کے علاوہ کچھ اور سمجھا ہی نہیں۔ چنانچہ جب بھی ضرورت ہوگی۔ میں اس سے مشورہ لوں گی۔ اس کے مشورے مخلصانہ اور صحیح ہوتے ہیں۔ اور تعجب ہے کہ خلاف امید اس سے مشورہ لینے کی ضرورت بہت جلد پیش آ گئی۔

دوسرے دن ایک واقعہ ہوا۔ بے شک میرا اشارہ اس شخص کی طرف ہے جو تقریباً عریاں حالت میں ہمارے گھر کے سامنے بے ہوش پڑا تھا میں بھیڑ سے راستہ بناتی اس شخص تک پہنچی۔ میں نے فوراً ہی ایک آدمی کو ڈاکٹر کالٹ کو بلانے روانہ کیا جو زیادہ دور نہیں ہے۔ ابھی وہ آدمی ڈاکٹر کالٹ کو بلانے روانہ ہوا ہی تھا کہ سڑک پر پڑا ہوا شخص جسے سب مردہ تصور کر چکے تھے۔ ایک دم سے اٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی اور بے نور سی تھیں۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے اور ساتھ ہی اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور پھر وہ چیخا۔ اس شخص کی طرح جس نے بھوت دیکھ لیا ہو۔

''ہوشیار لسنگھام ہوشیار''

میں دم بخود رہ گئی۔ یہ شخص کیا جانتا ہے میرے پال کے متعلق کیوں اس نے پال کو خبردار کیا ہے۔ یقیناً یہ کوئی راز ہے۔ جس پر سے پردہ اٹھانا ضروری ہو گیا ہے۔ اس نے دو دفعہ پال کا نام لیا ہے اور بے حد عجیب آواز میں اور اب یہ معلوم کرنا میرا کام ہے کہ اس نیم پاگل اور مرجھائے شخص کا پال سے کیا تعلق ہے۔ ممکن ہے وہ پال کا کوئی دوست ہو اور اسے کسی خطرے سے خبردار کر رہا ہوں۔ ممکن ہے خود قدرت نے اس شخص کو میرے دروازے کے سامنے لا پھینکا ہو۔ چنانچہ یہی خیالات تھے جنہوں نے مجھے ایک دفعہ ایسا فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا جو میں اگر حالات مختلف ہوتے تو کبھی نہ کرتی۔

میں اسے اپنے گھر میں اٹھوا لائی اور پھر ڈاکٹر صاحب کی طرف گھوم گئی جو ابھی ابھی آئے تھے۔

''کیا ہوا ہے اسے؟'' میں نے پوچھا۔

''یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سکتے کا مریض ہو یا نہ بھی۔ فی الحال میں ابھی اس کا مرض سمجھ نہیں سکا۔ جب سمجھ لوں گا تو تمہیں بتا دوں گا۔''

چنانچہ اس شخص کا مرض ایک معمہ بنا رہا۔ ڈاکٹر صاحب نے کچھ نہ بتایا اور خود مریض کی حالت ایسی ہو رہی تھی کہ وہ اپنے باپ کو بھی پہچان نہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ کیا بتاتا کہ میرے پال سے اس کا کیا تعلق ہے۔

میں اوپر پہنچی۔ میرا خیال تھا کہ ابا پر گنٹھیا کا شدید دورہ پڑا ہوا ہے اور خود ابا بھی اسی وہم میں مبتلا تھے۔

لیکن جب میں نے انہیں نہایت ہی زور دار ناشتہ کرتے دیکھا کہ وہ بڑی رغبت سے بادام اور انڈے کھا رہے ہیں تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ ابا کا گنٹھیا اتنا خطرناک نہیں ہے جتنا کہ خود انہوں نے اسے بنا رکھا ہے۔

ابا سے میں نے اس شخص کا ذکر نہ کیا جسے میں سڑک پر سے گھر میں اٹھوا لائی تھی۔ مجھے خوف تھا کہ یہ خبر سنتے ہی ان کا گنٹھیا دفعتہً بڑھ جائے گا۔

بعد میں میرے اور ابا کے درمیان خاصی گرما گرمی ہوئی۔ پہلے کبھی ہم دونوں میں سخت باتیں نہ ہوئی تھیں۔ پہلے تو ابا نے مجھے ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی اور پھر دنیا جہاں کی دھمکیاں سنا ڈالیں۔

حالانکہ میرے پال نے اپنی پرجوش تقریر سے دارالعوام میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا لیکن وہ ابا کو مرعوب نہ کر سکا تھا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ ابا قصداً مرعوب نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ میں اور ابا پال کی تقریر کے متعلق کسی ایک بات پر بھی متفق نہ ہو سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دونوں میں کتے اور بلی کی قسم کا جھگڑا ہوا۔

ابا نے دنیا بھر کی برائیاں پال سے منسوب کرتے ہوئے ارضی و سماوی لعنتیں اس کے سر پر تھوپ دیں۔ اسی پر بس نہ کرتے ہوئے انہوں نے بیچارے پال کی سات پشتوں تک میں کیڑے ڈال دیئے۔ جب اس سے فرصت پائی تو مجھے طرح طرح کی دھمکیاں دینے لگے اگر میں نے فوراً ہی پال سے متعلق قطع تعلق نہ کر لیا تو وہ یوں کریں گے اور وہ یوں کریں گے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے پال سے قطع تعلق کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اب تو ابا بہت جھنجھلائے وہ یسوع مسیح' پاک ماں اور مقدس دیوی کا نام لے لے کر مجھے ساس نندوں کی بد دعائیں دینے لگے۔ ہاں' مجھے' اپنی اکلوتی بیٹی کو جس سے انہیں بہت زیادہ محبت ہے۔

آخرکار انہوں نے لعنت ملامت اور پھٹکار کے سیلاب میں مجھے کمرے سے باہر نکال دیا۔

جب ابا نے مجھے کمرے سے گویا نکال دیا تو میں سیدھی اس شخص کے پاس پہنچی جسے میں سڑک پر سے اٹھوا لائی تھی۔ رات زیادہ گزر چکی تھی۔ میں پریشان تھی۔ تھکن ہوئی تھی۔ تاہم اپنے کمرے میں جانے سے پہلے میں اس شخص کی طبیعت معلوم کرنا چاہتی تھی۔ مجھے کچھ یوں احساس تھا کہ وہ اجنبی کسی نہ کسی طرح میرے اور پال کے درمیان واسطہ بنا ہوا ہے میں نہیں جانتی کہ اس احساس کی بنیاد کیا تھی۔

جب میں اس کے بستر کے قریب پہنچی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بالکل اسی طرح جس طرح صبح سڑک پر اٹھ کے بیٹھ گیا تھا۔ پھر اس نے سامنے دیکھا دیکھتا رہا اور کربناک آواز میں کہا۔

''ہوشیار پال لسنگھام' بھونرا''

میں سمجھ ہی نہ سکی کہ اس کا مطلب کیا تھا۔ تاہم یہ عجیب بات ہے کہ جیسے ہی اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ مجھ پر یکایک شدید خوف طاری ہو گیا اور میری ٹانگیں کانپنے لگیں اور فوراً ہی مجھے احساس ہوا کہ میں غیر ارضی اور بھیانک چیز کے سامنے کھڑی ہوں حالانکہ میں اسے دیکھ نہ سکی۔

اب رہا وہ مریض تو اس کی یہ حالت ہوئی کہ یہ الفاظ کہتے ہی وہ بے چینی سے بستر پر ڈھے گیا۔ اس پر غنودگی یا بے ہوشی طاری ہو چکی تھی۔ نرس جو اس پر جھکی ہوئی تھی سر ہلا کر بولی۔

"یہ تو پھر چل بسا۔ اس دفعہ یہ واقعی مر گیا ہے۔ نبض ذرا بھی نہیں چل رہی ہے۔ بہرحال ایک بات میں یقین سے کہہ سکتی ہوں۔ اس شخص کے ساتھ کوئی بڑا ہی بھیانک واقعہ ہوا ہے۔ یا پھر کسی نے اس پر سحر کر دیا ہے کوئی بھی مرض انسان کی یہ حالت نہیں کر سکتا۔

اس نے گردن اٹھا کر میری طرف دیکھا میرے بشرے سے غالباً خاص قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔ کیونکہ نرس ایک دم گھبرا گئی۔

"کیا بات ہے مس نندن۔ میرے خدا تم تو سخت بیمار معلوم ہوتی ہو!"

میں واقعی کچھ بیمار تھی۔ لیکن میں نرس کو سمجھا نہ سکی کہ مجھے کیا ہوا تھا میں خود ہی نہ سمجھ سکی تھی اپنی حالت کو۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہوئی تھی کہ میری زبان میرے اختیار میں نہ رہی میں ہکلا کے بولی۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں واقعی کچھ بیمار ہوں۔ اب سونا چاہیے چل کر۔"

اور میں لڑکھڑاتے قدموں سے دروازے کی طرف چلی نرس پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھتی رہی۔ جب میں کمرے سے باہر آئی تو خدا جانے کیوں اور کس طرح مجھے احساس ہوا کہ کوئی دوسری چیز بھی میرے ساتھ ساتھ کمرے سے باہر آ گئی ہے اور اب میں اس چیز کے ساتھ برآمدے میں اکیلی تھی اس نظر نہ آنے والی ہستی کے وجود نے مجھے اتنا خوفزدہ کیا کہ میں بے اختیار پیچھے ہٹ کے دیوار سے لگ گئی۔

میں نہیں جانتی کہ اپنی خواب گاہ میں کس طرح پہنچی۔ میری ملازمہ فانشے میری منتظر تھی۔ اس کی موجودگی ایک لمحہ تک میری ڈھارس بندھاتی رہی یہاں تک کہ مجھے احساس ہوا کہ وہ کچھ عجیب نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

"مادموزیل کی طبیعت کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتی۔" وہ بولی۔

"نہیں تو اچھی ہوں البتہ کچھ تھک گئی ہوں۔ تم جاؤ فانشے میں خود ہی کپڑے اتاروں گی۔"

اور جب وہ چلی گئی تو میں ایک دم سے گھبرا گئی اور میں نے سوچا کہ کاش میں نے اس کو اپنے پاس بٹھائے رکھا ہوتا۔ مجھ پر خوف مسلط ہو گیا اور میں اپنی جگہ سے جہاں کھڑی تھی ہل بھی نہ سکی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر میں نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا ہوتا تو زمین پر ڈھیر ہو جاتی۔ اس وقت میں اپنے آپ وہ بڑی بہادر اور نڈر سمجھی ہوئی تھی اور یہ حقیقت بھی ہے کہ میں بزدل نہیں ہوں۔ بھوت پریت اور ان دیکھے سایوں سے نہیں ڈرتی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں نری احمق ہوں اور یہ کہ صبح میں اپنی بزدلی پر نہ صرف شرمندہ نظر آؤں گی بلکہ اپنے آپ کو بھی ملامت کروں گی۔

"مارجورے" میں نے اپنے آپ سے کہا۔ "تم بزدل اور احمق نہیں ہو تمہارا یہ وہم بے وجہ ہے ہمت سے کام لو۔"

لیکن ایسا نہ ہو۔ میں ہمت سے کام نہ لے سکی میرا خوف دور ہونے کے بجائے دوگنا ہو گیا اور ساتھ ہی ساتھ یہ احساس بھی شدید ہو گیا کہ میں کمرے میں اکیلی نہ تھی بلکہ کوئی ہستی میرے ساتھ اس کمرے میں موجود تھی۔ پھر ایک عجیب انکشاف ہوا میں نہیں جانتی کہ یہ انکشاف کیوں ہوا اور کس طرح ہوا لیکن یہ

حقیقت ہے۔ اس نے میری حالت عجیب کر دی تھی۔ مجھے سمجھایا گیا۔ خدا جانے کس طرح کہ وہی چیز جو میرے کمرے میں تھی پال کے ساتھ بھی تھی اور یہ کہ جس طرح میں خوفزدہ تھی پال بھی خوفزدہ تھا۔ میں کسی انجانے خطرے میں گھری ہوئی تھی اور پال بھی اور اس خطرے کو پال محسوس کر رہا تھا۔ لیکن میں اس کی مدد کے لئے اپنی ایک انگلی تک نہ ہلا سکتی تھی۔ لیکن یہ خطرہ کیا تھا۔ کس کی طرف سے تھا؟ میں نہ جان سکتی تھی اور پھر میں نے کچھ دیکھا۔ یا مجھے دکھایا گیا۔ خدا جانے کس طرح !

میں نے دیکھا کہ میں دیوار کے آر پار دیکھ سکتی ہوں۔ جیسے وہ شفاف کانچ کی دیوار ہو۔ میری نظر کے سامنے فاصلے سمٹ گئے۔ میری نظر کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ تھی اور میں نے ایک لرزہ خیز منظر دیکھا مجھے نظر آیا کہ پال۔ میرا پال فرش پر گٹھڑی بنا پڑا تھا اور اس طرح کے اس کے گھٹنے اس کے پیٹ میں گھسے ہوئے تھے اور وہ اپنا چہرہ ڈھانکے پاگلوں کی طرح مسلسل چیخ رہا تھا۔ یہ منظر ابتدا میں دھندلا دھندلا سا تھا۔ پھر زیادہ صاف ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مجھے اپنا وہم نہیں بلکہ حقیقت معلوم ہوئی اور پھر میں برداشت نہ کر سکی۔

"پال۔ پال۔" میں چیخ پڑی۔

فوراً ہی وہ منظر غائب ہو گیا اور ایک بار میں نے پھر دیکھا کہ میں کسی اور جگہ نہیں بلکہ اپنے کمرے میں کھڑی ہوئی تھی اور بتیاں جل رہی تھیں۔ یعنی کمرے میں اندھیرا نہ تھا اور یہ کہ میں نے اب تک اپنے کپڑے نہ اتارے تھے۔

"کہیں میں پاگل تو نہیں ہو گئی۔" میں نے سوچا۔

میں نے سنا کہ پاگل پن کی علامتیں عجیب عجیب ہوتی ہیں اور اس کے مدارج ہوتے ہیں۔ تو میں پاگل پن کے کون سے درجہ میں تھی۔ اور اگر میں پاگل ہوتی جا رہی تھی تو اس کا سبب کیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میرے دل و دماغ کو کوئی صدمہ نہ پہنچا تھا۔ کوئی ایسا واقعہ نہ ہوا تھا جو میرے پاگل پنے کا باعث ہوتا۔ یہ تو بہرحال حقیقت تھی۔ کوئی بھی یوں ایک دم سے بغیر کسی سبب کے پاگل نہیں ہو جاتا۔ ابتداء میں تو پاگل پنے کے آثار نمودار ہوتے ہیں جو مہینوں بلکہ برسوں قائم رہتے ہیں اور پھر ان آثار کو سمجھ کر دور کرنے کی کوشش نہ کی جائے تب آدمی پاگل ہو جاتا ہے۔ لیکن میرے ساتھ کوئی ایسی بات نہ ہوئی تھی۔ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ منظر آنے سے پہلے میں بالکل اچھی تھی میں قسمیہ کہتی ہوں کہ میری گھبراہٹ کا آغاز ابھی تھوڑی دیر پہلے ہوا تھا اس وقت جب اس مریض نے جسے میں گھر میں لائی تھی۔ بے حد عجیب آواز میں کہا تھا۔

"ہوشیار، پال لنگھام۔ ہوشیار۔"

اس کے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے۔

"یہ کیا ہے۔"

میں چونکی۔ میری پشت کی طرف سے بھنبھناہٹ کی آواز آ رہی تھی میں یہ دیکھنے کے لئے کہ وہ کس چیز کی آواز ہے ایک دم سے گھوم گئی۔ میرے ساتھ آواز بھی گھوم گئی۔ یعنی وہ اب بھی میری پشت کی طرف

تھی۔ میں چند ثانیوں تک بے حس و حرکت کھڑی رہی اور پھر اپنی ایڑیوں پر دائیں طرف گھوم گئی۔ لیکن وہ آواز مجھ سے زیادہ تیز اور چالاک ثابت ہوئی۔ وہ اب بھی میرے پیچھے تھی۔

میں خاموش کھڑی اس کی آواز سنتی رہی۔ کیا چیز تھی وہ جو میرے پیچھے منڈلا رہی تھی۔ کیا چیز تھی جو وہ میرے سامنے آتی نہ تھی۔

بھنبھناہٹ کی آواز بہت زیادہ صاف تھی۔ وہ مکھی یا بھڑ کی بھنبھناہٹ تھی۔

یا یا' نہیں وہ بھونرا تو نہ تھا؟

میں یوں بھی بھونروں سے ڈرتی ہوں مجھے اس سے گھن آتی ہے اور جہاں بھونرا ہو وہاں سے میں بھاگ پڑتی ہوں۔ لیکن اس رات بھونرا میرے کمرے میں تھا۔ صرف کمرے میں ہی نہیں بلکہ میری گردن کے قریب منڈلا رہا تھا اور میں اسے دیکھ نہ سکتی تھی۔

میں لرز کر رہ گئی۔

میرا خوف انتہا کو پہنچ گیا۔ مجھے اپنی قوتیں پگھلتی محسوس ہوئیں میں بستر کی طرف بھاگی وہاں پہنچ کر میں گھٹنوں پر گر گئی۔ میں نے دعا مانگنے کی کوشش کی لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ یکا یک ایک بات کا انکشاف ہوا۔ کوئی شیطانی قوت میرے کمرے میں گھس آئی تھی۔ اگر میں خدا کو پکار سکتی تو اس قوت کا زور ٹوٹ جاتا۔ لیکن افسوس میں خدا کو پکار نہ سکی۔ میں مجبور تھی۔ میں بے بس تھی۔

میں نے بستر پر گر کے تکیے میں اپنا منہ چھپا لیا اور اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ لیکن اب بھی میں اس آواز کو سن سکتی تھی وہ بدستور میری پشت کی طرف سے آ رہی تھی۔

یک بیک ایک چیخ کے ساتھ میں اٹھی اور دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہوا میں گھونسے چلانے لگی۔ لیکن میرا ایک بھی گھونسہ کسی چیز پر نہ پڑا۔ وہ بھڑ یا بھونرا جو کچھ بھی تھا میری پیٹھ کی طرف رہا۔

دیوانوں کی طرح میں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔ اس وقت میں ایک بے حد قیمتی اور عمدہ فراک پہنے ہوئے تھی۔ یہ فراک پال کو بھی بہت پسند تھا اور یہ فراک پہن کے جب میں نے اپنا عکس آئینہ میں دیکھا تھا تو نہایت فخر سے سوچا تھا کہ ایسا فراک کسی کے پاس نہ ہوگا اس فراک میں میں بہت زیادہ حسین معلوم ہوتی تھی اور میں نے سوچا کہ اسے سنبھال کر رکھوں گی اور خاص خاص موقعوں پر پہنوں گی۔ لیکن اب میں یہ سب باتیں بھول گئی تھی۔ میں اپنے اور پال کے پسندیدہ فراک کے چیتھڑے اڑا رہی تھی۔ میں جلد از جلد اسے اتار پھینکنا چاہتی تھی۔ میں نے اسے پھاڑ کے اتار پھینکا اور پھر اسے میں نے اپنے پیروں میں روند ڈالا خدا جانے کیوں۔ حالانکہ جانتی تھی وہ فراک پال کو بہت پسند تھا پھر میں بستر پر لیٹ گئی اور ہاتھ بڑھا کے بتی بجھا دی۔

اور پھر میں نے اپنے آپ کو گدے اور کمبل میں دفن کر دیا۔

میرا معمول تھا کہ اندھیرے میں میں اپنے خوشگوار مستقبل کے متعلق سوچا کرتی تھی۔ لیکن اس رات ایسا نہ ہوا۔ اس رات میں نے بتی بجھا کے سخت غلطی کی تھی۔ اندھیرے نے میرے خوف میں اضافہ کر دیا۔ میرا جی چاہا کہ میں بتی جلا دوں لیکن میں ایسا نہ کر سکی۔

میں بستر میں دبکی کانپ رہی تھی۔ اور بھنبھناہٹ کی آواز میرے سر پر منڈلا رہی تھی۔ خاموشی اور اندھیرے نے اس آواز کو اور زیادہ تیز کر دیا وہ چیز جس کی وہ آواز تھی۔ میرے بستر پر منڈلا رہی تھی اور دم بدم میرے قریب ہوتی جا رہی تھی۔

اور پھر وہ بھونرا یا جو کچھ بھی وہ تھا آہستہ سے کمبل پر جو میں اوڑھے ہوئے تھی۔ بیٹھ گیا۔ میں اس وقت کی سنسنی کو بیان نہیں کر سکتی۔ وہ کمبل پر بیٹھ گیا اور میں نے اس کا بوجھ محسوس کیا۔ کوئی ایک ٹن کا بوجھ مجھ پر رکھ دیا گیا تھا۔ میرا دم گھٹ رہا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ اس بوجھ میں حقیقت کتنی تھی اور میرا وہم کتنا تھا۔ یقین نہیں آتا کہ کوئی بھونرا اتنا وزنی ہو سکتا ہے ممکن ہے وہ اتنا وزنی نہ ہو۔ میرے خوف نے اسے اتنا وزنی بنا دیا ہو۔

چند ثانیوں تک وہ بھونرا جو کچھ بھی تھا۔ کمبل پر بے حرکت بیٹھا رہا اور میں سانس روکے پڑی رہی۔

پھر وہ چلنے لگا۔ میں اسے چلتے محسوس کر رہی تھی۔ وہ ڈولتا ہوا چل رہا تھا۔ اور غالباً ہر قدم کے بعد رک جاتا تھا۔ اور رک کر پھر چلنے لگتا تھا وہ نہایت یقین اور اطمینان کے ساتھ میرے سر کی طرف بڑھ رہا تھا اور میرا دل ڈوبتا جا رہا تھا۔ وہ جیسے خاموش ہو رہا تھا۔ اس کی دھڑکن ختم ہو رہی تھی۔ اور میں اپنی ایک انگلی تک نہ ہلا سکتی تھی۔ مجھ پر سکتہ طاری تھا۔

آخر کار وہ بستر کے سرہانے تک پہنچ گیا اور اب وہ اندر گھسنے کے لئے راستہ تلاش کر رہا تھا مجھے ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے۔ حیران ہوں کہ اس وقت مارے خوف کے میری حرکت قلب بند کیوں نہ ہو گئی۔

میں اسے قریب آتے محسوس کر رہی تھی میں جانتی تھی کہ وہ عین میرے [illegible] پر تھا میں جانتی تھی کہ اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

اور اس رات زندگی میں پہلی دفعہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ خدا کا شکر ہے کہ میں بے ہوش ہو گئی۔ اگر نہ ہوگئی ہوتی تو خدا جانے کیا ہو جاتا۔



صبح میں سڈنی کے پاس دوڑ گئی۔ اور اسے پوری کہانی سنا دی سڈنی نے دیکھا کہ رات کے واقعات بری طرح میرے ظاہر و باطن پر اثر انداز ہوئے تھے وہ بڑے غور اور توجہ سے میری کہانی سنتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ اس عرصہ میں ابا اسی کمرے میں پردے کے پیچھے چھپے میری باتیں سنتے رہے تھے چنانچہ میں نے ان دونوں کو کھری کھری سنا ڈالیں اور وہاں سے چلی آئی۔

جب میں غصہ میں بھنبھناتی گھر پہنچی تو معلوم ہوا کہ مریض کو ہوش آ گیا ہے چنانچہ میں یہ معلوم کرنے کے لئے بے تاب ہوئی کہ اس شخص کا پال سے کیا تعلق ہے اور اس نے پال کو کون سے خطرے سے خبردار کیا

تھا۔ شوق تجسس سے بے تاب ہو کر میں سیدھی اس کے کمرے میں پہنچی۔

جب اسے یہ معلوم ہوا کہ میں کون ہوں تو اس کے بشرے سے کرب اور احسان مندی کے آثار پیدا ہوئے۔ اس کی آواز کمزور ہونے کے باوجود ایک شریف اور تعلیم یافتہ شخص کی آواز تھی۔ جیسے جیسے وہ بولتا گیا اس کی آواز میں تیزی، خلوص اور ہمدردی آتی گئی اور اس نے ایک عجیب کہانی سنائی۔

اور اس وقت میں نے سوچا کہ میں خواہ مخواہ سڈنی سے خفا تھی۔ وہ میرا بہترین اور مخلص دوست تھا۔ وہی ایک ایسا شخص تھا جو میرے کام آ سکتا اور میری بہت سی مشکلات آسان کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ بڑا ہی دور اندیش اور سلجھے ہوئے خیالات کا مالک تھا اور کسی بھی معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتا تھا چنانچہ اس وقت مجھے سڈنی کے سہارے کی ضرورت تھی چنانچہ میں نے ایک ملازم کو دوڑا دیا کہ وہ سڈنی کو بلا لائے۔

ملازم سڈنی کو لے کر پانچ ہی منٹ میں آ گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ ڈورا گرے لنگ کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھا کر واپس آ رہا تھا کہ راستے میں ہی اس کی ملاقات میرے ملازم سے ہو گئی۔ اور وہ راستہ میں ہی سے پلٹ کر میرے ملازم کے ساتھ ہو لیا۔ میں نے اپنے کمرے میں سڈنی سے ملاقات کی۔

"سڈنی! میں چاہتی ہوں کہ تم اس کمرے میں جا کر اس عجیب و غریب مریض کی کہانی خود اس کی زبانی معلوم کرو۔"

"بڑے شوق سے۔"

"کیا میں تم پر اعتبار کر سکتی ہوں؟۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"تو میں سمجھائے دیتی ہوں کیا میں یقین کر لوں کہ تم میرے راز کو اپنا راز سمجھو گے اور کسی کو پردے کے پیچھے نہ چھپاؤ گے۔"

اس کا چہرہ شرم و خجالت سے سرخ ہو گیا۔

"مارجورے۔ وہ ایک اتفاق تھا یقین کرو تمہارا راز میرا راز ہے میں کسی سے اس کا ذکر نہ کروں گا۔"

"اچھا تو یہ سمجھ لو سڈنی میں تمہارا امتحان لے رہی ہوں اور اب تمہیں یہ ثابت کرنا ہے کہ تمہیں واقعی مجھ سے اتنی ہی ہمدردی اور محبت ہے جس کا تم دعویٰ کرتے ہو۔"

چند سیکنڈ بعد ہی ہم مریض کے کمرے میں تھے۔ سڈنی سیدھا مریض کے بستر کے قریب پہنچا۔ اس نے غور سے مریض کی طرف دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ٹھونس کر حیرت سے سیٹی بجا کے بولا

"اچھا تو یہ آپ ہیں۔"

"تو کیا تم جانتے ہو انہیں؟۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ تو میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں انہیں جانتا ہوں البتہ ایک دفعہ اتفاقاً ان سے یوں ہی راہ چلتے ملاقات ہو گئی تھی۔ شاید یہ حضرت بھی مجھے پہچانتے ہیں کیوں جناب پہچانا مجھے؟۔"

مریض بے چین ہو رہا تھا جیسے سڈنی کے لب و لہجے نے اسے بدحواس کر دیا ہو اور وہ کچھ کہتے ڈر رہا

ہو۔

"جی پہچانتا ہوں آپ وہی ہیں نا جن سے ایک رات سڑک پر اچانک ملاقات ہو گئی تھی۔"

"بالکل۔ اور آپ وہی ہیں نا جو کھڑکی میں سے دھم سے کود سے تھے گویا جو کام ہوا ہم سے وہ رستم سے نہ ہو گا۔ لیکن اس وقت آپ کی ایسی حالت نہ ہو رہی تھی جیسی کہ اس وقت دیکھ رہا ہوں۔"

پھر وہ میری طرف گھوم کے بولے۔ "مارجورے اگر تم برا نہ مانو تو میں ان صاحب سے تنہائی میں چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"یہ برا ماننے کی ایک ہی کہی اگر تم نے مجھے یہاں سے چلتا کر دیا تو بیشک مجھے برا معلوم ہو گا تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے تمہیں یہاں کس لئے بلایا ہے؟"

سڈنی مسکرایا اس کی یہ مسکراہٹ جبری اور بے موقع تھی۔

"غالباً یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ تم مجھ سے خفا ہو اور یہ کہ مجھ پر اعتبار ہے۔"

"بکواس نہ کرو ان صاحب نے نہایت ہی عجیب و غریب کہانی سنائی ہے مجھے اور میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم بھی یہ کہانی سن لو لیکن اکیلے میں نہیں بلکہ میری موجودگی میں۔"

"اچھا تو پھر بہتر ہو گا کہ تم اس کرسی پر بیٹھ جاؤ آرام سے یقیناً یہ عجیب و غریب کہانی خاصی طویل ہو گی اور تم کھڑے کھڑے تھک جاؤ گی۔"

میں کرسی میں بیٹھ گئی۔ سڈنی پلنگ پر بیٹھ گیا اور بڑے غور سے اجنبی کی صورت دیکھنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔

"ہاں تو جناب اب سنائیے اپنی وہ کہانی جو بقول مارجورے عجیب و غریب ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہو گا۔ ہم اس کہانی کا آغاز خالص ادبی ڈھنگ سے کریں چنانچہ یہ تو بتائیے کہ آپ کا نام کیا ہے؟۔"

"رابرٹ ہالٹ"

"اچھا تو مسٹر رابرٹ ہالٹ شروع کیجئے۔"

چنانچہ رابرٹ ہالٹ نے لفظ بہ لفظ وہ کہانی سنائی جو وہ مجھے سنا چکا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس دفعہ کی کہانی نسبتاً مسلسل تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ کتنا بھوکا اور تھکا ہوا تھا اور جب اسے غریب خانے میں جگہ نہ ملی تو اسے کتنی مایوسی ہوئی اور پھر کس طرح اسے ایک کھلی کھڑکی نظر آئی اور یہ کہ وہ کس طرح اس مکان میں جو خالی معلوم ہوتا تھا گھس پڑا۔ اور یہ کہ اس نے کس طرح اپنے آپ کو ایک غیر معمولی طور پر بھیانک آدمی کے سامنے کھڑا پایا اور یہ کہ کس طرح اس بھیانک آدمی نے پال کے خلاف اپنی شدید نفرت کا اظہار کیا اور کس طرح اسے رابرٹ ہالٹ کو پال کے یہاں چوری کرنے بھیجا اور ہالٹ اس طرح اس کا حکم بجا لایا۔ اور یہ کہ کس طرح جب وہ چوری کر رہا تھا تو پال آ گیا۔ اور جب ہالٹ نے چیخ کے بھونڈا کہا تو کس طرح پال پر خوف طاری ہو گیا اور اس نے ہالٹ کو اپنے گھر سے جانے دیا۔

ہالٹ کی کہانی پہلی دفعہ بھی مجھے کچھ کم حیرت انگیز معلوم نہ ہوئی تھی لیکن دوسری دفعہ اس کی کہانی اور بھی زیادہ حیرت انگیز معلوم ہوئی۔ لیکن سڈنی پر کون تھا اس کے بشرے سے ذرا بھی حیرت کا اظہار نہ ہو

رہا تھا چنانچہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ وہ پہلے بھی یہ کہانی سن چکا ہے۔ چنانچہ ہالٹ خاموش ہوا تو میں نے اس سے پوچھا۔

"غالباً یہ کہانی تم پہلے بھی سن چکے ہو نا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ کہانی میں نے پہلی دفعہ سنی ہے۔"

لیکن مجھے یقین نہ آیا۔ مجھے شک ہوا کہ وہ مجھ سے کوئی بات چھپا رہا ہے۔

"سڈنی چھپانے کی کوشش نہ کرو یہ کہانی تم نے ہال سے سنی ہے۔"

"میں تم سے کچھ نہیں چھپا رہا۔ یقین کرو کم سے کم اس وقت کچھ نہیں چھپا رہا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ لنتھام نے مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ لیکن مناسب ہوگا کہ اس بحث کو ہم کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھیں۔ چنانچہ اب اجازت ہو تو میں تمہارے مریض سے چند سوالات پوچھ لوں۔"

چنانچہ میں نے بھی اس وقت بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا حالانکہ مجھے یقین ہو چلا تھا کہ سڈنی مجھ سے چھپا رہا ہے اور یہ کہ وہ ہالٹ یا اس کی کہانی سے اچھی طرح واقف ہے۔"

سڈنی چند ثانیوں تک خاموشی سے مسٹر ہالٹ کی طرف دیکھتا رہا اور پھر نہایت کرخت آواز میں بے یقینی سے بولا۔

"مسٹر ہالٹ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے کسی خاص مقصد کے تحت ایک جھوٹی اور من گھڑت کہانی سنائی ہے چنانچہ اطلاعاً عرض ہے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے اس کا ایک لفظ بھی ہم نے تسلیم نہیں کیا۔"

"میں نے جو کچھ کہا ہے اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں اور نہ ہی میرے پیش نظر کوئی خاص مقصد ہے اور یہ تم بھی جانتے ہو کہ میں نے جو کچھ کہا ہے سچ ہے۔"

ہالٹ کی اس بات نے سڈنی کو بھونچکا کر دیا۔

"مسٹر ہالٹ مس لنڈن کی طرح تم نے بھی میرے متعلق غلط اندازہ لگایا ہے۔ تم دونوں اسی وہم میں مبتلا ہو کہ میں بہت کچھ جانتا ہوں حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہے خیر تو ہم اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سراسر غیر ضروری ہے ہاں تو میں سمجھتا ہوں کہ تم نے اس پراسرار مکان کے پراسرار مکین کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دے دی ہے اور یہ کہ تم اسے بھلا نہیں سکے۔"

ہالٹ کانپ گیا۔

"میں اسے کبھی بھلا نہ سکوں گا۔" وہ بولا۔

سڈنی نے سر ہلایا۔

"مطلب یہ ہے کہ تم اسے نہ بھولے ہو اور نہ اس مکان کو جس میں وہ رہتا ہے۔" ہالٹ نے کوئی جواب نہ دیا۔

"میرا مشورہ کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔" سڈنی نے کہا۔ "اگر تم نقاہت محسوس نہ کر رہے ہو اور تمہاری طبیعت ٹھیک ہو تو ہم تانگے میں بیٹھ کر اس پراسرار مکان کو ایک نظر دیکھیں گے۔"

"میں اب اچھا ہوں۔ میں تو آج صبح ہی چلتا پھرتا ہوتا لیکن ڈاکٹر صاحب کا حکم ہے کہ ابھی

میں آرام کروں۔"

"چنانچہ آج ہم ڈاکٹر صاحب کے حکم کی سرتابی کریں گے اور میرے خیال میں اس میں کوئی برائی نہیں باہر کی کھلی اور تازہ ہوا تمہارے لئے مفرح ثابت ہوگی۔" سڈنی میری طرف گھوم گیا۔

"چونکہ مسٹر ہالٹ کا جبہ گندہ ہو رہا ہے اس لئے تم انہیں کسی کا ایک سوٹ لا دو۔ سوٹ کی واپسی کا ذمہ دار میں ہوں مسٹر ہالٹ تم تیار ہو تو تب تک میں آتا ہوں ذرا۔"

جب ہالٹ کپڑے تبدیل کر رہا تھا ہم دونوں ایک دوسرے کمرے میں آ گئے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تمہارے ساتھ میں بھی چل رہی ہوں۔ میں نے کہا۔

سڈنی یوں خاموش رہا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔

"میں بھی چل رہی ہوں تمہارے ساتھ۔" میں نے کہا۔

"میرے ساتھ چل رہی ہو؟ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ لیکن کہاں؟"

وہ انجان بن کے بولا۔

"وہاں جہاں تم ہالٹ کے ساتھ جا رہے ہو۔"

"اس بھوت بنگلے میں"

"ہاں"

دیکھو بھئی خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلکان نہ کرو۔ ابھی ہالٹ کو وہ مکان تلاش کرنا ہے جب وہ مکان تلاش کر لے گا تو بعد میں میں تمہیں اس مکان کے درشن کرا لاؤں گا۔"

"نہیں میں اسی وقت چل رہی ہوں۔ چنانچہ تمہارا کچھ کہنا فضول ہے۔"

"یہ تو ظاہر ہی ہے کہ میرا کچھ کہنا ہر وقت فضول ہی ہوتا ہے اچھا اس گھر میں پستول وغیرہ تو ہوں گے۔"

"پستول، پستول کیا کرنے ہیں۔"

"ممکن ہے ضرورت پڑ جائے۔ اگر پستول ہوں تو ایک مجھے مستعار دے دو چونکہ تم مجبور کر رہی ہو اس لئے کہتا ہوں کہ ممکن ہے پستول استعمال کرنا پڑے معاملہ کچھ ایسا ہی ہے ذرا۔"

"تم ڈرانا چاہتے ہو مجھے"

میں ایسی کوئی بات نہیں کر رہا۔ البتہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کہیں تفریح کرنے یا پکنک پر نہیں جا رہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ ہمارا تمہارا سامنا کسی سچ مچ کے خطرے سے ہو جائے۔ تم جانو کہ وہ بھوت بنگلہ ہے۔"

"سچ مچ کے خطرے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔"

"سچ مچ کے خطرے سے مطلب ہے ایسا خطرہ جو جھوٹا نہ ہو۔"

"یہ کیا الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہو۔ جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کیوں نہیں کہہ ڈالتے۔"

"صاف صاف اس لئے نہیں کہہ ڈالتا کہ میں خود کسی اطمینان بخش نتیجہ پر نہیں پہنچا ہوں۔ لیکن

حالات اطمینان بخش نہیں ہیں اور یہ حقیقت ہے تم مانو یا نہ مانو میں فضا میں خطرے کی بو پا رہا ہوں۔ اس مکان میں تمہارے لئے خطرہ ہے مارجورے میں مذاق نہیں کر رہا ہوں میں سنجیدہ ہوں۔"

"تاہم میں چل رہی ہوں۔"

"تمہاری مرضی میں اپنا فرض ادا کر چکا۔"

میں نے ابا کا ایک پستول سڈنی کو دے دیا۔ اس نے پستول کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پتلون کی اس جیب میں جو پچھلے کولہے پر ہوتی ہے رکھ لیا اور چار پہیوں کی بگھی میں ہم اس مکان اور اس کے پراسرار مکین کا کھوج لگانے روانہ ہو گئے۔

ہالٹ اتنا دبلا پتلا تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بانس کو کپڑے پہنا دیئے گئے ہوں۔ اگر کوئی اور وقت ہوتا تو میں ہالٹ کا حلیہ دیکھ کر ہنس پڑتی۔ لیکن معاملہ ایسا تھا اور فضا اتنی سنجیدہ ہو رہی تھی کہ مسکرا تک نہ سکی۔

میں نہیں جانتی کہ بگھی کتنی دیر تک چلتی رہی۔ آخر کار ایک جگہ بگھی رک گئی۔ ہالٹ بگھی میں سے اتر پڑا۔ وہاں سڑک کے کنارے دو مکانات تھے۔ ہالٹ اس مکان کے سامنے جا کر جو سب سڑک تھا یوں رک گیا جیسے اس کے پیر زمین میں گڑ گئے ہوں۔

"یہی ہے وہ مکان۔" ہالٹ نے کہا۔

اس وقت وہ قدرے شگفتہ معلوم ہو رہا ہے اس کے برخلاف میں سہمی ہوئی تھی۔ سڈنی نے غور سے اس مکان کو دیکھا بہت پرانا اور واہیات سا مکان تھا۔

"یقین سے کہتے ہو کہ یہی ہے وہ مکان؟" سڈنی نے پوچھا۔

"ہاں یہی وہ مکان ہے؟"

"لیکن یہ تو خالی معلوم ہوتا ہے۔"

"پہلی دفعہ مجھے بھی یہ خالی معلوم ہوا تھا لیکن؟۔"

ہالٹ کا رنگ اور بھی زرد ہو گیا۔

"لیکن کیا "

"ممکن ہے اس وقت بھی مکان میں وہ موجود ہو۔ ممکن ہے اس وقت بھی وہ ہمیں دیکھ رہا ہو اور ہماری باتیں سن رہا ہو۔"

سڈنی نے پہلے سامنے والے دروازے پر دستک دی اور پھر پچھلے دروازے پر دستک دی۔ کوئی جواب نہ ملا اور تب اس نے ایک آخری فیصلہ کیا۔

اس نے اپنی جیب سے چاقو نکال کے اس کا پھل کھڑکی کے ساش میں گھسا کے ذرا سا گھمایا۔ کھٹ

سے چٹخنی کھل گئی کہتے ہیں کہ چور اسی طرح کھڑکیاں کھولا کرتے ہیں۔

"مسٹر ہالٹ میرے آگے چلو اور مجھے راستہ بتاؤ مجھے اس کمرے میں لے چلو جہاں تمہارے ساتھ ایک حیرت انگیز واقعہ ہوا تھا۔"

پھر وہ میرے کان کے قریب منہ لا کے بولا۔

"اپنے ساتھ پستول لائی ہو؟"

میں چونکی۔ "نہیں! مجھے کیا ضرورت ہے پستول کی؟"

سڈنی نے ایک ایسی بات کہی جو میرے خیال میں صرف ابا جب وہ غصے میں کہہ سکتے تھے۔ "سچ کہا ہے کسی نے عورتوں کی عقل ایڑی میں ہوتی ہے۔"

میں غصے ہو گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتی وہ بولا۔

"مارجورے اپنے حواس بجا رکھنا تم جو کچھ بھی دیکھو خدا کے لئے حیرت سے بت نہ بن جانا اور میرے قریب ہی رہنا۔ ورنہ تم جانو سنبھلنا میرے لئے مشکل ہو جائے گا۔"

میں نہ سمجھی کہ یہ ہدایات کیوں دی جا رہی تھیں۔ میرے نزدیک اس مکان میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ سڈنی خواہ مخواہ رائی کا پہاڑ بنا رہا تھا۔ تاہم مجھے اعتراف ہے کہ میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اور میں یوں محسوس کر رہی تھی جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ سڈنی سے میں واقف تھی اور جانتی تھی کہ وہ کوئی بات بے وجہ نہیں کہتا۔ لیکن پھر بھی مجھے اس کی ہدایات اور احتیاط بے وجہ اور بے موقع نظر آئی۔ اس وقت میری عجیب حالت ہو رہی تھی اور میں کوئی فیصلہ نہ کر سکتی تھی۔

سڈنی کی درخواست بلکہ یوں کہیے کہ حکم کے مطابق ہالٹ نے ہماری راہبری کی اور کمرے کے اس دروازے تک لے گئے جو عین سامنے تھا دروازہ بند تھا۔ سڈنی نے کئی دفعہ دستک دی۔ کوئی جواب نہ آیا۔

"کوئی ہے؟" سڈنی نے چیخ کے پوچھا۔

کوئی جواب نہ آیا۔ سڈنی نے دستہ گھمانے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ دروازہ مقفل تھا۔

"یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس مکان میں کوئی موجود ہے دروازے اپنے آپ مقفل نہیں ہو جاتے۔"

سڈنی نے دروازے کا دستہ پکڑ کے زور سے گھمایا۔ دروازہ نہ کھلا اس نے پھر کوشش کی اور اس دفعہ اس نے دروازے کو جھنجھوڑ ڈالا۔ مکان اتنا پرانا تھا کہ سڈنی کی اس کوشش نے اس کی دیواریں ہلا دیں لیکن دروازہ نہ کھلا۔

"اندر ہے کوئی؟ " سڈنی نے چیخ کے پوچھا۔ "اگر کوئی صاحب ہیں تو سیدھے دروازہ کھول دیں ورنہ میں توڑ دوں گا اسے۔" کوئی جواب نہ ملا۔

"بہت اچھا اب میں اپنے طور کھولتا ہوں اسے۔"

اس نے اپنا بایاں کندھا دروازے پر ٹکا کے ایک زور کا دھکا دیا۔ سڈنی مضبوط اور طاقت ور آدمی ہے۔ دروازہ پرانا اور کمزور تھا۔ دو چار ہی دھکوں میں دروازہ کھل گیا۔

سڈنی نے سیٹی بجائی۔

"مسٹر ہالٹ۔ مجھے یقین ہو چلا ہے کہ تمہاری کہانی من گھڑت نہ تھی۔"

صاف ظاہر تھا کہ ابھی کچھ دیر پہلے اس کمرے میں کوئی موجود تھا۔ لیکن مجھے تو یوں محسوس ہوا کہ اس وقت بھی جب ہم اس کمرے میں داخل ہوئے وہ خالی نہ تھا بلکہ ابھی اس میں کوئی موجود تھا۔ حالانکہ ہم اسے دیکھ نہ سکتے تھے بے چین کر دینے والی بو نے ہمارا استقبال کیا۔ یہ بو بالکل ایسی ہی تھی جیسی کہ مردار خور درندے کے جسم سے اٹھتی تھی۔

"عجیب بو ہے یہ تو" سڈنی نے ناک اچکا کے کہا۔ "خدا جانے کہاں سے آ رہی ہے بہر حال اس بو کا منبع معلوم کرنا اب ہمارا فرض ہو گیا ہے۔ مارجوری جہاں ہو وہیں کھڑی رہو۔ جب تک میں نہ بولوں وہاں سے نہ ہلنا۔"

باہر سے مجھے اس جھلملی میں، جو کھڑکی پر پڑی ہوئی تھی۔ کوئی خاص بات نظر نہ آئی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے وہ کسی موٹی چیز کی بنی ہوئی ہے۔ کیونکہ کمرے میں کچھ عجیب طرح کا اندھیرا تھا۔ سڈنی سیدھا کھڑکی کی طرف چلا کہ جھلملی اٹھا دے لیکن ابھی وہ چند قدم آگے ہی بڑھا تھا کہ دفعتہً رک گیا۔

"کیا ہے" اس نے پوچھا۔

"یہ یہ وہی ہے۔" ہالٹ نے جواب دیا۔

"وہی کون"

"بھونرا"

سڈنی کی صورت تو میں اندھیرے کی وجہ سے نہ دیکھ سکی۔ لیکن اس کی آواز سے معلوم ہوا کہ اس وقت وہ نہ صرف بے چین بلکہ غصے بھی تھا۔

"اچھا تو یہ وہی ہے خوب۔ اس دفعہ اگر میں نے اس کی شعبدہ بازی کا راز نہ معلوم کیا تو ہالٹ تم میرا نام بدل دینا۔"

اور وہ ایک دم سے کھڑکی کی طرف لپکا۔

"اس جھلملی کو کیا ہوا ہے یہ اٹھتی کیوں نہیں اور ڈوری کہاں ہے اسے اٹھانے کی؟۔"

"اس لعنتی جھلملی کو کس طرح اٹھائیں۔"

سڈنی ایک دم سے خاموش ہو گیا۔ ہالٹ میرے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔ اس پر یکا یک ایسا لرزہ طاری ہوا کہ اگر میں اسے پکڑ نہ لیتی تو وہ یقیناً گر پڑتا۔ ہالٹ کا چہرہ کچھ بھیانک سا ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔ جیسے وہ اپنے سامنے کوئی ہیبت ناک چیز دیکھ رہا ہو۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے موٹے موٹے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔

"وہ آ رہا ہے۔" ہالٹ چیخا۔

میں ٹھیک سے نہیں کہہ سکتی کہ کیا ہوا۔ البتہ اتنا ضرور جانتی ہوں کہ جیسے ہی ہالٹ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کمرے کے انتہائی سرے پر سے بھنبھناہٹ کی آواز سنائی دی اس آواز کو سنتے ہی مجھے گزشتہ رات کا

واقعہ یاد آ گیا۔ اس رات کی سنسنی کو میں باوجود کوشش کے بھلا نہ سکی تھی۔ ایک دم سے گھبرا نے لگی میں نے سڈنی کی آواز سنی مارے غصے کے وہ اپنے آپ میں نہ رہا تھا۔

"بہت اچھا۔ اگر اوپر نہیں جاتی تو نیچے گھسیٹ لوں گا۔" اس نے کہا۔

اور سڈنی نے جھلملی گھسیٹ لی۔ جو مع بیلن کے نہایت تیز آواز کے ساتھ فرش پر گری۔ کمرے میں روشنی کا سیلاب سا آ گیا۔ سڈنی کھڑکی کے قریب کھڑا تھا اور اس کے بشرے سے ایسی الجھن عیاں تھی کہ کوئی اور وقت ہوتا تو میں قہقہہ لگا کے ہنس پڑتی۔ وہ ابا کا پستول اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑے حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا گویا حیران تھا کہ وہ چیز اسے نظر کیوں نہیں آ رہی جو اسے نظر آنی چاہئے تھی۔

"مارجوری کوئی آواز سنی تھی تم نے۔" اس نے پوچھا۔ "یا وہ میرا وہم تھا۔"

"ہاں سنی تھی یہ وہی آواز تھی جو میں نے گزشتہ رات اپنے کمرے میں سنی تھی۔

"اچھا تو یہ وہی آواز تھی۔ اب میں اسے تلاش کر لوں گا اور پھر ہو جائیں گے دو دو ہاتھ وہ کمرے سے نکل نہیں سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ اسی کمرے میں ہے میں نے نہ صرف اس کی آواز سنی تھی۔ بلکہ اپنے چہرے پر اس کے گھناؤنے جسم کی گرمی محسوس کی تھی۔ ہالٹ اندر آ جاؤ اور دروازہ بند کر لو۔"

ہالٹ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے جیسے وہ آگے بڑھنے والا ہو یا اس کی کوشش کر رہا ہو۔ لیکن وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا۔

"میں اندر نہیں آ سکتا۔" وہ چیخا۔

"اندر نہیں آ سکتے۔ کیوں؟"

"وہ نہیں آنے دیتا۔"

"کون نہیں آنے دیتا۔"

"بھونرا"

سڈنی کھڑکی کے قریب سے ہٹ کر ہالٹ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اور مجسس نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ میں ہالٹ کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی۔ سڈنی بڑبڑایا۔ اس نے اپنے آپ سے یا شاید مجھ سے کہا۔

"خدا کی قسم میرا اندازہ غلط نہ تھا۔ اس بیچارے پر پھر جادو کر دیا گیا ہے۔" پھر اس نے ہالٹ سے پوچھا۔

"تم اب بھی اسے دیکھ رہے ہو۔"

"ہاں دیکھ رہا ہوں۔"

"کہاں ہے"

"تمہارے پیچھے"

ابھی ہالٹ کے منہ سے یہ الفاظ پوری طرح نکلنے بھی نہ پائے تھے کہ ایک بار پھر میں نے بھنبھناہٹ کی آواز سنی۔ اس دفعہ یہ آواز بہت قریب سے آ رہی تھی معلوم ہوتا ہے کہ سڈنی نے بھی یہ آواز

سن لی ہے۔ کیونکہ وہ لٹو کی طرح ایک دم سے گھوم گیا اور اس طرح اتنی عجلت میں اس کا ایک ہاتھ اتنے زور سے میرے گال پر پڑا کہ میں لڑکھڑا گئی۔

"معاف کرنا مارجورے۔ لیکن یہ معاملہ ہی ایسا ہے کہ ذرا سی سستی خدا جانے کیا کر سکتی ہے۔ تم نے آواز سنی تھی۔"

"ہاں سنی تھی اور اس دفعہ یہ آواز بہت قریب تھی۔ میرے منہ سے صرف ایک یا دو انچ دور۔"

ہم نے پہلے چاروں طرف اور پھر حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا سڈنی چند لمحوں تک خاموش کھڑا رہا۔ پھر اس نے ایک قہقہہ لگایا۔

"عجیب بات ہے یہ تو۔ میں یہ تو نہیں جانتا کہ یہ ہمارا وہم تھا یا ہم پاگل ہو گئے ہیں لیکن یہ عجیب بات ہے یقیناً یہ کوئی شعبدہ ہے اور اگر ہم نے یہ شعبدہ معلوم کرنے کی ترکیب معلوم کر لی تو پھر وہ ہمیں ڈرا نہ سکے گا۔ لیکن اس کی ترکیب معلوم کرنا واقعی مشکل ہے۔ تمہارے خیال میں یہ ہمارا دوست تو نہیں بن رہا۔"

"نہیں۔ اس کے برخلاف، یہ مجھے کچھ بیمار معلوم ہوتا ہے۔" میں نے ہالٹ کی طرف دیکھ کر جواب دیا۔

"بے شک یہ بیمار معلوم ہوتا ہے اور یوں بھی معلوم ہوتا ہے جیسے اس پر نوم توجہ کی حالت طاری ہو، ہالٹ۔"

"ہاں" یہ آواز سڈنی نے میرے کان میں کہی۔ "جو نوم توجہ کے عالم میں ہو لیکن دوسری بات یہ بھی ہے کہ وہ شخص جس پر ہپناٹزم کیا گیا ہو۔ صرف ہپناٹزم کرنے والے کے ہی حکم کی تعمیل کرتا اور اسی کے سوال کا جواب دیتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے پراسرار دشمن کی قوتوں کی طرف سے ذرا مشکوک ہو گیا ہوں۔ اور پھر اس نے اونچی آواز میں کہا۔ "ہالٹ اندر آ جاؤ۔"

ہالٹ نے پھر آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔

"میں نہیں آ سکتا۔"

"بکواس نہ کرو۔ تمہارا خیال ہے کہ تم مجمع لگا کے کوئی تماشہ کر رہے ہو۔ بنو نہیں اور سیدھے طریقے سے اندر آ جاؤ۔"

ہالٹ نے پھر آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ اس غریب کی حالت قابل رحم ہو رہی تھی۔

"میں نہیں آ سکتا۔"

"لیکن میں تو کہتا ہوں کہ تم آ سکتے ہو اور آؤ گے۔ اگر تم اپنے آپ نہیں آ سکتے تو میں تمہیں اٹھا کے کمرے میں لے آتا ہوں۔ پھر دیکھوں کوئی میرا اور تمہارا کیا بگاڑ سکتا ہے۔"

اور سڈنی ہالٹ کو اٹھانے کیلئے آگے بڑھا اور ابھی وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ ہالٹ کے رویہ میں ایک حیرت انگیز تغیر ہوا۔

میں کمرے کے بیچ میں کھڑی ہوئی تھی۔ سڈنی میرے اور دروازے کے درمیان کھڑا ہوا تھا اور ہالٹ دروازے کے باہر بڑے کمرے میں کھڑا تھا۔ جب سڈنی اس کی طرف بڑھا تو ہالٹ پر یکایک تشنج سا طاری ہو گیا۔ چنانچہ گرنے سے بچنے کے لئے وہ دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ یہ دورہ جتنی تیزی سے اس پر طاری ہوا تھا اتنی ہی تیزی سے گزر بھی گیا۔ سڈنی بھی چلتے چلتے رک گیا تھا اور ہالٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ موخر الذکر اب خاموش کھڑا تھا اور اس کے کھڑے رہنے کا انداز بھی عجیب تھا۔ اس کا سر پیچھے کی طرف جھکا ہوا تھا۔ ٹھوڑی ہوا میں اٹھی ہوئی تھی اور نظر کہیں اوپر خلا میں جمی ہوئی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی اس سے کچھ کہہ رہا ہو اور وہ ہمہ تن گوش بنا سن رہا ہو۔ اس کے بدن کا کوئی عضو کوئی پٹھا تک حرکت نہ کر رہا تھا وہ صحیح معنوں میں بت بن گیا تھا۔ یکایک وہ بے چین ہو گیا۔

"میں سن رہا ہوں" اس نے بے حد عجیب آواز میں کہا "میں آ رہا ہوں"

اور ہالٹ پلٹ کے اس دروازہ کی طرف چلا جو سڑک پر کھلتا تھا۔

"او میاں او بھائی۔" سڈنی چلایا۔ "یہ کہاں چلے؟"

ہم دونوں اس کی طرف بڑھے۔ ہالٹ چٹخنی کھول رہا تھا۔ ابھی ہم اس کے قریب پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ دروازہ کھول کر باہر نکل چکا تھا۔ سڈنی ایک دم سے اس کی طرف دوڑا اور زینے پر اسے جا پکڑا۔

"کہاں چلے بھائی۔ یعنی کیا مطلب ہے اس طرح بھاگ پڑنے کا؟" ہالٹ نے سڈنی کی طرف دیکھا۔ وہ سامنے دیکھتا رہا۔

"میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ مجھے بلا رہا ہے۔"

"کون بلا رہا ہے؟"

"بھونروں کا بادشاہ۔"

میں نہیں کہہ سکتی کہ سڈنی نے ہالٹ کا ہاتھ خود ہی چھوڑ دیا تھا یا نہیں البتہ مجھے تو کچھ یوں معلوم ہوا جیسے وہ سڈنی کی گرفت میں سے زندہ مچھلی کی طرح پھسل پڑا۔

وہ سڈنی کی گرفت میں سے آزاد ہو کے اس راستہ پر ہو گیا جس راستے سے ہم آئے تھے۔ سڈنی کچھ دیر کھڑا ہالٹ کو جاتے دیکھتا رہا۔ پھر میری طرف گھوم کے بولا۔

"عجیب معاملہ ہے یہ تو۔ اب کیا کیا جائے؟"

"لیکن یہ ہالٹ کو کیا ہو گیا ایک دم سے۔" میں نے پوچھا۔ "کہیں وہ پاگل تو نہیں ہو گیا۔"

"اگر وہ واقعی پاگل ہو گیا ہے تو اس کے پاگل پنے میں بھی کوئی خاص بات ہے اس وقت اس کی ایسی حالت ہے جیسی کہ اس رات تھی جب میں نے اسے لنکھام کی کھڑکی میں سے کودتے دیکھا تھا۔ بہر حال اس کا تعاقب کرنا بے فائدہ نہ ہوگا۔ ممکن ہے وہ اپنے پراسرار مشرقی آقا کے پاس جا رہا ہو۔ دوسری طرف

یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس کے پاس نہ جا رہا ہو۔ اور اس مشرقی نے ہمیں یہاں سے ٹالنے کے لئے یہ چال چلی ہو۔ بہر حال وہ مشرقی دو دفعہ مجھے چکمہ دے چکا ہے۔ اور تیسری دفعہ میں دھوکا کھانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ لیکن میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کیا کروں اگر میں نے بالٹ کا تعاقب کیا اور یہ مشرقی کی چال ثابت ہوئی۔ تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن دوسری طرف یہ ہے کہ اگر بالٹ کا تعاقب نہ کیا گیا اور اگر وہ حقیقت میں اپنے آقا کے پاس ہی جا رہا ہے تو اس صورت میں بھی ہم ناکامیاب رہیں گے۔ اور مشرقی کامیاب رہے گا اور اس دفعہ میں دھوکا کھانا نہیں چاہتا۔

"میں یہیں ٹھہرتی ہوں۔ تم بالٹ کا تعاقب کرو۔"

"تم یہاں ٹھہرو گی؟ یعنی اکیلی۔"

"ہاں اکیلی تم یوں کرو کہ راستے میں جو بھی پہلا شخص تمہیں ملے پولیس کا آدمی کوچبان یا کوئی اور۔ اسے فوراً یہاں بھیج دو۔ اس طرح میں اکیلی نہ رہوں گی۔ ہم نے وہ بکس لوٹا کے سخت غلطی کی ہے۔"

"واقعی یہ بڑی غلطی ہوئی۔" سڈنی نے ہونٹ چبا کے کہا۔ "لعنت ہو بالٹ پر کمبخت کس قدر تیز چل رہا ہے۔"

بالٹ موڑ کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"سڈنی۔ تم بالٹ کا تعاقب کرو۔ ممکن ہے تم مشرقی کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو جاؤ۔ میری فکر نہ کرو۔ اگر ممکن ہو تو کسی کو یہاں بھیج دینا۔"

"ضرور بھیج دوں گا۔ لیکن اس کے آنے تک اکیلے میں تمہیں ڈر تو نہیں معلوم ہوگا۔"

"تم نے مجھے بچی سمجھ رکھا ہے؟۔۔۔"

بالٹ موڑ مڑ چکا تھا اور اب وہ نظروں سے اوجھل تھا۔ سڈنی کے منہ سے غصے اور بے چینی کی چیخ نکل گئی۔

"اگر میں یونہی کھڑا رہا تو بالٹ کہیں جا کر غائب ہو جائے گا اور پھر میرے فرشتے بھی اسے نہ ڈھونڈ سکیں گے۔ تم یہیں ٹھہرو مارجوری جو بھی شخص مجھے راستے میں مل جائے گا میں اسے یہاں بھیج دوں گا۔"

"ٹھیک ہے تم میری فکر نہ کرو۔" اور وہ دوڑ پڑا۔

"یقین ہے کہ پانچ منٹ بعد ہی کوئی تمہارے پاس آ جائے گا۔" وہ چیخا۔

میں نے اس کی طرف ہاتھ ہلا دیا۔ میں اسے دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ موڑ پر پہنچ گیا۔ اس نے میری طرف ہاتھ ہلایا اور موڑ مڑ کے میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اور اب میں وہاں اکیلی تھی۔

جب سڈنی چلا گیا تو میرا جی چاہا کہ کھل کھلا کے ہنس پڑوں۔ آخر وہ میری طرف سے اتنا پریشان اور متفکر کیوں تھا۔ اس لئے کہ میں اس کے خیال میں بزدل تھی یا اس لئے کہ میں چند منٹوں تک اس خالی مکان میں اکیلی رہوں گی۔ مکان خالی تھا اور اگر نہ بھی ہوتا تب بھی وہ دن کا وقت تھا۔ آدھی رات تو تھی نہیں کہ مجھے کوئی اٹھا لے جاتا اور لوگ سوتے پڑے رہتے۔ چنانچہ سڈنی کی پریشانی بے وجہ اور احمقانہ

معلوم ہوئی۔ اور میرا جی چاہا کہ میں اس کی اس پریشانی پر خوب ہنسوں۔

میں چند لمحے تک دروازے میں کھڑی سوچتی رہی کہ بالٹ کو ایک دم سے کیا ہو گیا ہے۔ اس پر جنون کا دورہ پڑا تھا کیا؟ وہ کہاں گیا تھا سڈنی اس کے تعاقب میں کیوں روانہ ہوا تھا۔ اور یہ پراسرار مشرقی کون تھا جس کا ذکر سڈنی بار بار کر رہا تھا ان سوالوں کا کوئی جواب میری سمجھ میں نہ آیا۔ یہ سارا معاملہ مجھے نہ صرف الجھا ہوا بلکہ مضحکہ خیز بھی معلوم ہوا۔

میں پلٹی اور مکان میں چلی گئی۔ دفعتہً ایک نیا خیال سطح دماغ پر ابھر آیا اور پراسرار مشرقی کا استفہام ہے۔ میرے پال سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔ بالٹ کی عجیب و غریب کہانی کو میں پوری طرح سمجھ نہ سکی تھی۔ اس کی کہانی بظاہر ایک مجذوب کی بڑ یا دماغی مریض کی اختراع معلوم ہو رہی تھی لیکن یہ عجیب بات ہے سڈنی جیسے ہوشیار شخص نے بالٹ کی کہانی کو صحیح تسلیم کر لیا تھا۔ اسے اس کہانی میں کوئی خاص بات نظر آئی تھی جو مجھے نظر نہ آئی تھی۔ جہاں تک کہ میں سمجھ سکی سڈنی کو یقین ہو گیا تھا کہ میرا پال کسی پراسرار جرم کا ارتکاب کر چکا ہے یا کسی پراسرار معاملہ میں پھنسا ہوا ہے اور اس جرم یا معاملہ کا تعلق کسی نہ کسی طرح بالٹ سے ہو سکتا ہے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے پال کے کردار پر شک کرنا حماقت ہے میں نہیں کہہ سکتی کہ سڈنی کون سے مقصد کے تحت یوں بھاگ دوڑ کر رہا تھا۔ لیکن میں پال کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اگر میرا سامنا اس پراسرار مشرقی سے ہو گیا تو میں اسے بتاؤں گی کہ پال سے مذاق کرنا خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔

میں اس کمرے میں پہنچ گئی جو بقول بالٹ کسی پراسرار شیطانی وجود کا مسکن تھا۔ ایک بات تو بہر حال صاف تھی۔ جو بھی اس کمرے میں رہا تھا اسے جدید فرنیچر سے نفرت تھی یا وہ اس سے واقف نہ تھا۔ کیونکہ کمرے میں نہ کوئی میز تھی اور نہ کوئی صوفہ ایسی کوئی چیز وہاں موجود نہ تھی سوائے ایک بستر کے جس پر آدمی بیٹھ سکے۔ البتہ فرش پر نہایت قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔ یہ قالین بے شک مشرق میں بنا ہوا تھا قالین اتنا موٹا اور اتنا ملائم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی ہزاروں سال پرانی برف پر چل رہا ہو۔ اس میں بہت سے رنگ تھے اور پورا قالین۔

اور جب میں نے دیکھا کہ پورا قالین ایک خاص انداز پر بنا ہوا تھا تو میں چونکی ہاں!

بھونرے پورے قالین پر بھونرے تھے۔

قالین پر ایک خاص قسم کے بھونرے بنے ہوئے تھے۔ اور ہر بھونرے کے درمیان تھوڑی سی جگہ چھٹی ہوئی تھی۔ یہ بھونرے قالین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے گئے۔ قالین بنانے والوں نے ان بھونروں کو سرخ زمین پر ایسی مہارت کے ساتھ کاڑا تھا اور اس طرح ابھارا تھا کہ وہ بغور دیکھنے کے باوجود زندہ معلوم ہوتے تھے۔

ہر چند کہ قالین بے حد ملائم بے حد قیمتی اور مشرقی کاریگری کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا تاہم میں بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ گئی کہ ایسا واہیات اور بے آرام قالین کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ میں اپنی شہادت کی انگلی قالین کے بھونروں کی طرف ہلا کے بولی۔

"سڈنی کے جانے سے پہلے معلوم ہو گیا ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں اسے روک لیتی۔"

دفعتہ میں چونکی۔ خوف میرے دل میں اترتا جا رہا تھا۔

"مارجورے تمہیں شرم آنی چاہئے" میں نے اپنے آپ سے کہا۔ "یہ کیا بودا پن ہے ان تصویروں سے ڈر رہی ہو تم اپنے آپ کو بہت بہادر سمجھے ہوئے تھیں توبہ توبہ ان بھونروں سے ڈر رہی ہو یہ تو چھوٹے بھونرے ہیں۔"

میں نے اپنا ایک پیر اٹھا کے قالین کے ایک بھونرے پر رکھ دیا۔ شاید وہ میرا وہم تھا بہر حال مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بھونرا میرے جوتے تلے کچر سے پچک گیا ہو۔ آخ تھو مجھے گھن آنے لگی۔

"یہ کیا حماقت ہے مارجورے؟ اس طرح تو تم چند منٹوں میں ہی "

میں آگے نہ سوچ سکی۔ میں نے کھڑکی کی طرف گھوم کے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا۔

سڈنی کو گئے پانچ منٹ گزر چکے تھے۔ وہ شخص جسے سڈنی نے اس طرف روانہ کیا ہو گا۔ اب آیا جاتا ہے میں دیکھتی ہوں جا کر۔

میں پھر دروازے پر پہنچی۔ سڑک سنسان تھی دور تک کوئی نظر نہ آ رہا تھا میں مایوس ہو گئی اور فیصلہ نہ کر سکی کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔ دروازے میں کھڑے رہ کر کسی راہ گیر کا یا اس شخص کا جسے سڈنی نے روانہ کیا ہوا انتظار کرنا انتہائی بزدلی کی علامت تھی۔ اس کے علاوہ میں کچھ بے چینی بھی محسوس کر رہی تھی اور خدا جانے کیوں اس قالین والے کمرے میں لوٹ جانا چاہتی تھی۔

چنانچہ میں ایک عجیب اضطراب کے عالم میں دروازے پر کوئی پانچ منٹ تک کھڑی رہی اور پھر قالین والے کمرے میں چلی گئی۔

اس دفعہ میں نے حتی الامکان قالین کے بھونروں کی طرف دھیان نہ دیا اپنا دھیان ہٹانے کے لئے میں بستر کا معائنہ کرنے لگی۔ میرا خیال تھا کہ وہ بڑا سا پلنگ ہو گا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ وہ پلنگ نہ تھا اور اگر تھا تو ایسا نہ تھا جیسا کہ ہمارے آپ کے گھر میں ہوتا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ اس میں پٹیاں نہ تھیں اور نہ ہی اس کے چار پائے تھے۔ وہ کمبلوں کا ایک انبار تھا۔ اور بس بہت سے کمبل فرش پر اوپر تلے رکھ دیئے گئے تھے۔ پھر کمبل بھی ایک سے نہ تھے۔ مختلف رنگوں اور مختلف حجم کے کمبل تھے۔

وہ کمبل جو سب سے اوپر تھا۔ سفید تھا اور ریشمی معلوم ہوتا تھا کسی عمدہ اور چمکدار چیز کا بنا ہوا تھا۔ اور اتنا ملائم معلوم ہوتا تھا کہ ڈھاکے کی مشہور ململ کی طرح انگوٹھی کے حلقے میں سے نکل جائے۔ اس بڑے کمبل کو میں نے کھول کر پھیلا دیا کہ اسے اچھی طرح دیکھ سکوں۔ کمبل کے عین بیچ میں ایک تصویر کمبل پر کاڑھی گئی تھی۔ یا کمبل پر بنی ہوئی تھی۔ پہلے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ وہ کس چیز کی تصویر تھی۔ اس تصویر کے گرد نور کا ایک حلقہ سا تھا جو روشن معلوم ہوتا تھا غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ حلقہ نہ تھا۔ بلکہ کھڑی لکیریں تھیں اور پھر ظاہر ہوا کہ وہ دراصل شعلے تھے۔ اور جب وہ شعلے نظر آئے تو معلوم ہوا کہ مصور نے شعلوں کی نقل کرنے میں حیرت انگیز کمال کا ثبوت دیا تھا۔ شعلے نقلی نہیں اصلی معلوم ہوتے تھے۔

اور پھر ایک لرزہ خیز انکشاف ہوا۔

وہ قربان گاہ کی تصویر تھی۔ زمانہ قدیم کی اس قربان گاہ کی جس پر کہتے ہیں کہ انسان کو بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔

اور اس تصویر میں بھینٹ چڑھانے کی رسم ادا ہو رہی تھی۔

بائیں طرف کسی دیوی کی مرعوب کن تصویر تھی۔ دیوی ایک تخت پر نہایت شان و تمکنت سے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے بیٹھی تھی اور اس کے جسم کا اوپری حصہ عریاں تھا۔ مجھے سمجھتے دیر نہ لگی وہ مصر قدیم کی مشہور دیوی ایزیس تھی۔ اس کی پیشانی پر بھونرا بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بھونرا ضو فگن تھا اور اس کے جسم سے نکلی ہوئی روشنی کا ہالہ دیوی کے ماتھے پر بنا ہوا تھا۔ یہ بھونرا قالین کے بھونروں کی طرح ہی تھا۔

دیوی کے عین سامنے شعلے بھڑک رہے تھے اور شعلوں کے درمیان قربان گاہ تھی اور اس قربان گاہ پر ایک سفید فام عورت تھی جو برہنہ تھی اور جسے زندہ جلایا جا رہا تھا۔ اس کے زندہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس عورت کو زنجیروں میں جکڑا گیا تھا۔ لیکن اس طرح کہ وہ ذرا ہل جل سکتی تھی چنانچہ وہ نہایت تکلیف کے عالم میں اپنے جسم کو توڑ مروڑ رہی تھی بڑا ہی بھیانک منظر تھا۔ مصور نے معلوم ہوتا تھا اس رسم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کیونکہ وہ اس عورت کے چہرے پر انتہائی کرب کے آثار اجاگر کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو گیا تھا۔

عجیب تصویر ہے یہ جو عجیب ذوق کا پتہ دیتی ہے۔

میں اس تصویر کی طرف دیکھ رہی تھی کہ

دفعتہ کچھ ہوا۔ یکایک یوں معلوم ہوا کہ قربان گاہ پر بندھی ہوئی عورت نے حرکت کی ہو۔

یہ بات خلاف عقل اور لغو معلوم ہو گی لیکن یہ حقیقت ہے کہ میری نظر میں اس عورت نے اپنے ہاتھ لمبے کئے۔ ٹانگیں سمیٹ لیں اور سر پیچھے کی طرف جھکا کے کمر میں سے جھک گئی۔ وہ پھر سیدھی ہوئی اور تڑپ کر دائیں طرف مڑ گئی۔

"یہ کیا ہو گیا ہے مجھے!؟ کہیں میں پاگل تو نہیں ہو گئی۔"

"یہ تو ایک تصویر ہے یہ حرکت نہیں کر سکتی۔"

"اگر وہ عورت حرکت نہیں کر رہی تھی تو کوئی دوسری چیز ضرور حرکت کر رہی تھی۔ کیونکہ یکایک اس عورت کو ہوا میں اٹھایا گیا۔

بجلی کی سی تیزی سے میرے دماغ میں ایک خیال کوند گیا۔

میں نے کمبل گھسیٹ لیا۔

اور معمہ حل ہو گیا۔

ایک بے حد پتلا' خشک جھریوں پڑا اور تقریباً پیلا ہاتھ کمبلوں کے ڈھیر میں سے آہستہ آہستہ نکل رہا تھا۔ اس ہاتھ کی جنبش نے قربان گاہ پر کی عورت میں جان ڈال دی تھی۔

ہاتھ کہنی تک کمبلوں میں سے نکل آیا۔ پھر کندھے تک اور پھر ایک سر نمودار ہوا۔ اور اب جھریوں بھرا

ایسا بھیانک چہرہ میرے سامنے تھا کہ ایسا چہرہ کبھی کسی نے خواب پریشاں میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔ وہ معمر قدیم زمانے کی ممی کا چہرہ معلوم ہوتا تھا۔ جس میں دو آنکھیں انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔

میں چونکی۔ اور ساتھ ہی ایک گھبرا دینے والا انکشاف ہوا۔

سڈنی کو دھوکا دیا گیا تھا۔ اس نے ہالٹ کا تعاقب کرکے غلطی کی تھی اور اس نے دشمن کے لئے راستہ صاف کر دیا تھا۔ ہالٹ کا تعاقب کرکے اس سے کچھ نہ ملنے والا تھا۔ وہ، جس کی تلاش سڈنی کو تھی۔ اسی مکان میں اور میرے سامنے تھا۔

اور میں اس پراسرار مکان کے پراسرار مکین کے ساتھ اکیلی تھی۔ بیشک یہی ہالٹ کی کہانی کا خاص اور اہم کردار اور پراسرار مشرقی تھا۔ وہ کمبلوں کے انبار میں چھپا رہا تھا اور اب مجھے اکیلی پا کر باہر نکل رہا تھا۔

چوتھا حصہ

تعاقب

خانگی جاسوس آگسٹن شاپل کے

روزنامچے کے اوراق

جمعہ کا دن تھا۔ جون کی دوسری تاریخ اور دوپہر کا وقت میں دفتر میں بیٹھا اپنے روزنامچے میں چند خاص یادداشتیں ٹانک رہا تھا اس وقت دو بجے ہوں گے۔ میرا ملازم اندر کمرے میں آیا اور اس نے ایک ملاقاتی کارڈ میرے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اس پر لکھا تھا۔ "پال لسنگھام"

"اندر بھیج دو" میں نے کہا۔

دوسرے ہی لمحے مسٹر لسنگھام میرے دفتر میں تھے غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں لسنگھام سے واقف تھا۔ لیکن ان سے گفتگو کرنے کا خصوصاً ایک ذاتی معاملے کے متعلق گفتگو کرنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ مسٹر لسنگھام نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔

"مسٹر شانیل"

"جی"

"آج پہلی دفعہ آپ کے نیاز حاصل کر رہا ہوں۔ لیکن آپ کے والد مرحوم آرل آف گلبن لیوٹ سے میرے بڑے گہرے تعلقات تھے۔"

میں قدرے احترام سے جھک گیا۔ مسٹر لسنگھام بڑے غور سے میری طرف دیکھتے رہے جیسے میری اہلیت اور تجربے کے متعلق اندازہ لگا رہے ہوں۔

"میں نے آپ کو اس قدر جوان تصور نہ کیا تھا مسٹر شانیل"

"جوانی کوئی جرم تو نہیں"

"لیکن آپ کا پیشہ ایسا ہے جس میں لوگ معمر اور تجربہ کار شخص کو ترجیح دیتے ہیں۔"

"مسٹر لسنگھام! آپ بھی تو معمر نہیں حالانکہ لوگ کسی بھی سیاست دان کے سر پر سفید بال ہی تصور کرتے ہیں بہرحال مجھے اتنا تجربہ تو ہے کہ آپ کی خدمت کر سکتا ہوں۔"

وہ مسکرائے۔ "ٹھیک ہے۔ میں نے آپ کی بڑی تعریفیں سنی ہیں ابھی گزشتہ کل ہی مجھے اپنے ایک دوست بتا رہے تھے کہ آپ نے ان کا کوئی بہت ہی الجھا ہوا معاملہ سلجھا دیا ہے۔ انہوں نے آپ کی پرزور سفارش کی تھی اور کہا تھا کہ اگر میں کسی مصیبت میں پھنس جاؤں تو آپ کی خدمات حاصل کروں مسٹر شانیل اب میں ایک مصیبت میں پھنس گیا ہوں اور ہر طرف سے مایوس ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں۔"

میں پھر شکریے کے طور پر جھک گیا۔

"اور میری یہ مصیبت نرالی ہے کیا میں سمجھ لوں کہ میں جو کچھ کہوں گا آپ ہی تک رہے گا؟"

"مسٹر لسنگھام! اطمینان رکھیے کہ آپ جو کچھ کہیں گے وہ مجھ تک رہے گا اگر کوئی خانگی جاسوس اپنے موکل کی رازداری نہ کرے تو جاسوس نہیں ہے جاسوس اس پادری کی طرح ہوتا ہے جو لوگوں سے اقرار گناہ سنتا ہے۔"

چنانچہ! مسٹر شانیل پورا معاملہ آپ کو سمجھانے اور میری ہر مصیبت کے گوشے کو روشن کرنے کے لئے مجھے آپ کو اپنی کہانی سنانی پڑے گی۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اکتا جائیں۔ لیکن مجبوری ہے میں کوشش کروں گا کہ غیر ضروری تفصیلات سے احتراز کروں۔

میں نے انہیں کرسی پیش کی۔ کرسی میں نے قصداً کھڑکی کے سامنے رکھی تھی کہ میں مسٹر لسنگھام کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو بخوبی دیکھ سکوں مسٹر لسنگھام میرے اس ارادے سے بظاہر بے خبر کرسی کو اٹھا کے میری میز کے سامنے لے آئے اور اس میں بیٹھ گئے۔ چنانچہ اب ہمارے بیٹھنے کا نقشہ یوں تھا کہ مسٹر لسنگھام میرے سامنے اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ روشنی ان کے چہرے کے بجائے اس کی پیٹھ پر پڑ رہی تھی۔ انہوں نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اور ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسا کے ہتھیلیوں کے کٹورے سے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔

اس طرح وہ چند ثانیوں تک خاموش بیٹھے رہے جیسا کہ ماضی کی راکھ میں سے یادوں کی چنگاریاں کرید رہے ہوں۔ پھر انہوں نے چاروں طرف دیکھ کے کہا۔

"میرے خیال میں بڑی عجیب و غریب کہانیاں اس کمرے میں بیان کی گئی ہوں گی۔"

"آپ کا خیال غلط نہیں ہے۔ چنانچہ آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ انوکھی کہانیاں نہ مجھ کو چونکا سکتی ہیں اور نہ حیرت زدہ کر سکتی ہیں میں اس قسم کی کہانیاں سننے کا عادی ہوں۔"

"اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ آپ نے ایسی حیرت انگیز کہانی پہلے کبھی نہ سنی ہوگی جو میں آپ کو اب سنانے والا ہوں اپنی کتاب زندگی کا جو باب میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں وہ ایسا حیرت انگیز اور عجیب ہے کہ اس کی صحت پر یقین کرنے کے لئے خود مجھے بھی دو اور دو کو ملانا پڑتا ہے۔"

ان کے بشرے سے جس قسم کے جذبات کا اظہار ہوا ان سے میں واقف نہ تھا۔ ایسے جذبات ہر اس شخص کے بشرے سے ہویدا ہو جاتے تھے جو اپنے ماضی کا کوئی اہم باب میرے سامنے کھول دیتا ہے۔

"مسٹر شانیل۔ میں فطرتاً خاموش اور صلح پسند آدمی ہوں۔ ہر شخص کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو دنیا کے سامنے ہوتا ہے اور دوسرا وہ جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے اور سیاست دان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں میری زندگی کا بھی دوسرا پہلو ہے جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہے۔ یہ ایک راز ہے جسے میں اپنے ساتھ قبر میں لے جانا چاہتا ہوں۔ لیکن پچھلے چند دنوں سے کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ میں آپ کے پاس آنے اور آپ کو اپنی کہانی سنانے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میری کہانی سننے کے بعد آپ میرے متعلق کوئی غلط اندازہ نہ لگائیں گے۔"

"مسٹر لسنگھام۔ لوگ اسی وقت میرے پاس آتے ہیں جب وہ مجبور ہو جاتے ہیں یقین کیجئے میں نے اپنے کسی بھی موکل کے متعلق خواہ اس کا دوسرا پہلو کتنا ہی تاریک کیوں نہ ہو غلط اندازہ نہیں لگایا اور نہ آپ کے متعلق لگاؤں گا۔"

مسٹر لسنگھام مسکرا کے رہ گئے۔ ان کی یہ مسکراہٹ اداس اور سرد تھی۔

اور پھر انہوں نے مجھے ایک ایسی انوکھی کہانی سنائی جو اپنی مثال آپ ہے میں اپنے کئی موکلوں سے ان

کے عجیب عجیب راز سن چکا ہوں لیکن ایسی عجیب کہانی نہ تو میں نے پہلے کبھی سنی تھی اور نہ آئندہ کبھی سن سکوں گا۔

بیشک اگر مسٹر لسنگھام مجبور نہ ہو گئے ہوتے تو وہ اپنا یہ حیرت انگیز راز اپنے ساتھ قبر میں لے جاتے۔ اب رہا میں تو میں اپنے متعلق صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ کہانی مسٹر لسنگھام کے بجائے کسی زید بکر یا عمر نے سنائی ہوتی تو میں اس کی صحت پر کبھی یقین نہ کرتا۔

مسٹر لسنگھام نے اپنی کہانی یوں شروع کی۔ پہلے رک رک کے اور پھر بڑی روانی سے۔

"میری عمر ابھی چالیس سال کی نہیں ہوئی ہے۔ چنانچہ میں آپ سے کہوں کہ کوئی بیس سال پہلے میں نوجوان بلکہ نوعمر تھا۔ تو یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہوگی بیس سال پہلے یعنی اس وقت جب میں نوجوان اور نوعمر تھا وہ واقعات ہوئے تھے جو میں بیان کر رہا ہوں۔

میری عمر زیادہ نہ تھی جب میرے والدین انتقال کر گئے۔ میرا کوئی اور تھا نہیں چنانچہ ان کے انتقال کے بعد میرا کوئی مربی اور سرپرست نہ رہا۔ اور میں کم عمری ہی میں آپ اپنی مرضی کا مالک ہو گیا۔ میں نے بڑی بے چین طبیعت پائی ہے اور شروع ہی سے مجھے سیاحت کا شوق تھا۔ چنانچہ اٹھارہ سال کی عمر میں جب میں نے سکول کی تعلیم ختم کی تو یونیورسٹی میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے بجائے میں نے ملک ملک کی سیر کرنے کا فیصلہ کیا اور چونکہ مجھے کوئی روکنے والا نہ تھا۔ اس لئے آکسفورڈ یا کیمرج جانے کے بجائے میں نے ایک جہاز پر قدم رکھا اور اس طرح میری اس زندگی کا آغاز ہوا۔ جو الف لیلہ کے مشہور کردار سند باد جہازی کی سی تھی۔

چند مہینوں کے بعد میں نے اپنے آپ کو مصر میں پایا۔ فراعنہ کی پراسرار سرزمین مصر، اہرام کی سرزمین مصر جہاں میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ ہوا۔ ایک دفعہ بدوؤں کے ایک قافلہ کے ساتھ میں سیر سپاٹے کو نکلا۔ بدو راستے کا گدلا اور گندہ پانی پینے کے عادی تھے۔ لیکن میں نہ تھا۔ چنانچہ اس قسم کا پانی پینے سے ان پر کوئی اثر نہ ہوا لیکن مجھے بخار چڑھ آیا۔ اور میں قاہرہ کے ایک ہوٹل میں کئی دنوں تک بخار میں پھنکتا رہا۔

جب میں نے بخار سے نجات پائی تو ایک رات تفریح کو نکلا اور گھومتے گھومتے مصریوں کے ایک محلہ میں جا نکلا اور رات کے وقت مصریوں کے کسی انجانے محلہ میں اکیلے گھومنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ اس وقت میری عمر اٹھارہ یا بیس سال تھی اور اس عمر میں آدمی بے پرواہ ہوتا ہے۔ اور انجام پر نظر نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ میں ہوٹل کے کمرے میں پڑے پڑے اکتا گیا تھا اور چاہتا تھا کہیں جا کر اپنا دل بہلا سکوں۔

خیر تو میں ایک محلہ میں پہنچا میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ اب وہ محلہ موجود نہیں اس محلہ کا نام

فرانسیسی تھا۔ یعنی رو دی رباس جب میں ایک موڑ مڑ رہا تھا تو میں نے ایک تختی پر محلہ کا یہ نام لکھا دیکھا تھا یہ نام میرے دماغ پر نقش ہو گیا اور آخر دم تک نقش رہے گا۔

چھوٹا سا محلہ تھا اور خاصا غلیظ۔ میں ایک تنگ گلی میں سے گزر رہا تھا جو زیادہ روشن نہ تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہ گلی ویران پڑی تھی۔ کہیں ایک بھی راہ گیر نظر نہ آ رہا تھا۔ میں اس گلی میں چلتا اور سوچتا رہا کہ میں کہاں تھا اور کون سی دھن میں اس گلی میں آ گیا اور یہ کہ اگر میں راستہ بھول گیا تو کیا ہوگا۔ خدا جانے میں کتنی دور تک چلا تھا کہ یکایک میں نے گانے اور موسیقی کی آواز سنی' آواز سریلی اور مسحور کن تھی اور اس مکان میں سے آ رہی تھی جس کے قریب سے میں گزر رہا تھا۔

میں ٹھٹھک کے کھڑا ہو گیا اور بت بنا کسی کو گاتے اور بجاتے سنتا رہا۔

میرے دائیں طرف ایک کھڑکی تھی۔ کھڑکی کھلی تھی اور اس پر ایک پردہ پڑا تھا اسی پردے کے پیچھے سے وہ آوازیں آ رہی تھیں جنہیں سن کر میں رک گیا تھا۔ کوئی گا رہا تھا گٹار کی قسم کا کوئی ساز بجا بجا کے گا رہا تھا۔ ساز کی آواز بڑی سریلی تھی اور گٹار کی آواز سے مشابہ۔

مسٹر لسنگھام خاموش ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ خیالات ان کے دماغ میں ہجوم کر آئے تھے اور پچھلی یادوں کا سیلاب امنڈ آیا۔ انہوں نے آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر تک وہ آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے اور پھر انہوں نے آنکھیں کھولیں۔ تو وہ خواب ناک تھیں۔

"یہ سارے واقعات مجھے اتنی اچھی طرح یاد ہیں جیسے ابھی کل ہی ہوئے ہوں میں کیسے بھلا سکتا ہوں اس گلی کو۔ اس اندھیرے کو وہاں کی خاص بو کو اور عورت کی اس شیریں اور مسحور کن آواز کو جو گلی کی خاموش اور اندھیری فضا میں تیر رہی تھی وہ ایک عورت کی آواز تھی۔ میرے خدا کیسا سحر تھا۔ اس میں بے خود کر دینے والا سحر۔ وہ ایک فرانسیسی گیت گا رہی تھی۔ جو ان دنوں بہت مشہور تھا اور جسے ہر شخص گنگنایا کرتا تھا۔

میں بت بنا اس گیت کو سنتا رہا۔

اور جب گیت ختم ہو گیا تو میں بے تاب ہو گیا۔ شوق تجسس سے مجبور ہو کر میں ایک کھڑکی کی طرف بڑھا کہ گانے والی کو ایک نظر دیکھ لوں۔ کھڑکی پر پڑے ہوئے پردے کا ایک کونا اٹھا کے میں نے اندر دیکھا وہ ایک کیفے تھا جو مشرقی ممالک میں عام ہیں جہاں عورتیں گاہکوں کو متوجہ کرنے اور انہیں خوش کرنے بلکہ لبھانے کے لئے گایا کرتی ہیں۔ کمرے کے انتہائی سرے پر اور میرے عین سامنے ایک چھوٹا سا چبوترہ تھا جس پر تین عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک صاف ظاہر تھا گیت گا کر ابھی ابھی خاموش ہوئی تھی۔ کیونکہ اب بھی وہ ساز کے جو اس کے ہاتھ میں تھا تاروں کو اپنی شہادت کی انگلی سے آہستہ آہستہ چھیڑ رہی تھی۔ دوسری دو عورتیں گویا سامعین تھیں۔ وہ عجیب طرح کا لباس پہنے ہوئے تھی۔ ایک بوڑھی عورت اس طرف بیٹھی سلائیوں سے کچھ بن رہی تھی۔ مجھے سمجھتے دیر نہ لگی۔ وہ بڑھیا یقیناً نائکہ تھی۔ ان چاروں عورتوں کے علاوہ اس کمرے میں کوئی اور نہ تھا۔

ان عورتوں نے یا تو کوئی آواز سنی ہوگی یا پھر کھڑکی کے پردے کو ہلتے دیکھا ہوگا کیونکہ جیسے ہی جھک کے میں نے اندر دیکھا کہ تینوں عورتوں کی نگاہیں اٹھیں اور مجھ پر جم گئیں۔ بڑھیا بے پرواہی سے بیٹھی سے

میں مصروف رہی ایک یا دو سیکنڈ تک وہ دونوں مجھے اور میں ان تینوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس عورت نے جو ساز لئے بیٹھی تھی (اور وہ عجیب ساز تھا جو نہ گٹار تھا اور نہ بربط بلکہ دونوں سازوں کو ملا کر بنایا گیا تھا) مجھے آواز دی اور اشارہ کر کے کہا۔ "آؤ پیارے اندر آؤ"

میں تھکا ہوا تھا اور پھر یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ قاہرہ کے کس محلے میں ہوں وہ قحبہ خانہ نہ تھا۔ کیونکہ اردگرد اسی قسم کے دوسرے مکانات اور طوائفیں نظر نہ آ رہی تھیں۔ اس کے علاوہ میں اسی عورت سے ایک اور گیت بھی سننا چاہتا تھا۔

"میں آ تو جاؤں لیکن ایک شرط پر" میں نے کہا۔

"کیا شرط ہے" اسی عورت نے جسے لڑکی کہنا مناسب ہوگا۔ پوچھا۔

"یہی کہ تم ایک گیت اور سناؤ"

"ایک چھوڑ میں گیت سناؤں گی۔ تم اندر تو آؤ"

اور وہ اپنے وعدے کی پکی ثابت ہوئی۔ کیونکہ وہ مجھے ایک کے بعد ایک گیت سناتی رہی۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ ایسی شیریں اور مسحور کن آواز کبھی بھی کسی کی نہ رہی ہوگی سچ مچ جادو تھا اس کی آواز میں اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ وہ بہت سی زبانیں جانتی تھی۔ اس نے مجھے فرانسیسی' اطالوی' انگریزی' عربی اور دوسری بہت سی زبانوں میں ایسے گیت سنائے جو میں نہ جانتا تھا۔ لیکن عربی گیت سب سے زیادہ مسحور کن تھے۔ حالانکہ میں عربی کا ایک لفظ تک نہ سمجھتا تھا۔ لیکن اس لڑکی کی آواز اور ادائیں ایسی تھیں کہ میں بے پئے جھومنے لگا۔ میں میز کے سامنے کرسی میں بیٹھا تھا وہ گا رہی تھی اور مجھ پر جادو کر رہی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ میں اپنا آپ بھول گیا تھا کہ میں ایک انجان محلہ اور انجان گھر میں ہوں۔ مجھے کسی بات کا ہوش نہ رہا۔ اس لڑکی کی آواز کی لہریں مجھے ایک دوسری ہی دنیا میں پہنچا چکی تھیں جہاں وقت اور ماحول کی کوئی اہمیت نہیں۔ جہاں عقل وخرد کا گزر نہیں۔

وہ ایک کے بعد ایک گیت گاتی رہی اور میں اس مشروب کی چسکیاں لیتا رہا جو بڑھیا نے میرے سامنے لا رکھا تھا۔ میں ایسا بے خود ہو رہا تھا کہ میں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ میں کیا پی رہا ہوں۔ اب میں اس واقعہ کے متعلق سوچتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ وہ کوئی زہر یا خواب آور مشروب تھا جو مجھے پلایا جا رہا تھا۔ اس مشروب کے ایک ہی جام نے مجھ پر عجیب اثر کیا۔ بے شک میں بخار سے نجات حاصل کر چکا تھا لیکن نقاہت دور نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اس مشروب کے اثر کو میری نقاہت نے گویا کمک پہنچائی۔

دفعتہً مجھے احساس ہوا کہ مجھ پر عجیب طرح کی غنودگی طاری ہو رہی تھی باوجود کوشش کے میں اس غنودگی کو روک نہ سکا۔

تھوڑی دیر بعد اس لڑکی نے گانا بند کر دیا اور اٹھ کے میرے قریب آ بیٹھی اس کی جگہ اب ان دو عورتوں نے لے لی جو اب تک بیٹھی ہوئی تھیں اب وہ دونوں مل کر گا رہی تھیں۔ میں نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف نظر کی اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی ہے۔ میں جانے کے لئے اٹھا لیکن اس لڑکی نے جو میرے پاس بیٹھی تھی میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہ جاؤ پیارے ابھی نہ جاؤ۔" اس نے انگریزی میں کہا۔ "سب ٹھیک ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ذرا آرام کر لو۔ میں اتنی بری بھی نہیں کہ تم مجھے یوں ہی چھوڑ کر چلے جاؤ۔ تم میرا دل بہلاؤ اور میں تمہارا دل بہلاتی ہوں۔"

مسٹر شانگل آپ ہنسیں گے اور اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی ہنس پڑتا لیکن حقیقت یہ ہے اس کے ہاتھوں کے نازک لمس نے مجھ پر ایسا اثر کیا جسے لفظ مقناطیس سے ایک حد تک مشابہ سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسے ہی اس نے میری کلائی کو اپنی انگلیوں کی گرفت میں لیا کہ مجھے اپنی قوت سرکتی محسوس ہوئی۔ میں بے بس و مجبور ہو گیا۔ اس لڑکی کی التجا التجا نہ تھی بلکہ ایک حکم اٹل تھا۔ میں چاہوں نہ چاہوں مجھے وہیں ٹھہرنا تھا۔

اس نے پھر مشروب منگایا اور مجھ سے کہا پیو' اور میں بے چوں چرا پی گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب سے اس نے ہاتھ پکڑ کے مجھے بٹھایا تھا۔ میری زبان گنگ ہو گئی تھی۔ میں خاموش تھا لیکن اس عرصہ میں وہ لڑکی برابر بولتی رہی تھی۔ اور جب تک وہ بولتی رہی اپنی نگاہیں میرے چہرے پر گاڑے رہی۔ اس کی آنکھوں میں کچھ تھا۔ سفلی چمک تھی۔ وہ کسی شیطان کی آنکھیں تھیں۔ وہ اس لڑکی کی آنکھیں نہ تھیں۔ وہ مجھے دیکھتی رہی اور اس کی نظر میری جسمانی قوت کو نگلتی رہی میں اس کے سامنے بے بس تھا۔ موم کے پتلے کی طرح۔ اس منحوس رات کی آخری بات جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ میں بت بنا بیٹھا تھا۔ اور وہ لڑکی آگے کی طرف جھکی میرے ہاتھ پر انگلیاں پھیر رہی تھی اور میری آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالے ہوئے تھی اس کے بعد پتہ نہیں کیا ہوا۔ اس منظر پر جیسے اچانک پردہ گر گیا۔ شاید میں بے ہوش ہو گیا۔

مسٹر لسنگھام خاموش ہو گئے۔ وہ بظاہر پرسکون تھے۔ لیکن میں یہ دیکھے بغیر نہ رہ سکا کہ ماضی کی یادوں نے ان کے دل میں ہلچل مچا دی تھی۔ ان کے ہونٹوں کے دونوں طرف کے گوشے گہرے ہو گئے تھے اور آنکھیں قدرے پھٹ گئی تھیں۔

مسٹر لسنگھام نے اب تک جو باتیں کہی تھیں ان میں کوئی خاص اور حیرت انگیز بات نہ تھی۔ اس قسم کے کیفے' جس کا ذکر مسٹر لسنگھام نے کیا تھا آج بھی قاہرہ میں موجود ہیں جہاں کی عورتیں اجنبیوں کو لوٹ لیتی ہیں۔ چنانچہ بہت سے سیاح جو اس قسم کے کیفے میں گئے تھے لٹ لٹا کر واپس آئے ہیں۔

"آپ اس قسم کی کہانی پہلے بھی سن چکے ہیں شاید" مسٹر لسنگھام نے کہا" بے شک سن چکے ہوں گے کیونکہ اکثر بیوقوف اس طرح کے جال میں پھنسے ہیں لیکن جناب میری کہانی کا آغاز تو اب ہوتا ہے اگر میں اپنی کہانی سناتے سناتے خاموش ہو جاؤں تو آپ بے چین نہ ہوں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری کہانی کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے جو کچھ مجھ پر بیتی ہے اسے میں مبالغہ کی آمیزش کے بغیر سنانا چاہتا ہوں میرے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے وہ اتنا عجیب ہے کہ ابتدا میں آپ کو وہ کمزور اور بیمار دماغ کا وہم معلوم ہوگا۔ لیکن آپ جانیے بعض اوقات حقیقت افسانے سے زیادہ حیران کن ہوتی ہے۔ اور جو کچھ میں آپ کو سنا رہا ہوں وہ حقیقت ہے افسانہ نہیں۔

خیر تو آمدم برسر مطلب۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے کمرے میں پایا جسے

پہلے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا میں ایک نیچی چھت والے کمرے کے ایک کونے میں کمبلوں کے ایک ڈھیر پر ننگا پڑا تھا۔ اس کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔ میرے قریب گھٹنوں کے بل وہی لڑکی بیٹھی تھی۔ جس نے مجھے گیت سنائے تھے۔ وہ بار بار میرے ہونٹ چوم رہی تھی۔ وہ جیسے دیوانی ہو گئی تھی۔ وہ مسلسل میرے بوسے لے رہی تھی۔ اور اس کا ہر بوسہ مجھے لرزا دیتا تھا میں اپنے اس گھن اور خوف کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا جو ہونٹوں کے لمس کے ساتھ میں محسوس کر رہا تھا اس لڑکی میں کوئی خاص بات تھی کوئی غیر انسانی اور غیر قدرتی بات۔ وہ مجھے انسان نہیں کچھ اور معلوم ہو رہی تھی۔ اگر میرا بس چلتا تو میں اسی وقت اس کا خاتمہ اسی طرح کر دیتا جس طرح کہ انسان ایک ضرر رساں اور گھناؤنے کیڑے کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

"میں کہاں ہوں۔" میں نے پوچھا۔

"تم دیوی ایزیس کے بالکوں کے ساتھ ہو۔" اس نے جواب دیا۔ میں اس کا مطلب نہ جان سکا۔ اور نہ آج تک جان سکا ہوں۔ "تم سب سے بڑی دیوی کی پناہ میں ہو تم سارے انسانوں کی ماں کے مہمان ہو۔ ماتا عظیم ہے۔ ماتا لافانی ہے۔"

"میں یہاں کیسے آ گیا؟"

"عظیم ماتا کی عالم گیر مہربانی تمہیں یہاں لے آئی۔"

غالباً آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے میں اسے لفظ بہ لفظ نہیں دہرا رہا۔ البتہ اس کا مطلب اپنے لفظوں میں بیان کر رہا ہوں۔

اوپر تلے بہت سے کمبل رکھے ہوئے تھے۔ اور یہی میرا بستر تھا۔ میں کہنی کے بل اٹھا اور اس طرح میں نے نیم دراز ہو کے چاروں طرف دیکھا جو کچھ نظر آیا وہ حیران کن تھا۔

وہ کمرہ پرشوکت اور بلند نہ تھا۔ لیکن کافی وسیع و عریض تھا۔ باوجود کوشش کے میں یہ معلوم نہ کر سکا کہ وہ کمرہ مصر کے کون سے حصے میں واقع تھا۔ اس کی دیواریں ننگے پتھروں کی تھیں۔ جیسے وہ کمرہ کسی چٹان کو کاٹ کے تراشا گیا ہو۔ وہ کمرہ دراصل ایک مندر یا معبد تھا اور اس کی فضا ایک خاص قسم کی بو سے بوجھل تھی۔ کمرے کے عین بیچ میں پتھر کی قربان گاہ تھی۔ جس پر دھیمی دھیمی آگ جل رہی تھی۔ اس آگ میں سے جو ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔ یقیناً وہی اس تیز بو کا باعث تھا جو اس کمرے میں یا معبد میں پھیلی ہوئی تھی۔ قربان گاہ کے عقب میں ایک بہت بڑا سا بت تھا جو انسانی قد و قامت سے دوگنا تھا۔ وہ بت ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور دیوتا نہیں دیوی کا بت تھا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ دیوی ایزیس کا بت تھا۔

بت کے ماتھے پر ایک بھونرا بیٹھا ہوا تھا جو پتھر کا نہ تھا۔ بہت جلد معلوم ہو گیا کہ وہ بھونرا زندہ ہے کیونکہ جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے اپنے بازو کھولے اور اب وہ اپنے بازو مسلسل کھول اور بند کر رہا تھا۔

اگر وہی ایک بھونرا جو دیوی کے ماتھے پر بیٹھا ہوا تھا وہاں ہوتا تو کوئی بات نہ تھی۔ لیکن اس معبد میں تو بھونرے ہی بھونرے تھے۔ دیواروں پر بھی بھونرے بنے ہوئے تھے۔ جس طرف نظر جاتی تھی بس بھونرے ہی بھونرے نظر آتے تھے ان گنت بے شمار پردوں پر، دیواروں پر اور چھت پر، اور ان بھونروں کا

دل پر عجیب وحشت انگیز اثر ہوتا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے میں کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہوں اور میں نے اپنے آپ سے پوچھا کہ میں کوئی بھیانک خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ کہیں یہ سب میرے بخار زدہ دماغ کی پیداوار تو نہیں؟ لیکن شاید ایسا نہ تھا۔

میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں مسٹر شاپل کہ اس کے بعد جو کچھ ہوا اور میں نے جو کچھ دیکھا اس کے متعلق میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس میں حقیقت کتنی تھی۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ میں نے جو کچھ دیکھا۔ وہ اس قدر لرزہ خیز تھا کہ کوئی ایسی بات خواب میں بھی نہیں دیکھتا۔ بہر حال میں پوری تفصیلات بیان کیے دیتا ہوں یہ فیصلہ تو آپ ہی کیجیے کہ اس میں حقیقت کہاں تک ہے اور کہاں تک میرا وہم جو کچھ میں نے دیکھا وہ اتنا حیرت انگیز اور ناقابل یقین تھا کہ میں خود آج تک یہ فیصلہ نہیں کر پایا ہوں کہ افسانہ کہاں ختم ہوتا ہے اور حقیقت کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے۔

خیر تو بڑی کوششوں کے بعد میں کمبلوں کے انبار پر سے جس پر میں ننگا لیٹا ہوا تھا۔ اٹھنے میں کامیاب ہوا تھا۔ لیکن ابھی میں اٹھا ہی تھا کہ اس لڑکی نے جو میرے قریب بیٹھی میرے ہونٹ چوم رہی تھی۔ نہایت آہستہ سے ایک ہاتھ میرے سینہ پر رکھ دیا۔ اس کا ہاتھ نازک تھا اور اس نے آہستہ آہستہ سے میرے سینہ پر رکھا۔ لیکن مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ایک ٹن کی آہنی سل میرے سینہ پر رکھ دی گئی ہو۔ اس کے ہاتھ کے دباؤ تلے میرا دم گھٹنے اور میری پسلیاں چٹخنے لگیں۔ یقین نہیں آتا تھا کہ وہ لڑکی ایسی زبردست جسمانی طاقت کی مالک تھی۔ میں کمبلوں پر گرا اور سانس لینے کی کوشش میں ہاتھ پاؤں چلانے لگا اور تڑپنے لگا۔

"مجھے اٹھنے دو۔ مجھے اٹھنے دو۔" میں نے گھٹی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں پیارے" وہ بڑبڑائی۔ "تم میرے ساتھ رہو گے تم مجھے پسند ہو" اور اس نے اپنے ہونٹ میرے ہونٹوں پر رکھ دیئے۔

مسٹر لسنگھام خاموش ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی عرق آلود تھی اور وہ خوف سے کانپ رہے تھے۔

میں اس کراہت اور گھن کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا جو اس کے بوسوں سے محسوس کر رہا تھا۔ نفرت آمیز اور گھناؤنے بوسے تھے اس کے۔ آج اس واقعہ کو بیس سال گزر چکے تھے۔ لیکن اب بھی جب اس کے بوسے یاد آتے ہیں تو مجھے قے ہو جاتی ہے اور میرا دل نفرت، گھن اور خوف کے جذبات سے پر ہو جاتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ خطرناک بات یہ تھی کہ میں بے بس تھا اور خاموشی سے اس کے گھناؤنے بوسے سہہ رہا تھا۔ انہوں نے جیب سے رومال نکال کے اپنے ماتھے پر سے پسینہ پونچھ لیا۔

"اس دوزخ میں جب تک رہا اور اس عرصہ میں جو کچھ ہوا اس کی تفصیل بیان کرنا میرے بس کا روگ نہیں۔ اور اگر میں نے ان تفصیلات کو بیان کرنے کی کوشش کی تو میری کوشش میرے حق میں یقیناً خطرناک ثابت ہو گی۔ اور شاید میں اپنا دماغی توازن کھو بیٹھوں۔ یقین نہیں آتا کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ حقیقت تھی۔

"بعد میں جب میرے حواس بحال ہوئے اور میرے سوچنے سمجھنے کی قوتیں عود کر آئیں تو میں نے

اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ میں شیطانوں کے اس بھینٹ میں کتنے دنوں تک رہا تھا اور یہ معلوم کر کے میں چکرا گیا کہ ایک دو ہفتے نہیں بلکہ پورے آٹھ ہفتے وہاں رہا تھا۔ یا یوں کہیے کہ وہاں رکھا گیا تھا۔ پورے دو مہینوں تک میں کمبلوں کے اس انبار پر بے بس اور ننگا پڑا رہا۔ پورے دو مہینے تک زبان گنگ اور قوتیں مجھ سے دور رہیں۔ اس عرصہ میں دھندلی دھندلی شبیہوں کی آمد و رفت جاری رہی اور یہ اس کی عبادت کا طریقہ تھا اور یہ ان کی مذہبی رسوم ادا ہو رہی تھیں وہ شبیہیں جو دراصل مصر کے قدیم مذہب کی پیروکار تھیں: دیوی ایزیس کے بت کی پوجا کرتی تھیں۔

ان شیطانوں کی مذہبی رسومات وحشت انگیز اور نہ سمجھ میں آنے والی تو تھیں ہی لیکن سب سے زیادہ لرزہ خیز انکشاف یہ ہوا کہ ان کی رسومات نہایت ہی ظالمانہ اور خون منجمد کر دینے والی تھیں۔ میں نے وہ ہوتے دیکھا جس کے خیال ہی سے جسم لرزنے اور دماغ چکرانے لگتا ہے عبادت کے وقت وہ شیطان عجیب عجیب طرح کی بے شرم حرکتوں اور خرمستیوں میں مصروف نظر آتے تھے۔

اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ دیوی پر انسانوں کو بھینٹ چڑھاتے تھے۔ یہ میرا وہم نہ تھا۔ کاش کہ ایسا ہوتا۔ لیکن نہیں میں نے اپنی آنکھوں سے انسانوں کو بھینٹ چڑھتے دیکھا۔

مسٹر لسنگھام کے یہ الفاظ سن کر میں چونکا۔

مسٹر شانیل آپ چونک پڑے اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں اگر وہ خواب پریشان ہوتا تو کوئی بات بھی تھی۔ لیکن وہ خواب نہیں حقیقت تھی۔ میں نے ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ بھینٹ کی رسم ادا ہوتے دیکھی۔ اور اگر میری آنکھوں نے مجھے دھوکا نہ دیا تو وہ شیطان عورت کو بھینٹ چڑھاتے تھے اور وہ عورت سفید فام ہوتی تھی۔ آپ کی اور میری طرح سفید فام۔ جی ہاں۔ مغربی ممالک کی رہنے والی اس عورت کو برہنہ کر کے قربان گاہ پر باندھ دیا جاتا۔ پھر وہ شیطان اس عورت کے ساتھ عجیب شرمناک حرکتیں کرتے۔ طرح طرح سے اسے ایذا پہنچاتے اور پھر قربان گاہ پر شعلے بھڑکتے۔ اور اس عورت کو زندہ جلا دیا جاتا خدایا بھینٹ چڑھنے والی ہر عورت کی چیخیں۔ اب تک میرے کانوں میں گونج رہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس شیطانی گروہ کے خوشی کے نعرے اور بربط کی آواز جو اس رسم کے وقت بجایا جاتا تھا۔

اس قسم کے بھیانک منظر کو دیکھ کر میری ہمت و قوت عود کر آئی اور میں نے وہ نظر نہ آنے والے بندھن توڑ دیے جن میں مجھے جکڑا گیا تھا۔ لیکن ان بندھنوں کے توڑنے کے بعد میری حالت عجیب ہو گئی جو آج تک راہ پر نہ آئی اس وقت کے بعد سے لے کر آج تک مجھے قرار حاصل نہ ہوا۔ میں آسیب زدہ بن گیا اور اب تک ہوں۔ باوجود کوشش کے میں اس لعنت سے نجات حاصل نہ کر سکا۔

خیر تو بھینٹ چڑھانے کی رسم ادا ہو رہی تھی اس دفعہ ایک انگریز لڑکی کو بھینٹ چڑھایا جا رہا تھا۔ اسے برہنہ کر کے قربان گاہ پر باندھا گیا پھر ان شیطانوں نے شرمناک حرکتیں کیں اور اس لڑکی کو طرح طرح سے اذیت پہنچانے کے بعد اسے زندہ جلا دیا گیا۔ میں کمبلوں کے انبار پر پڑا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔

بھینٹ کی رسم ادا ہو چکی عبادت پوری ہو چکی لڑکی کی راکھ کو تبرک کے طور پر ان لوگوں نے آپس میں تقسیم کر لیا جو وہاں جمع تھے پھر وہ چلے گئے اور میں اس کمرے میں اس لڑکی کے ساتھ اکیلا رہ گیا۔ جس نے

ایک رات مجھے بیت سنا کے مسحور کر دیا تھا اور جو اس مذبح خانے کی شاید متولی یا محافظ تھی یا شاید کاہنہ اس رسم کے بعد وہ لڑکی نشے میں چور ہوتی تھی۔ چنانچہ اس دن بھی اس کی ایسی ہی حالت رہی وہ حسب معمول میرے بوسے لینے کے لئے میرے قریب آ رہی تھی۔ جب وہ میرے قریب آئی تو دفعتہً کچھ ہوا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بوجھ جس کے نیچے میں دبا پڑا تھا۔ دفعتہً کھسک گیا ہو جیسے کوئی بندھن ٹوٹ گیا ہو۔ یکا یک مجھے آزادی کا احساس ہوا۔ یکا یک میری بے بسی پگھل گئی۔

میرا خیال ہے کہ اس لڑکی نے مجھ پر مسمریزم کر دیا تھا اور اس تمام عرصہ میں میں نوم توجہ کی حالت میں پڑا رہا تھا۔ اول تو میں بخار کی وجہ سے کمزور ہو رہا تھا پھر وہ مشروب میرے دماغ پر چڑھ گیا تھا جو اس رات اس لڑکی نے مجھے پلایا تھا پھر یہ لڑکی بھی اپنے فن میں یکتا تھی۔ چنانچہ ان سب باتوں نے مل جل کر مجھے بے بس کر دیا تھا۔ لیکن اس دن خدا جانے کس طرح وہ اثر زائل ہو گیا۔ اس کی تو ایک ہی وجہ میری سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ وہ لڑکی یا کاہنہ مذہبی رسومات ادا کرنے کی دھن میں مجھ پر اثر جمانا بھول گئی تھی بہر حال وہ جو کچھ بھی ہوا اس دفعہ وہ لڑکی ایک بے بس لاش کی طرف نہیں بلکہ ایک ایسے مرد کی طرف بڑھ رہی تھی جو اب آپ اپنی مرضی کا مالک تھا۔ لیکن وہ تو اس سے بے خبر تھی اور اب بھی مجھے اپنے اثر میں لئے ہوئے تھی۔

وہ میرے قریب آئی اور اپنے ہونٹ میرے ہونٹوں پر رکھنے کے لئے جھکی تو نفرت اور غصے کی وہ آگ جو ان ہفتوں کے درمیان میرے سینے میں دبی ہوئی تھی۔ بھڑک اٹھی۔ نفرت، غصے اور انتقام کا وہ لاوہ جس کے سامنے اب تک نوم توجہ کی دیوار حائل تھی۔ ایک دم سے پھوٹ بہا میں حیرت انگیز پھرتی سے اٹھا کمبلوں کے انبار سے فرش پر کودا تیر کی طرح اس لڑکی کی طرف لپکا۔ اور چشم زدن میں میرے دونوں ہاتھ اس لڑکی کے حلق پر تھے اور اب اسے معلوم ہوا کہ میں ہوش میں آ چکا تھا۔ اس نے مجھے اپنے اثر میں لینے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کی آنکھوں کی طرف نہ دیکھا۔

میری گرفت اس کے حلق پر مضبوط ہو گئی اور میں نے نہ تو خوف محسوس کیا اور نہ ہی مجھے یہ خیال آیا کہ میں کسی کا خون کر رہا ہوں کیونکہ میں جانتا تھا کہ میں اپنی ہی نہیں ہزاروں لڑکیوں کی جانیں بچا رہا ہوں میں کوئی گناہ نہیں کر رہا جرم نہیں کر رہا۔ بلکہ ایک نیک کام کر رہا ہوں ایک شیطانی وجود سے دنیا کو پاک کر رہا ہوں۔

وہ اس شیطانی گروہ کی سرغنہ تھی جو اپنی دیوی پر لڑکیوں کو بھینٹ چڑھا دیتا تھا اس کاہنہ کا خاتمہ ضروری تھا۔ چنانچہ میری گرفت اس کے حلق پر مضبوط سے مضبوط تر ہو گئی میں اس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ دفعتہً۔

مسٹر لسنگھام ایک دم سے خاموش ہو گئے۔ وہ خلا میں گھورنے لگے ان کی آواز رندھ گئی تھی۔ مجھے خوف ہوا کہ وہ رو پڑیں گے لیکن انہوں نے بہت جلد اپنے جذبات پر قابو حاصل کر لیا۔

یہاں تک کہ دفعتہً میں نے اسے پھسلتے محسوس کیا۔ وہ میری گرفت میں سے پھسل رہی تھی میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ غائب ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ میں اس لڑکی کے بجائے ایک بہت بڑے بھونرے کا

سکڑ رہا تھا۔

اس بھوزے کا قد میرے ہی جتنا تھا اور وہ اپنی دم پر کھڑا تھا میں حیرت سے اس بھوزے کی طرف دیکھ رہا تھا وہ سکڑنے اور سمٹنے لگا۔ وہ چھوٹا ہو رہا تھا اور میں یہ دیکھ سکا کہ اس کے سکڑنے اور سمٹنے کا عمل کہاں تک جاری رہا آخرکار وہ چھوٹا کتنا ہو گیا کیوں میں پاگلوں کی طرح وہاں سے بھاگنے لگا جیسے دنیا کے سارے عفریت میرے پیچھے لگ گئے ہیں۔

میں نہیں جانتا کہ میں کس طرح یہاں آیا۔ البتہ کچھ دھندلا سا خیال ہے کہ میں اندھیری ڈگر کا ہوں اور سڑکوں میں اندھا دھند بھاگا جا رہا تھا قدم قدم پر لوگ راہ میں حائل ہو کر مجھے روکنے کی کوشش کر رہے تھے اور میں انہیں گراتا اور کچلتا بھاگا جا رہا تھا۔ پھر معلوم نہیں کیا ہوا۔

اس کے بعد جب میں نے آنکھیں کھولیں تو میں نے اپنے آپ کو ایک امریکی مبلغ کے گھر میں پڑا پایا۔ ان صاحب کا نام کلیمنٹ تھا۔ میں قاہرہ کی ایک سڑک پر بے ہوش اور برہنہ پڑا پایا گیا تھا اور لوگوں نے مجھے مردہ تصور کر لیا تھا میں کئی میلوں سے بھاگتا آیا تھا لیکن کہاں سے آیا تھا اور کہاں جا رہا تھا۔ وہ یہ جانتے تھے اور نہ میں خود جانتا تھا کئی ہفتوں تک میں زندگی اور موت کے درمیان معلق رہا مسٹر کلیمنٹ اور ان کی بیوی نے میری جی جان سے تیمارداری کی ان کی محبت' خلوص اور ہمدردی کو میں کبھی نہ بھلا سکوں گا۔

رفتہ رفتہ میں بظاہر تندرست ہو گیا۔ لیکن میرے دماغ کی کچھ عجیب حالت ہو رہی تھی۔ اپنے محسن مبلغ کے گھر سے رخصت ہونے کے بعد کئی مہینوں تک میں نیم پاگل سا رہا۔ میں کئی کئی دنوں تک خاموش رہتا اور مجھے کچھ یاد نہ تھا حتیٰ کہ اپنا نام بھی۔ آخرکار یہ دور بھی گزر گیا اور میں اپنے دوستوں میں رہنے لگا لیکن اب میں پہلا سا لسنگھام نہ رہا تھا۔ میں آپ اپنی بگڑی ہوئی شکل تھا کئی برسوں تک میری حالت یہی رہی۔

دن میں اور رات میں عجیب بھیانک تصویریں نظر آتی تھیں۔ میں ماسوائے تصویروں کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ تصویریں میرے لئے حقیقی نہیں تھیں۔ لیکن چونکہ سوائے میرے کوئی اور انہیں دیکھ نہ سکتا تھا اس لئے میں نے انہیں تصویریں کہا ہے۔ خیالی تصویریں۔ یہ خیالی تصویریں اتنی لرزہ خیز اور ہیبت ناک ہوتی تھیں کہ میں چیخ چیخ کر اٹھتا تھا۔ میری اس وقت کی حالت کا اندازہ لگانا مشکل ہے مجھ پر ایسا شدید اور اذیت ناک خوف مسلط تھا کہ میں اس سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکتا تھا۔ ان خیالی پیکروں نے مجھے اتنا پریشان کیا کہ ناچار آ کر میں نے اپنے آپ کو ایک ڈاکٹر کے سپرد کر دیا جو دماغی امراض کا ماہر تھا۔ خدا جانے میں کتنے دن تک اس ڈاکٹر کے زیر علاج رہا۔ لیکن ان خیالی پیکروں کی ملاقاتیں اس کے لئے بھی اتنی ہی ناقابل فہم رہیں جتنی کہ میرے لئے۔

وقت گزرتا گیا اور ان خیالی پیکروں کی ملاقاتیں کم سے کم تر ہوتی چلی گئیں یہاں تک کہ برسوں کی

لہریں محسوس کر کے میں نے اپنے آپ کو یقین دلایا کہ اب میں آسیب زدہ نہیں رہا ہوں اور یہ کہ ایک بار پھر دوسرے انسانوں کی طرح ہو گیا ہوں' آزاد' بے فکر اور جسمانی و دماغی طور پر تندرست۔

چند دنوں کے بعد میں نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا اور بہت جلد مشہور ہو گیا تب سے میں اب تک ایک مشہور اور کامیاب سیاست دان رہا ہوں اب رہی میری خانگی زندگی تو وہ سرے سے ہے ہی نہیں۔

مسٹر لسنگھام خاموش ہو گئے۔ ان کی کہانی دلچسپ' حیرت انگیز اور لرزہ خیز تھی۔ لیکن اب تک میں سمجھ نہ پایا تھا کہ اس کی کہانی میں میں کہاں آتا تھا اور میری مدد کی ضرورت کہاں پڑتی تھی چونکہ وہ بہت دیر تک خاموش رہے اس لئے یہ سمجھ کر کہ وہ اپنی کہانی ختم کر چکے ہیں میں نے کہا۔

''مسٹر لسنگھام۔ آپ نے جو کچھ کہا وہ حیرت انگیز ہے۔ لیکن میں یہ سمجھ نہیں سکا کہ اس کہانی میں مجھے کون سا پارٹ ادا کرنا ہے۔''

مسٹر لسنگھام چند ثانیوں تک خاموش رہے غالباً وہ کچھ سوچ رہے تھے اور جب وہ بولے تو ان کی آواز بھاری اور گمبھیر تھی جیسے کوئی زبردست غم انہیں پیسے ڈال رہا ہو۔

''مسٹر شانیل۔ اب تک جو کچھ میں نے کہا وہ تو صرف تمہید ہے اگر کہانی یہیں ختم ہو گئی ہوتی تو میں آپ کے پاس نہ آتا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ زبردست عقل سلیم کے مالک ہیں۔ اور میری مشکل آسان کر سکتے ہیں مجھے آپ پر اعتبار ہے اور میں جانتا ہوں کہ میرا راز آپ کے پاس محفوظ رہے گا۔''

میں مسکرایا۔ ''اس اعتبار کا شکریہ''

''آپ کے متعلق میں نے بہت کچھ سنا ہے اور اپنے طور پر آپ کے متعلق تحقیق بھی کر لی ہے۔ میں آپ پر بھروسہ کرتا ہوں مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے میں دنیا کا سب سے زیادہ بدقسمت آدمی ہوں اور میرا خیال ہے کہ آپ ہی مجھے اس لعنت سے نجات دلا سکتے ہیں۔''

''میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں گا مسٹر لسنگھام''

وہ خاموش رہے

''مسٹر لسنگھام مجھے خدمت کا موقع دیجئے ممکن ہے میں آپ کو مطمئن کر سکوں۔''

''ٹھیک ہے میں اسی لئے یہاں آیا ہوں''

وہ بہت دیر تک میری طرف دیکھتے رہے۔ پھر کرسی گھسیٹ کے میرے قریب لے آئے اور آگے کی طرف جھکا کر رازدارانہ انداز میں بولے۔

''مسٹر شانیل۔ پچھلے چند دنوں سے ایسے واقعات ہو رہے ہیں جو بیس سال کی وسیع و عریض خلیج کو پاٹ کے میرے ماضی کی بھیانک یادوں کو تازہ کر رہے ہیں ایک بار مجھے پھر خطرہ لاحق ہے ایک بار پھر میں وہی لسنگھام بننے والا ہوں جو شیطانوں کے اس بھینٹ سے برہنہ بھاگا تھا۔ چنانچہ آپ کا کام مجھے اس ان خطرے سے محفوظ رکھنا ہے میں آپ کی پناہ اور حفاظت چاہتا ہوں۔ مجھے اس ان دیکھے جال سے بچائیے۔ خدا کے لئے مجھے بچائیے۔ اس کا خاتمہ کر دیجئے جو میرا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔''

"میں سمجھا نہیں۔"

سچ تو یہ ہے کہ مجھے کچھ شک ہو چلا تھا کہ مسٹر لسنگھام اپنا دماغی توازن کھو چکے ہیں انہوں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"تین ہفتے پہلے جب میں دارالعوام کی ایک نشست سے واپس آیا تو مجھے اپنے مطالعہ کی میز پر ایک کاغذ پڑا ہوا ملا۔ اس کاغذ پر بھونرے کی ایک تصویر تھی۔ یہ بھونرا اس بھونرے کی طرح ہو بہو تھا جس میں وہ لڑکی تبدیل ہوئی تھی جس کا میں نے گلا گھونٹا تھا۔ اس تصویر کو دیکھتے ہی پھر وہی خیالی پیکر میرے سامنے آ گئے جن کا ذکر میں کر چکا ہوں اور جن سے میں اپنے خیالوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کر چکا تھا۔ مارے خوف کے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا میں دماغی اور جسمانی طور پر مفلوج ہو گیا۔"

"لیکن کیوں"

"اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے البتہ اتنا ضرور کہوں گا شیطانوں کے اس جھنڈ کے آخری منظر کو میں نے بھلانے کی کوشش کی تھی اور کامیاب ہو گیا تھا کیونکہ اگر میں اس منظر کو نہ بھلا چکا ہوتا تو شاید میں پاگل ہو جاتا۔"

"لیکن آپ کے مطالعہ کی میز پر کیا تھا؟ صرف ایک تصویر"

"بے شک حقیقت سے بہت قریب' میں نہیں جانتا کہ وہ کس چیز سے بنائی گئی تھی۔ لیکن تصویر کا بھونرا اس زندہ بھونرے کی طرح ہی تھا جو بیس سال قبل میری گرفت میں اینٹھ رہا تھا۔ اتنی حقیقی تصویر تھی یا یوں کہئے کہ اتنی زندہ تصویر تھی وہ کہ پہلے تو میں یہی سمجھا تھا کہ وہی لڑکی بھونرے کے روپ میں میری میز پر موجود ہے جس کا گلا میں نے بیس سال پہلے گھونٹا تھا۔"

"کون رکھ گیا تھا اسے وہاں"

"یہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں آپکا بھی پہلا کام یہی ہے کہ اس کے متعلق تحقیق کریں مسٹر شانپل یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا۔ لیکن تین دفعہ بھونرے کی تصویر مجھے اپنی میز پر سے ملی ہے۔ اور ہر دفعہ اس نے مجھ پر وہی خوف و ہراس طاری کر دیا ہے جس سے صرف میں واقف ہوں۔"

"اور ہر دفعہ یہ تصویر آپ کو دارالعوام سے لوٹنے کے بعد ملی ہے"

"بالکل جب میں دارالعوام سے دیر کر کے آیا ہوں تصویر مجھے ملی ہے' اور یہ ... حیران ہوں کہ کیا کہوں انہیں۔ خاکے' یا تصویریں یا بھونرے' وہ تصاویر کہاں ہیں۔"

"یہ بھی میں نہیں جانتا"

"کیا مطلب"

"مطلب یہ ہے کہ اس تصویر کو دیکھتے ہی میرے حواس غائب ہو جاتے تھے اور جب میرے حواس بجا ہوتے تو وہ تصویر وہاں نہ ہوتی۔"

"یعنی"

"یعنی غائب ہو جاتی"

"کاغذ اور تصویر سب"

"جی ہاں۔ تاہم اس کے متعلق میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ جانئے میری میز کاغذات سے ڈھکی رہتی ہے چنانچہ یہ خیال آ سکتا ہے کہ وہ تصویر والا کاغذ دوسرے کاغذات میں مل ملا کر میری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہو لیکن کیسے ہو سکتا ہے وہ کاغذ خود اپنے آپ کو کاغذات کے نیچے کس طرح چھپا سکتا ہے چنانچہ وہ تصویر تینوں دفعہ غائب ہو گئی۔"

میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ مسٹر لسنگھام غلط جگہ آ گئے ہیں انہیں میرے پاس آنے کے بجائے دماغی امراض کے کسی ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے تھا۔

"مسٹر لسنگھام کیا ممکن نہیں کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے آپ کا دماغ تھک گیا ہو اور وہ تصویریں آپ کے تھکے ہوئے دماغ کی پیداوار ہوں؟ وہم ہو آپ کا؟"

"ابتدا میں خود میں نے بھی یونہی کہا تھا پہلے میری بات پوری سن لیجئے۔ پھر آپ کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ میرا وہم نہ تھا۔"

چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔

"پرسوں رات کو" انہوں نے کہا "جب میں واپس آیا تو اپنے مطالعہ کے کمرے میں میں نے ایک اجنبی کو موجود پایا۔"

"اجنبی کون؟"

"جی ہاں۔ دوسرے الفاظ میں ایک چور کو۔"

"چور کو خوب۔ کہے جایئے۔"

"جب میں مطالعہ کے کمرے میں پہنچا تو ایک الماری کا تالا توڑ رہا تھا ظاہر ہے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے اسے پکڑنا چاہا۔ لیکن لیکن اسے پکڑ نہ سکا۔"

"پکڑ نہ سکا۔ کیا مطلب"

"مطلب وہی ہے جو میں نے کہا۔ یعنی اسے پکڑ نہ سکا آپ سمجھتے ہیں کہ چوری معمولی جرم نہیں ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ چور کون سی قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے صرف ایک لفظ کہا اور وہ لفظ اس نے انگریزی زبان میں کہا۔ اس بھیک لفظ کے علاوہ کوئی اور لفظ اس کے منہ سے نہ نکلا۔ وہ سر سے ننگا تھا۔ وہ ایک ڈھیلا ڈھالا جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اور اس جبہ میں وہ خود بھی ننگا تھا۔"

"کسی چور کے لئے واقعی یہ عجیب لباس ہے"

"اسے دیکھتے ہی دیکھتے مجھے کچھ شک سا ہوا کہ اس شخص کا تعلق کسی نہ کسی طرح اس واقعہ سے ہو سکتا ہے جو بیس سال پہلے میرے ساتھ مصر میں ہوا تھا اور اس نے جو لفظ کہا اس نے میرے شک کو یقین میں تبدیل کر دیا۔"

"کیا کہا تھا اس نے؟"

"جب میں اسے پکڑنے کے لئے اس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا تو اس نے ایک ایسا لفظ کہا جس نے

نہ صرف میرے ماضی کی بھیانک یادیں تازہ کر دیں بلکہ مجھے مفلوج بھی کر دیا۔"

"لیکن یہ تو بتائیے کہ کیا تھا وہ لفظ؟"

مسٹر لسنگھام نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن کچھ کہہ نہ سکے ان کے چہرے پر جذبات میں نمایاں تبدیلی ہوئی تھی۔ ان کی آنکھیں بت کی آنکھوں کی طرح ساکت ہو گئی تھیں۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ بے ہوش نہ ہو جائیں۔ انہیں سنبھالنے کے لئے میں اٹھ کر ان کی طرف بڑھا لیکن اس نے ہاتھ ہلا کے کہا۔

"ٹھیک ہے یہ دورہ گزر جائے گا۔"

ان کی آواز کھر دری اور پھٹی ہوئی تھی۔ چند لمحوں تک بے چین کر دینے والی خاموشی کا وقفہ رہا۔ پھر مسٹر لسنگھام نے کہا۔

"مسٹر شاتپل آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ اس موضوع پر بھی گفتگو کرنے سے میری کیا حالت ہو جاتی ہے میں وہ لفظ نہیں کہہ سکتا جو اس اجنبی نے کہا تھا میں اسے لکھ بھی نہیں سکتا۔ وہ لفظ مجھے پاگل و مفلوج کر دیتا ہے۔"

"کہیں ایسا تو نہ تھا مسٹر لسنگھام کہ وہ چور آپ کے ان خیالی پیکروں میں سے ایک ہو جنہیں آپ اکثر دیکھا کرتے تھے۔"

"نہیں میرے ملازم گواہ ہیں"

"تو کیا آپ کے ملازموں نے بھی اسے دیکھا تھا؟"

"جی ہاں چند ملازموں نے جو وہاں آ گئے تھے پھر الماری کی ٹوٹی ہوئی دراز بھی اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ وہ میرا وہم نہ تھا اور نہ ہی خیالی پیکر تھا اس شخص نے اوپری دراز کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ میں نے ان چیزوں کا جو دراز میں تھیں معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ خطوط کا ایک پلندہ غائب تھا۔ یہ میری منگیتر کے خطوط تھے۔ میری منگیتر کا نام مارجورے لنڈن ہے۔ ہم نے ابھی اپنی نسبت کا اعلان نہیں کیا ہے۔ چنانچہ یہ بات بھی آپ اپنے تک ہی رکھیں۔"

"لیکن ان خطوط کا وہ کیا کرے گا"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو وہ ان خطوط سے کوئی کام نکالے گا اور اگر حالات ایسے ہی ہیں جیسا کہ میں سمجھ رہا ہوں تو انجام بہت برا اور بھیانک ہو گا۔ اگر شیطان کی وہ خالہ یا شیطانوں کا پورا گروہ مجھ سے انتقام لینا چاہتا ہے تو ان خطوط سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ مارجورے میری منگیتر ہے چنانچہ وہ مارجورے کو پکڑنے اور خدانخواستہ اسے بھینٹ چڑھانے کی کوشش کریں گے۔"

"تو یہ بات ہے۔ لیکن یہ تو بتائیے کہ چور فرار کس طرح ہوا۔ کیا وہ بھی تصویروں کی طرح غائب ہو گیا۔"

"جی نہیں وہ باقاعدہ فرار ہوا"

"کیا مطلب؟"

"اور وہ مطالعہ گاہ میں سے نکل کے نشست کے کمرہ میں اور وہاں سے دالان میں پہنچا اور پھر سڑک

پر کود گیا اور سڑک پر پہنچتے ہی وہ کسی کے ہاتھوں میں تھا۔"

"کس کے ہاتھوں میں۔ پولیس کے"

"جی نہیں آتھرٹن کے۔ سڈنی آتھرٹن کے"

"وہی نا جو سائنسدان ہیں۔"

"جی ہاں وہی۔ کیا آپ جانتے ہیں انہیں"

"اچھی طرح سے وہ میرے دوست ہیں خیر تو سڈنی نے دیکھا ہی ہو گا کہ وہ شخص کس کے گھر میں سے اور کس طرح چلا آ رہا ہے اور یہ بھی دیکھا ہو گا کہ وہ ننگا تھا۔ پھر انہوں نے روکا کیوں نہیں۔"

میں نہیں جانتا ممکن ہے اس کا کوئی خاص سبب ہو بہرحال حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اسے نہ روکا۔ اس کے برخلاف انہوں نے یہ عجیب حرکت کی کہ میرے دروازے پر دستک دی اور مجھے یہ اطلاع دی کہ انہوں نے میرے کمرے کی کھڑکی میں سے ایک شخص کو باہر آتے دیکھا ہے۔

سچ تو یہ ہے مسٹر شاتپل کہ اگر سڈنی بیچ میں نہ ہوتے تو میں اب بھی آپ کے پاس نہ آتا۔ اس انکشاف نے کہ سڈنی آپ کے دوست ہیں میری ایک مشکل آسان کر دی ہے۔

وہ اپنی کرسی اور بھی قریب گھسیٹ لائے۔

"بات یہ ہے کہ مسٹر آتھرٹن بھی مارجورے سے محبت کرتے ہیں اور اپنی بیوی بنانا چاہتے ہیں لیکن چونکہ مارجورے نے ان کی درخواست منظور نہ کی اور میری درخواست منظور کر لی ہے اس لئے مسٹر سڈنی مجھ سے خفا ہو گئے ایسا معلوم ہوتا ہے ان کا اس چور سے کوئی تعلق ہے جو منگل کی رات کو میرے گھر میں آ گھسا تھا۔ یا پھر اس کے کسی ساتھی سے سڈنی نے کوئی ساز باز کر رکھا ہے چنانچہ اب سڈنی مجھے دھمکیاں دے رہے ہیں کہ وہ میرا راز فاش کر دیں گے اس وقت میں سڈنی کے ہاں سے آ رہا ہوں۔ انہوں نے ہر اپھیرا کے کچھ ایسی باتیں کہی ہیں جن کی وجہ سے میں سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ سڈنی نے کسی ایسے شخص سے گفتگو کی ہے جو میرے بھیانک ماضی سے پوری طرح واقف ہے تاہم اس شخص نے سڈنی سے جو کچھ کہا ہے وہ معلوم ہوتا ہے مبالغہ آمیز جھوٹ ہے سڈنی نے اس شخص کی باتوں پر یقین کر لیا پھر مجھے دھمکی دی کہ وہ سب باتیں مارجورے کو بتا دیں گے میرا خیال ہے کہ مصر کے ایک شیطانی گروہ کا کوئی جاسوس اس وقت لندن میں موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی لڑکی ہو جس نے مجھے گیت سنائے تھے۔ اور جو میرے ہاتھ میں بھونرا بن گئی تھی یا اگر وہ میرے گلا گھونٹنے سے مر چکی ہے تو یہ پھر اس کی کوئی بہن یا عزیز ہو۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ اس وقت لندن میں موجود ہے کسی شرارت پر تلی ہوئی ہے چند در چند وجوہات کی بنا پر میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ سڈنی اس لڑکی کی لندن میں موجودگی اور اس کی قیام گاہ سے واقف ہے اب آپ کا کام یہ ہے کہ آپ پتہ چلائیں کہ وہ لڑکی جو میری گرفت میں بھونرا بن گئی تھی یا جو کوئی بھی ہے وہ کہاں چھپی ہوئی ہے اور اسے گھسیٹ کر باہر لے آئیں اور اسے سزا دلوائیں۔"

"آپ نے یہ کیسے تسلیم کر لیا کہ سڈنی اس پراسرار ہستی سے مل چکا ہے کیا یہ بات خود انہوں نے آپ

سے کہی تھی۔"

"جی ہاں"

"میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ سنڈنی سے میں پوری طرح واقف ہوں جب وہ غصے اور جوش میں ہوتا ہے تو بڑی سخت باتیں کہہ جاتا ہے حالانکہ ان باتوں کا کوئی مطلب نہیں ہوتا اور نہ خود سنڈنی سنجیدہ ہوتا ہے جو کچھ وہ کہتا ہے ایک رو میں بک دیتا ہے حالانکہ اس کے دل میں کچھ نہیں ہوتا۔ بہرحال اگر آپ اجازت دیں تو میں سنڈنی کے پاس جا کر آپ کے میرے پاس آنے کا ذکر کر دوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ پراسرار ہستی کے متعلق مجھے سب کچھ بتا دے گا بشرطیکہ وہ جانتا ہو۔"

"تو پھر آپ جائیے اس کے پاس اسی وقت۔"

"بہت اچھا سنڈنی سے مجھے کیا معلوم ہوا یہ میں آپ کو بتا دوں گا۔"

میں جانے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ کوئی بگولے کی طرح ملاقات کے کمرے میں داخل ہوا وہ بہت گھبرایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ کرسیوں اور میزوں سے ٹکرا رہا تھا اور میں ان کے گرنے کی آوازیں سن رہا تھا دوسرے ہی لمحہ میرے دفتر کا دروازہ دھڑ سے کھلا اور خود سنڈنی توپ کے گولے کی طرح دفتر میں گھس پڑا۔

سنڈنی نے یہ بھی دیکھا کہ اس وقت اکیلا ہوں۔ یا کوئی اور بھی میرے ساتھ موجود ہے اپنا نام درست کیے بغیر اس نے آتے ہی کہنا شروع کیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم دفتر میں ہی ہو۔ شانیل مجھے تمہاری ضرورت ہے فوراً اسی وقت کچھ پوچھنے کی کوشش نہ کرو۔ اپنا وہ جہازی ہیٹ سر پر رکھو اور چلو میرے ساتھ تانگے میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔"

مجھے مناسب معلوم ہوا کہ اس کی توجہ مسٹر لستھام کی طرف مبذول کرا دوں۔ "میرے دوست"

اس نے ہاتھ ملا کے مجھے خاموش کر دیا۔

"دوست وغیرہ کو ڈالو چولہے میں۔ اس وقت تمہارا کوئی بہانہ نہ چلے گا اگر ملکہ انگلستان سے ملاقات کا وقت لے چکے ہو تو ملاقات کو ملتوی کر دو۔ کہاں ہے وہ تمہارا جہازی ہیٹ؟ یا ننگے سر ہی چل رہے ہو۔ شانیل ایک ایک لمحہ قیمتی ہے خدا کی قسم یہ کسی کی موت اور زندگی کا سوال ہے اب چلتے ہو یا میں تمہارے بال پکڑوں اور تمہیں گھسیٹتا ہوا لے چلوں۔"

"تم تو یار جیسے پاگل ہو رہے ہو۔ بہرحال میں چل رہا ہوں تمہارے ساتھ پہلے میری بات تو سنو اس وقت میں اکیلا نہیں ہوں۔ مسٹر لستھام بھی ہیں میرے ساتھ۔ یہ دیکھو۔"

یہ عجیب بات ہے کہ سنڈنی نے مسٹر لستھام کو نہ دیکھا تھا اب تک غالباً اس لئے کہ وہ بہت زیادہ گھبرایا ہوا تھا اور عجلت میں تھا۔ جب میں نے لستھام کی طرف اشارہ کیا تو اس نے گھور کر ان کی طرف دیکھا۔ اور

بڑے اکھڑ پن سے بولا۔ "اوہو تو آپ ہیں۔ کیا کرنے آئے ہو یہاں؟"

اس سے پہلے کہ مسٹر لستھام سنڈنی کے اس گستاخانہ سوال کا کوئی جواب دیتے اس نے آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کڑک کے پوچھا۔

"اسے دیکھا ہے تم نے؟"

مسٹر لستھام سنڈنی کے اس برتاؤ سے بھونچکا رہ گئے۔

"کس کو"

"مارجورے لنڈن کو"؟

"مارجورے کو!"

مسٹر لستھام خاموش ہو گئے وہ حیران تھے کہ سنڈنی مارجورے کے متعلق کیا پوچھ رہا ہے اور کیوں پوچھ رہا ہے۔

"مارجورے سے میری ملاقات گزشتہ رات ہوئی تھی کیوں خیریت تو ہے"

"نہیں، خیریت تو نہیں ہے مارجورے کا اب خدا حافظ ہے وہ اب اس کی قید میں ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کون کس کی قید میں ہے۔"

"مارجورے تمہارے اس مشرقی دوست کی قید میں ہے عظیم سیاست دان صاحب تمہاری منگیتر۔ اس وقت اس مشرقی پراسرار کی گرفت میں ہے وہ۔ اس نے اس کو اغوا کر لیا ہے۔ یا گرگی ہے میں نہیں جانتا کہ مارجورے کو کہاں لے گیا ہے یا لے گئی ہے اور یہ کہ وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا یا کرے گی۔"

"آتھرٹن! خدا کے لئے پہیلیاں نہ بجھواؤ۔" لستھام نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا اور پھر دانت پیس کر بولے۔ "اگر مارجورے کو کچھ ہو گیا تو آتھرٹن میں تمہارا خون پی لوں گا۔"

اور اس کے بعد لستھام نے جو حرکت کی وہ میرے لئے بھی اتنی ہی غیر متوقع تھی جتنی کہ سنڈنی کے لئے۔ انہوں نے شیر کی طرح لپک کر سنڈنی کا گلا پکڑ لیا۔

"بدمعاش گدھے۔ کیا کیا تو نے اس کے ساتھ۔ اگر اس کا بال بھی بیکا ہوا تو میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔ خدا کی قسم نہ چھوڑوں گا۔"

انہوں نے سنڈنی کو یوں جھنجھوڑا جیسے وہ کوئی چوہا ہو۔ پھر اسے پیچھے دھکیل دیا سنڈنی دھڑام سے گر پڑا۔ مسٹر لستھام صحیح معنوں میں آگ بگولا ہو گئے تھے ان کا چہرہ سرخ اور آنکھیں انگارہ ہو رہی تھیں۔

سنڈنی کو کوئی چوٹ نہ آئی تھی۔ البتہ حیرت کے چند ثانیوں تک فرش پر ہی پڑا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے اٹھا۔ اس نے ایک جھرجھری لی۔ گویا اپنا اطمینان کر لینا چاہتا ہو کہ اس کے بدن کی کوئی ہڈی تو نہیں ٹوٹ گئی۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کے گردن پر رکھا۔ چند ثانیوں تک اپنی گردن ملتا رہا۔ پھر مسکرا کے بولا۔

"یار لستھام! تم تو خلاف توقع بڑے طاقتور نکل آئے۔ واہ یار تم تو سچ مچ مرد ہو الو! کیا آہنی گرفت تھی تمہاری۔ میری گردن ٹوٹ گئی [illegible] پہلے میں اس معاملے سے [illegible] ہوں۔ پھر [illegible] کے

دستیانے چکن کے ہم دو دو ہاتھ کر لیں گے۔ تم نے سیاست میں پڑ کے جھک ماری ہے اپنے آپ کو تباہ کر لیا ہے تمہیں تو بندہ خدا پہلوان بایا کر ہونا چاہئے تھا لاؤ اپنا ہاتھ لاؤ۔"

مسٹر لسنتھام نے اپنا ہاتھ نہ بڑھایا تو سدنی نے خود ہی آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کر لیا۔

"آتھرٹن!" لسنتھام نے کہا۔ "بات بنانے کی کوشش نہ کرو جو کچھ تم نے کہا ہے اگر وہ سچ ہے اور مارجوری اس ہستی کے رحم و کرم پر ہے جس کی جنس کا کوئی پتہ نہیں تو یقین کرو سدنی مارجوری کی جان خطرے میں ہے۔ وہ ہستی اور اس کا شیطانی گروہ مارجوری کے ساتھ جو سلوک کرے گا وہ موت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔"

"خدا کی قسم تم ٹھیک کہتے ہو شیطان کے اس خلو یا خالہ سے کچھ بعید نہیں میرے خدا مارجوری کے انجام کے خیال سے میں کانپ اٹھتا ہوں۔" سدنی نے کہا پھر میری طرف گھوم کے بولا۔ "یار تم نے ابھی تک پنڈو جہازی بیٹ اپنے سر مبارک پہ نہیں رکھا اب یار یہ درزی کے پتلے کی طرح کب تک کھڑے رہو گے۔ خدا کے لئے چلو۔ راستے میں تمہیں سب کچھ بتادوں گا۔ اور لسنتھام اگر تم ہمارے ساتھ آرہے ہو تو تمہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوا۔"

ایک تو چھوٹی سی اور ایک گھوڑے کی بگھی میں تین آدمیوں کا سوار ہونا بذات خود بڑا صبر آزما ثابت ہوتا ہے اور پھر ان تینوں میں سے ایک سدنی ہو جس پر گھبراہٹ بے چینی اور عجلت کا دورہ پڑا ہو تو پھر دوسری دو سواریوں کی مشکل کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ سدنی کے اس اضطراب کو مسٹر لسنتھام مجھ سے زیادہ محسوس کر رہے تھے۔ بڑی کوششوں کے بعد میں سدنی کو ذرا سکون پذیر کر سکا ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد میں اس سے مطلب کی بات کہلوا سکا۔

بگی جتنی میری آنکھ میں کھٹک رہی تھی اتنا ہی تھوڑا سا میں سے کندھے پر رسید کرتے ہوئے اس نے لسنتھام کو مخاطب کیا۔

"مارجوری نے تمہیں اس شخص کے متعلق تو بتایا ہوگا جسے وہ سڑک پر سے گھر میں اٹھوا لائی تھی۔"

"نہیں تو ان صاحب کا کیا قصہ ہے؟" لسنتھام نے حیرت سے پوچھا۔

"تمہیں یاد ہے کہ ایک بڑا واقعہ تمہارے یہاں چوری کرنے گھسے تھے ایک رات؟"

"ہاں یاد ہے۔"

"چنانچہ یہ بھی یاد ہوگا کہ تمہارے گھر میں داخل ہونے کے بعد وہ مجھ سے تقریباً ٹکرا گئے تھے۔"

"ہاں یہ بھی یاد ہے۔"

"خیر تو مارجوری نے دوسری صبح اسی بڑے آوارہ کو سڑک پر پڑے پایا یعنی عین اپنے گھر کے سامنے۔ معلوم ہوا کہ رات بھر یہ شخص سردی اور بارش میں تقریباً برہنہ ٹھٹھرتا رہا تھا یعنی نیم توجہ کے عالم میں۔"

"یہ حضرت آخر ہیں کون جن کا ذکر تم کر رہے ہو؟"

"اس نے اپنا نام ہالٹ بتایا تھا۔ رابرٹ ہالٹ۔"

"رابرٹ ہالٹ تو کیا وہ انگریز ہے۔"

"اتنا ہی جتنا کہ ہم تم ہیں۔ بیچارا قسمت کا مارا ہے۔ بیکار بھٹک رہا ہے ہر جگہ کوشش کی لیکن ملازمت نہ ملی غریب کو۔ سر چھپانے کے لئے غریب خانے میں پہنچا تو وہاں سے بھی ٹکا سا جواب دیا۔ یار تم سیاست دانوں اور مدبروں نے متوسط طبقے کی عجیب درگت بنا رکھی ہے۔ دنیا تو مزدوروں اور کسانوں کی ہے۔ یا پھر کروڑ پتیوں کی۔ متوسط طبقہ بیچارا مارا مارا پھرتا ہے اور عزت کی لاش سنبھالے بیٹھا ہے۔"

"لیکن تمہیں یقین ہے؟"

"کس بات کا"

"یہی کہ رابرٹ ہالٹ وہی شخص ہے جو میرے یہاں چوری کرنے گھسا تھا اور فرار ہوتے وقت بقول تمہارے ٹکرا گیا تھا۔"

"بالکل وہی ہے۔ میں اسے بھول سکتا ہوں بھی؟ اس کے علاوہ خود اس نے اپنی کہانی سنائی جس سے معلوم ہوا کہ حضرت تمہارے یہاں چوری کرنے گئے تھے۔"

"مسٹر آتھرٹن۔ تمہیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ اس معاملے کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا یعنی میں بالکل اندھیرے میں ہوں بہر حال اس شخص کا جس کا نام رابرٹ ہے اس معاملے سے کیا تعلق ہے۔ جس میں ہم پالیوں ہو کہ میں الجھا ہوا ہوں۔"

جواب میں سدنی نے مارجوری کے غائب ہونے تک کی پوری کہانی سنادی۔ واقعات کا تسلسل حیرت انگیز تھا۔ سدنی نے نہایت جوش کے عالم میں اپنے آپ کو پارسا ثابت کرنے کے بعد کہانی کا اختتام یوں کیا۔

"چونکہ میں ہالٹ کو نہیں پا سکا تھا۔ اس لئے مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں واپس اس پراسرار مکان میں مارجوری کے پاس لوٹ جاؤں چنانچہ میں گیا اور وہاں پہنچ کر دیکھا کہ مارجوری غائب تھی اور مکان خالی پڑا تھا۔"

"لیکن میں پوری طرح سمجھا نہیں کہ۔"

سدنی نے لسنتھام کی پوری بات سننا مناسب نہ سمجھا اس نے بے چینی سے ہاتھ ہلا کے انہیں خاموش کیا اور سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس مکان کا چپہ چپہ چھان مارا۔ اوپر دیکھا نیچے دیکھا باہر دیکھا کونوں میں دیکھا کھنڈروں میں دیکھا۔ مارجوری کو پکارتے پکارتے میری آواز کوے کی آواز کی طرح ہو گئی۔ لیکن مارجوری نہ تو کہیں نظر آئی اور نہ اس نے جواب دیا۔ میں پیٹتا ہوں دفعۃً یہ اتر رہا تھا کہ میرا ہاتھ کسی چیز پر پڑا۔ میں نے وہ چیز اٹھائی یہ ایک انگوٹھی تھی۔ یہ انگوٹھی اس وقت اپنی اصل شکل میں نہیں ہے یعنی روپ بگڑ گیا ہے بیچاری کا۔ تم جانو کہ میں چھول کی طرح ہلکا پھلکا نہیں ہوں۔ لیکن چونکہ اس وقت میں ایک ایک ساتھ دو دو سیڑھیاں پھلانگ رہا تھا۔ اس لئے اپنے پورے بوجھ سمیت انگوٹھی پر کھڑا ہو گیا چنانچہ انگوٹھی میرے بوجھ تلے تڑ مڑ گئی ہوئی۔"

سنڈی نے اپنا ہاتھ لمبا کر کے مٹھی کھول دی اس کی ہتھیلی پر کوئی چیز چمک رہی تھی مسٹر لسنگھام اس انگوٹھی کو دیکھنے کے لئے ذرا آگے کی طرف جھک گئے اور پھر انہوں نے چیل کی طرح اس پر جھپٹا مارا۔

"یہ میری ہے۔" وہ بولے

سنڈی نے اپنا ہاتھ پیچھے کھسیٹ لیا۔

"ذرا صبر۔ یہ کیسے ہوگئی تمہاری؟" اس نے پوچھا۔

"یہ میں نے دی تھی مارجورے کو؟ یہ ہماری منگنی کی انگوٹھی ہے۔ یہ دیدو مجھے ورنہ میں بگھی میں ہی چھین لوں گا۔"

ہم تینوں بگھی میں پھنسے بیٹھے تھے۔ اس کے باوجود مسٹر لسنگھام نے مجھے ایک طرف دھکیل کر سنڈی کی کلائی پکڑ لی۔ ایک لمحہ تک بگھی میں دھینگا مشتی ہوتی رہی۔ میں بیچ میں دبا بیٹھا تھا کبھی تو مسٹر لسنگھام کی کہنی میری پسلی میں کھب جاتی تھی اور کبھی مسٹر سنڈی کی مٹھی میری آنکھ منہ یا ناک پر آپڑتی تھی۔ بہرحال سنڈی کو بہت جلد اپنی ہار تسلیم کرکے انگوٹھی لسنگھام کو دینی پڑی۔ اگر اس نے اور ہاتھا پائی کی ہوتی تو وہ چیختی ہوئی بگھی میں سے سڑک پر چھینک دیا جاتا۔ ہارے ہوئے سنڈی نے تعریفی نظروں سے اپنے حریف کی طرف دیکھا۔

"یار میں تمہیں اتنا طاقتور نہیں سمجھتا تھا۔ تمہاری بوڑھی رگوں میں واقعی گرم خون گردش کر رہا ہے پہلے اس معاملے سے نپٹ لوں پھر تم سے دو دو ہاتھ کرلوں گا۔"

لسنگھام یوں بے پرواہ رہے جیسے انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں وہ اب انگوٹھی کو دیکھ رہے تھے جو ان کے قبضے میں تھی۔

"خدایا یہ وہی انگوٹھی ہے جو میں نے اسے دی تھی۔" وہ بولے "مارجورے اس انگوٹھی کو آسانی سے اتروانے والی نہ تھی۔ اس کے ساتھ ضرور کوئی بھیانک واقعہ ہوا ہوگا۔"

سنڈی بیچ میں بولا۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں ایک گھنٹے سے لیکن کیا واقعہ ہوا۔ خدا کی قسم میں یہ نہیں جانتا جب میں اس مکان میں پہنچا تو وہ وہاں نہ تھی۔ پورا مکان چھان مارنے کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ وہ وہاں نہیں ہے تو میں اسے تلاش کرنے کے لئے وہاں سے نکل پڑا۔ راستے میں خیال آیا کہ شاید یہ بھی ساتھ لیتا چلوں لیکن یہ بھی وہ شخص ہے جو صحرا میں ہوئی تلاش کر لیتا ہے۔ یار یہ گھوڑا بڑا زوردار ہے یہ دیکھو تم پہنچ گئے۔ ارے بھائی کوچوان اگلا موڑ کھینچ لو۔ ارے میاں آگے نہ بڑھو کہیں خدا جانے کیا ہو جائے۔ یہ جو ہوا کم ہے بلکہ اب پلا یار تمہارا گھوڑا آج تو مبارک رہے۔"

سنڈی نے مارے گھونسوں کے دروازے کی چولیں تک ہلا دیں لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ چنانچہ وہ دروازے کی طرف چلا میں اور لسنگھام اس کے پیچھے تھے اس طرف باورچی خانے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔

"تم یہ کھڑکی کھلی چھوڑ گئے تھے کیا۔" میں نے پوچھا

"یہ تو مجھے یاد نہیں۔" سنڈی نے جواب دیا۔

وہ اچک کر کھڑکی میں اور وہاں سے اندر پہنچ گیا۔ ہم نے اس کی تقلید کی سنڈی نے اندر پہنچتے ہی گلا پھاڑ پھاڑ کے چلانا شروع کیا۔

"مارجورے مارجورے! کہاں ہو تم؟ یہ میں ہوں سنڈی۔"

وہ لسنگھام کی طرف گھوم گیا۔

"سچ کہنا یار۔ قیس نے صحرا میں لیلیٰ کو بھی اس طرح نہ پکارا ہوگا۔"

"مذاق نہ کرو سنڈی خدا کی قسم"

"پیارے لسنگھام میں مذاق نہیں کر رہا۔ لیکن واں میں نے طبیعت ذرا چلبلی پائی ہے۔"

وہ پھر پکارنے لگا۔

"مارجورے جواب دو تمہارے ہونے والے شوہر بھی تشریف لائے ہیں۔" کہیں سے کوئی جواب نہ آیا۔ کہیں سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ وہ کمیں سے کر اس کمرے میں پہنچا جو ہوٹل کی طرف تھا۔ دفعتہ وہ رک گیا۔

"ارے کھڑکی پر جھلملی گری ہوئی ہے" اس نے حیرت سے کہا

"یہ تو میں نے باہر ہی سے دیکھ لیا تھا۔" لسنگھام نے کہا۔

"جب میں یہاں سے چلا تھا تو اس وقت جھلملی گری ہوئی نہ تھی۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ میرے جانے کے بعد یہاں کوئی آیا ہے۔ خدا کرے یہ آنے والی مارجورے ہو"

وہ چند قدم آگے بڑھا اور پھر رک گیا۔

"میرے خدا یہاں تو سچ مچ بھاڑ و جھیری ہوئی ہے۔" وہ بولا۔ "کمرہ خالی ہے ہر چیز غائب ہے۔"

"یعنی کیا مطلب۔ جب تم یہاں آئے تھے تو یہ کمرہ فرنیچر وغیرہ سے سجا ہوا تھا۔"

"سجا ہوا۔ خیر ہم اسے سجا ہوا تو نہیں کہہ سکتے۔ اس مکان کا مالک کنجوس مکھی چوس معلوم ہوتا ہے لیکن یہ کمرہ ایسا خالی بھی نہ تھا۔ اس کے فرش پر قالین بچھا ہوا تھا اور یہاں ایک پلنگ بھی تھا۔ اور چند دوسری چیزیں تھیں۔ سب کی سب مشرق کی بنی ہوئی۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام چیزیں دستاویزی کر لائی اور تم جانو مشرقی اشیاء سے کچھ بعید بھی نہیں خصوصاً اس صورت میں کہ وہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک

زبردست جادوگر کا اثاثہ ہو۔"

سندلی چاروں طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے اپنی آنکھوں پر سے اعتبار اٹھ چکا ہو۔

"تم اس گھر سے کب رخصت ہوئے تھے" میں نے پوچھا۔

سندلی نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا

"کوئی ایک گھنٹہ پہلے یا شاید ڈیڑھ گھنٹہ پہلے۔"

"اس وقت تمہیں سامان وغیرہ بندھا ہوا نظر آیا تھا جیسے کوئی سفر کی تیاری کر چکا ہو۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نظر نہ آئی تھی۔ کھڑکی کے قریب پہنچ کے اس نے جھلملی اٹھا دی۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب میں ماسٹر جوزف اور بالٹ کے ساتھ یہاں آیا تھا تو یہ جھلملی فکس ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے اسے بیلچہ سمیت اکھاڑ پھینکا تھا لیکن دیکھو۔ اب یہی جھلملی اتنی آسانی سے اوپر اٹھ گئی ہے گویا اس کی مدد ... فرمانبردار جھلملی دنیا میں دوسری نہ ہوگی۔"

میں سندلی کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور وہاں سے میں نے دیکھا کہ بگھی پر بیٹھا ہوا کوچوان ہاتھ ہلا ہلا کر ہمیں بلا رہا تھا سندلی کی نظر بھی اس پر پڑی۔ وہ ایک دم سے ساش کھول کے بولا۔

"یہ کیا ہوا تمہیں کس قسم کا دورہ وغیرہ پڑا ہے کوچوان؟"

"معاف کیجئے گا۔ لیکن یہ بڑے میاں کون ہیں"

"کون سے بڑے میاں یہاں پر کوئی بڑے میاں نہیں"

"نہیں تو پھر یہ اوپر کی منزل میں کھڑکی میں سے کون جھانک رہا ہے؟"

کوچوان نے ابھی پوری بات بھی نہ کی تھی کہ سندلی زینے کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ اور اب وہ زینہ چڑھ رہا تھا۔ میں اس کے پیچھے تھا۔ جب میں اوپر پہنچا تو سندلی سامنے کے کمرے میں سے ہوتے ہوئے دوسری طرف کا دروازہ ... دوسرے کمرے میں گھس گیا اور پھر ایک تیسرے دروازے میں سے چیختا ہوا نکلا۔

"کوچوان نے بھنگ پی رکھی ہے شاید۔ یہاں نہ بڑے میاں ہیں نہ بڑی بی۔ اب یہاں کوئی بھی نہیں۔"

"تو پھر وہ صاحب کیا ہوئے جو ایک منٹ پہلے کھڑکی میں سے جھانک رہے تھے۔" کوچوان نے حیرت سے پوچھا۔

"میاں! تیری آنکھوں کا سرمہ اکاؤ کہ نظر صاف ہو چونکہ کھڑکی کے شیشوں پر روشنی پڑ رہی ہے اور پھر تمہاری نظر دھندلائی ہوئی ہے۔ اس لئے تمہیں چہرہ سا نظر آ گیا۔"

"نہیں جناب نہ تو مجھے کچھ کا کچھ نظر آیا اور نہ ہی میری نظر کمزور ہے مقابلے کی غرض سے بھی اتنی تیز نہ ہوں گی جتنی کہ میری ہیں۔ اب رہے کھڑکی کے شیشے اور ان پر روشنی وغیرہ تو جناب کھڑکی میں اتنے شیشے ہیں کہاں کہ وہ نظر کو دھوکا دے سکیں۔ جناب دیکھئے دائیں طرف کے نچلے پٹ کا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے جس میں سے وہ جھانک رہا تھا۔ وہ یہیں کہیں ہوگا۔ اتنے جلد وہ کہیں نہیں جا سکتا۔ اس کمرے میں کوئی الماری وغیرہ تو نہیں جس میں وہ چھپ گیا ہو۔"

کوچوان نے یہ باتیں اتنی یقین سے کہی تھیں کہ میں خود تحقیق کے لئے آگے بڑھا۔ بے شک وہاں ایک الماری موجود تھی۔ لیکن اس کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے اور وہ بھوکے پیٹ کی طرح خالی تھی۔ پچھلا کمرہ چھوٹا اور تنگ تھا۔ کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا اور اس کی کرچیاں فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ اور ان کرچیوں کے علاوہ چند پتھر اور اینٹیں اور ایسی ہی بیکار چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان چیزوں کی موجودگی وہاں سمجھ میں نہ آئی۔ ایک کونے میں الماری تھی۔ سرسری معائنہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ الماری بھی خالی تھی۔ میں نے اوپر نظر کی۔ اس طرف کوئی چور دروازہ یا سوراخ نہ تھا کمرے میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس میں کوئی چھپ سکتا۔ میں پھر کھڑکی کے سامنے اور سندلی کے قریب جا کھڑا ہوا۔

"کوچوان۔" میں نے کہا۔ "یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی چھپ سکے اس کے علاوہ دونوں کمرے خالی ہیں غالباً تمہیں کچھ دھوکا ہوا ہے۔"

کوچوان صاحب خفا ہو گئے۔

"یہ کیا بات ہوئی صاحب! جب میں [illegible] چڑھ بیٹھا ہی نہ تھا آپ نے کیسے کہہ دیا کہ میں نے کچھ دیکھا تھا۔"

"بعض اوقات نظر دھوکا [illegible] وہ دیکھا جو نہ تھا اسی کو نظر کا دھوکا کہتے ہیں برادر" سندلی نے کہا۔

"اگر وہ بوڑھا وہاں نہ تھا اور نہیں ہے تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ میں بھی یہاں نہیں ہوں۔ اور آپ بھی وہاں موجود نہیں ہیں اور نہ یہ مکان یہاں ہے اور نہ [illegible]"

سندلی نے کھڑکی میں سے گردن باہر نکال کے پوچھا۔

"وہ کیسا تھا"

"کون کیسا تھا"

"وہی بوڑھا جو اس کھڑکی میں سے جھانک رہا تھا۔"

"یہ تو میں ٹھیک سے نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ اس کا پورا چہرہ نظر نہ آ رہا تھا البتہ چہرے کا کچھ حصہ اور آنکھیں میں دیکھ سکا تھا اور اسی پر سے میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ کافی مسن تھا۔ وہ نقاب سی ڈالے تھا جیسے وہ نہ چاہتا ہو کہ کوئی اسے دیکھ سکے۔"

"کس قسم کی نقاب"

"ہم اسے نقاب تو نہیں کہہ سکتے۔ وہ وہ ٹھیک ہے عربوں کی سی عبا پہنے ہوئے تھا۔ ٹوپی والی عبا"

مسٹر سنگھام میری طرف گھوم گئے۔ وہ بولتے ہوئے کانپ رہے تھے۔

"میرے خیال میں کوچوان غلط نہیں کہہ رہا" انہوں نے کہا۔

"اگر وہ غلط نہیں کہہ رہا تو پھر وہ بوڑھا گیا کہاں؟ اسے زمین کھا گئی یا آسمان نے نگل لیا ہو۔ یا وہ ہوا میں کے اڑ گیا۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ سوائے کوچوان کے کسی اور نے اسے نہ دیکھا۔"

"کوئی شیطانی چال چلی گئی ہے میرا خیال ہے کہ کوئی چال چلی گئی ہے؟"

میں حیرت سے لسنگھام کی صورت تکنے لگا۔ یہ معاملہ ایسا تھا کہ کسی کے خصوصاً لسنگھام کے یہ کہنے سے کہ میرا دل کہتا ہے" کسی کو اطمینان نہیں ہو سکتا ہے سڈنی بھی ان کی صورت تک رہا تھا۔ پھر ایک دم سے وہ چونک کر بولا۔

"خدا کی قسم لسنگھام سچ کہتا ہے۔ یہ مکان شیطانوں کا اڈہ ہے میرے دوست شاید ہم مغربی بہت سے ایسے علوم سے ناواقف ہیں جن سے مشرقی واقف ہیں میرے خدا! عجیب گورکھ دھندا ہے۔"

وہ دروازے کی طرف چلا ابھی وہ چند قدم ہی چلا تھا کہ دفعتہً پر کٹے طوطے کی طرح پھڑ پھڑا کے اوندھے منہ گرا۔

"کوئی چیز الجھ گئی تھی۔ میرے پاؤں میں کیا بلا ہے یہ؟" وہ فرش پر پیچ مار رہا تھا۔ فرش کا ایک تختہ اکھڑا ہوا اور ڈھیلا ہے۔ جبھی یوں احمقوں کی طرح گر گیا غضب ہو۔ میری مدد کرو یار! اس تختے کو اٹھاؤ یار۔ کون جانے اس کے نیچے کیا اسرار پوشیدہ ہے۔"

میں اس کی مدد کو پہنچا جیسا کہ سڈنی نے کہا تھا۔ فرش کا ایک تختہ اکھڑا ہوا تھا اور ڈھیلا تھا۔ سڈنی اسی کے ہونے سے ٹھوکر کھا کر گرا تھا۔

ہم دونوں نے مل کے اسے اٹھایا۔ لسنگھام چند قدم دور خاموش کھڑے تھے۔ ہم نے تختہ اٹھا کے دوسری طرف پھینکا اور اس سوراخ میں جھانکنے لگے جو تختے کے ہٹانے سے پیدا ہو گیا تھا۔

"اور ہمیں جو کچھ ملا؟"

"ارے" سڈنی نے کہا" یہ تو کسی عورت کے کپڑے ہیں"

بے شک وہ کسی عورت کے کپڑے تھے۔ انہیں افراتفری میں لپیٹ کر پھینک دیا گیا تھا۔ یہ بات بھی ظاہر تھی کہ جس عورت کے وہ کپڑے تھے اسے بالکل ہی برہنہ کر دیا گیا ہوگا۔

جب میں کپڑوں کو ایک ایک کر کے سوراخ میں سے باہر نکال رہا تھا تو لسنگھام اور سڈنی خاموشی سے مجھے اور کپڑوں کو دیکھ رہے تھے۔ اوپر پہننے کا لباس سب سے نیچے تھا۔ وہ گہرے نیلے رنگ کا تھا اور اس پر گوٹ لگی ہوئی تھی۔ لباس نیا تھا۔ لیکن اسے پھاڑ کر اتارا گیا تھا۔ اور اب اس پر ان گنت سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ لیکن جب میں نے اس ریشمی نیلے لباس کو باہر نکالا تو دونوں تماشائی آگے کی طرف جھک گئے۔

"میرے خدا" سڈنی نے کہا۔" یہ مارجوری کا لباس ہے جب ہم یہاں آئے تو وہ یہی کپڑے پہنے ہوئے تھی۔"

"بے شک یہ مارجوری کا لباس ہے" لسنگھام نے کہا۔" وہ مارے اضطراب کے پھٹے ہوئے کپڑوں کو اپنے ہاتھوں پر لپیٹ رہے تھے۔ گزشتہ کل بھی وہ یہی لباس پہنے ہوئے تھی اور میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ

اس لباس میں بہت حسین معلوم ہوتی ہے۔"

گہری خاموشی کا وقفہ رہا۔ یہ عجیب سراغ تھا جو بے زبان خود آپ اپنی کہانی سنا رہا تھا دونوں نوجوان خاموشی سے کپڑوں کے ڈھیر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس خاموشی کو لسنگھام نے توڑا۔ ان کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور آواز لرز رہی تھی۔

"کیا واقعہ ہوا ہوگا مارجوری کے ساتھ؟"

میں نے ان کے سوال کا جواب ایک دوسرے سوال سے دیا۔

"آپ کو یقین ہے کہ مس لنڈن کے کپڑے ہیں"

"یقین ہے اور اگر آپ ثبوت چاہتے ہیں تو یہ لیجئے"

وہ لباس کی جیب میں سے چند چیزیں برآمد کر چکے تھے۔ ان چیزوں میں ایک پرس تھا اس پرس میں کچھ نقدی تھی اور ایک ملاقاتی کارڈ" کارڈ پر مس لنڈن کا پورا نام اور پتہ چھپا ہوا تھا۔ پھر چابیوں کا ایک گچھا تھا اور اس گچھے میں فولاد کی ایک تختی لٹک رہی تھی جس پر مس لنڈن کا نام کندہ تھا ایک رومال بھی ملا جس کے کونے پر مس لنڈن کے پہلے حروف کاڑھے ہوئے تھے۔ چنانچہ اب کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ تھی۔

"یہ دیکھئے" لسنگھام نے پرس فرش پر الٹ کے جھاڑتے ہوئے کہا۔" روپے جوں کے توں موجود ہیں۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ یہ چوری یا لوٹ کا کیس نہیں ہے یہ دیکھئے دس پونڈ کے دو نوٹ۔ ایک پانچ پونڈ کا نوٹ اور یہ سونے اور چاندی کے سکے۔ کل پونجی تیس پونڈ کے قریب ہوتی ہے۔ سڈنی چیزوں کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ اس نے فوراً ہی کچھ اور چیزیں ملنے کا اعلان کیا۔

"یہ دیکھئے یہ ہیں اس کی انگوٹھیاں گھڑی اور بریسلٹ۔ مارجوری کو چوری کی غرض سے نہیں پھنسایا گیا۔"

لسنگھام سڈنی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے؟

"میرے اندازے کی تائید کرنے کا شکریہ حالانکہ مجھے تمہاری تائید کی ضرورت نہیں۔" انہوں نے تلخی سے کہا۔

سڈنی ذرا بھی غصے نہ ہوا۔

"یار لسنگھام میں ایسے سلوک کا مستحق نہیں ہوں۔ تم خواہ مخواہ مجھ پر خفا ہو رہے ہو۔ اور بیکار [illegible] رہے ہو۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جو کچھ ہوا اتفاق تھا ہو میرا کوئی قصور نہیں ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ضرورت ہوتی تو میں مارجوری کی خاطر اپنی جان تک دینے سے دریغ نہ کرتا اور اب بھی نہ کروں گا۔"

"کہنا آسان ہے کرنا آسان نہیں۔ اگر تم نے اس معاملے میں اپنی ٹانگ نہ اڑائی ہوتی اور اپنے طور پر اس گتھی کو سلجھانے نہ چلے ہوتے تو مارجوری اس کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہوتی۔ اگر مارجوری کو کچھ ہو گیا تو یاد رکھو سڈنی میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

"یونہی سہی۔" سڈنی نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔" اگر مارجوری کو کچھ ہو گیا تو پھر میں خود زندہ رہنا نہ چاہوں گا۔"

جب دونوں تو تو میں میں کر رہے تھے تو میں اپنا کام کر رہا تھا۔ فرش کے سوراخ میں کوئی چیز چمکتی نظر آئی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کے وہ چیز اٹھالی۔ یہ عورت کے بالوں کا گچھا تھا۔ یہ بال ٹھیک جڑ میں سے کاٹے گئے تھے اور اتنی بیدردی سے کہ کھوپڑی کی تھوڑی سی جلد بھی ساتھ کٹ گئی تھی جو بالوں کی جڑ سے لگی ہوئی تھی۔ بال نصف سے قریب خون میں لت پت تھے۔

"دوستو! ایک غمگین دریافت ہے۔ یہ مس لنڈن کے بال ہیں نا؟"

دونوں نے بالوں کے اس گچھے کو پہچان لیا۔ بے شک وہ مس لنڈن کے بال تھے۔ مسٹر لسنگھم نے گچھا میرے ہاتھ سے گھسیٹ کر اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

"ان پر میرا حق ہے اس کی ایک نشانی تو میرے پاس ہونی چاہئے"

لسنگھم نے کہا اور پھر گچھے پر نظریں گاڑتے ہوئے بولے۔ "میرے خدا۔ مردود نے کا خون کر دیا ہے۔ یہ بال اس کا ثبوت ہیں۔ جب تک میں زندہ ہوں اس سے انتقام لینے کی کوشش کرتا رہوں گا جس نے مادر جورے کا خون کیا ہے یہاں تک کہ میں اس کا خاتمہ نہیں کر دیتا یا خود میرا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔"

سنڈلی نے کہا۔

"چنانچہ میں کہتا ہوں آمین۔ خدا کرے تم اس شیطان سے انتقام لے سکو؟"

"دوستو! میرا خیال ہے آپ نے اندازہ لگانے میں عجلت اور مبالغہ سے کام لیا ہے۔ میرے خیال میں ان باتوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے کہ خدانخواستہ مس لنڈن کا خون کر دیا گیا ہے۔ اس کے برخلاف میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ میرا اندازہ کچھ اور ہے۔ اور ان بالوں کی دریافت کے بعد میں یہ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔"

لسنگھم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کس نتیجہ پر پہنچے ہیں آپ؟"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو حالانکہ میرے خیال میں تو وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ جب وقت آئے گا تو میں اپنے دلائل پیش کروں گا ابھی بہت سے کام باقی ہیں اور فی الحال ہمیں ان سے نپٹ لینا چاہئے۔"

ہم نے اس مکان کا کونا کونا چھان مارا۔ لیکن ہماری اس تلاش کا سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ہم تینوں خاک دھول میں اٹ کے چھینکنے لگے۔ کوچوان کے دونوں میاں بدستور [illegible] بنے، وہ بوڑھا جسے کوچوان نے کھڑکی میں سے جھانکتے دیکھا تھا۔ اس مکان میں نہ ہی مس لنڈن کا ہمیں پتہ چلا اور نہ ہی ان کی کچھ اور چیزیں ملیں۔

سنڈلی نے اپنی جھنجھلاہٹ چھپانے کی کوشش نہ کی۔

"اب کیا کیا جائے۔ اس گھر میں تو بیچ غائب ہو رہی ہے دھول اور جالوں کے علاوہ یہاں کچھ اور نہیں۔ اس کے باوجود سارے اسرار کی کلید کی کنجی گھر میں موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک نہ ایک دن ایسا مل جائے گا جس سے [illegible] ہم کسی اطمینان بخش نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔

"اس صورت میں تم اس کلید یا سراغ کو تلاش کرو جو تم میں کوچوان کو بھیج دوں تمہاری مدد کے لئے اب رہا تو میں اس گھر میں بیکار وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا۔"

"تو پھر کیا کرنا چاہتے ہو؟"

میرے خیال میں ہمیں ٹھوس ثبوت اور ٹھیک سراغ کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراغ ہمیں اس مکان میں سے مل جائے گا جو اسی سڑک پر واقع ہے۔

جب ہم یہاں آ رہے تھے تو میں نے ایک بات خصوصیت سے دھیان میں رکھی تھی۔ اور وہ یہ کہ اس سڑک پر صرف دو مکان تھے۔ ایک تو یہی جس کی تلاشی ہم لے چکے تھے اور دوسرا مکان سڑک کے دوسرے کنارے پر کوئی پچاس ساٹھ گز آگے کی طرف تھا۔ میرا اشارہ اسی مکان کی طرف تھا اور میں اس مکان میں جا کر اس کے مکین یا مکینوں سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔

"میں بھی چلتا ہوں آپ کے ساتھ۔" لسنگھم نے کہا۔

"اور میں" بھی سنڈلی نے کہا "اس بھوت بنگلے کو ہم فی الحال اپنے کوچوان کی زیر نگرانی چھوڑتے ہیں۔ بعد میں ہم اس مکان کی بنیادیں تک کھود ڈالوں گا۔"

سنڈلی مکان سے باہر نکل گیا اور اپنے کوچوان سے کہہ رہا تھا۔

"دیکھو میاں۔ ذرا تم اس ڈربے میں بیٹھے ہو جو سامنے نظر آ رہا ہے تب تک تم اس مکان پر نظر رکھو۔ اور اس عرصہ میں اگر تمہیں کوئی نظر آ جائے۔ ذرا وہاں سے دوڑ کے [illegible] میں فوراً آ جاؤں گا۔"

"ایسا ہی ہو گا صاحب۔ اتنے زور سے چیخوں گا کہ آپ کے سر پر آپ کے بال تک کھڑے ہو جائیں گے۔" کوچوان مسکرایا۔ "لیکن صاحب یہ تو میں جانتا تھا کہ آپ یہ الا فلاں دن بھر کے لئے کرائے پر لے رہے ہیں مجھے گھوڑا بدلنا ہے جناب اس بیچارے کو چند گھنٹوں پہلے ہی اصطبل میں پہنچ جانا چاہئے تھا۔"

"گھوڑے کی فکر نہ کرو۔ بڑا صابر جانور ہوتا ہے۔ [illegible] کل اسے چند گھنٹے زیادہ آرام کر لینے دینا۔ اس طرح آج کا بدل ہو جائے گا۔ ہاں یار۔ تمہاری چیخ سے زیادہ بہتر رہے گا۔"

سنڈلی نے اپنی جیب سے پستول نکال کے کوچوان کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس تمام [illegible] مسکراہٹ کوچوان کے ہونٹوں سے جدا نہ ہوئی تھی۔

"اگر تمہارے بڑے میاں پھر نظر آئیں۔ تو بلا توقف ان پر گولی چلا دینا اس کام میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں پھانسی نہ ہو گی۔ بلکہ الٹا انعام ملے گا۔"

"میں پھانسی سے نہیں ڈرتا۔" کوچوان نے ایک ماہر پستول باز کی طرح اپنی انگلیوں میں پستول گھماتے ہوئے کہا "اگر وہ بڈھا نظر آیا تو میں اسے مار ڈالوں گا [illegible] ثابت کرنے کے لئے میں جھوٹا نہیں ہوں۔"

میں نہیں کہہ سکتا کہ کوچوان سنجیدہ تھا یا نہیں اور سنڈلی بھی مذاق کر رہا تھا یا نہیں

"اگر تم نے اسے مار گرایا تو میں پچاس پونڈ بطور انعام دوں گا۔" سنڈلی نے کہا کوچوان ہنسا اس کی ہنسی

چیخ کی طرح تھی۔

"بہت اچھا۔ میں یہ چابی پونڈ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

یہ بات تو صاف تھی کہ یہ دوسرا مکان خالی نہ تھا کم سے کم ایک ستی مکان کی نچلی منزل کی کھڑکی میں بیٹھی ہمیں دیکھ رہی تھی۔ یہ ایک بڑھیا تھی جو پرانے زمانے کی ٹوپی اپنے سر پر رکھے ہوئے تھی۔ یہ اس قسم کی ٹوپی تھی جس کے دونوں طرف فیتے لگے ہوئے تھے جنہیں ٹھوڑی کے نیچے باندھا جاتا ہے اس قسم کی ٹوپیوں کا رواج اب ختم ہو گیا ہے۔ کھڑکی میں بیٹھی ہوئی بڑھیا اس سمت دیکھ رہی تھی جس طرف سے ہم آئے تھے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ بڑھیا نے ہمیں اپنی طرف آتے دیکھ لیا ہو گا۔ تاہم اس نے ہماری تین دستکوں کا جواب نہ دیا۔

میری چوتھی دستک کی آواز ابھی گونج ہی رہی تھی کہ بڑی بی نے جھٹاک سے کھڑکی کے پٹ کھولے اور اپنا جھریوں بھرا چہرہ باہر نکال کے بولیں۔

"اب یہ میرے دروازوں کو تم توڑ ہی دو گے کیا۔ پرانے دروازے ہیں اور تمہارے ہتھوڑوں کی طرح برستے ہیں۔"

سنڈلی نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے گا محترمہ ہمیں معلوم نہ تھا آپ کے دروازے کمزور ہیں اور دیواریں کچی ہیں لیکن یہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

چند منٹ گزر گئے۔ دروازے کے عقب میں بے ترتیب قدموں کی چاپ سنائی دی۔ بڑی بی نہایت اطمینان سے زینہ اتر رہی تھی۔ پھر کوئی بولٹ چرچرا کے قریب کھلے اور بڑی بی اپنی تاریکی کے دروازے میں سے نکال کے بولیں۔

"تم تینوں کو۔ خدا آپ کو نیکی دے۔ میں گھر میں نہ آنے دوں گی یہ صاحب آ سکتے ہیں اور تم آ سکتے ہو۔" بڑھیا نے اپنی خشک انگلی پہلے سنسم اور پھر میری طرف بڑھائی "میں نہیں جانتی کہ تم کیوں آئے ہو اور کیا چاہتے ہو لیکن خدا آپ کو نیکی دے ان صاحب کو" پھر اس نے اپنی انگلی سنڈلی کی طرف اٹھائی "میں اپنے گھر میں قدم تک رکھنے نہ دوں گی۔"

چنانچہ اب اگر تم دونوں مجھ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہو تو ان صاحب کو رخصت کرو۔

سنڈلی اس ہتک کو برداشت نہ کر سکا۔ تاہم اس نے اپنا غصہ بڑی احتیاط سے نگل لیا اور بولا۔

"محترمہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔ کان پکڑتا ہوں کہ آئندہ مجھ سے ایسی غلطی نہ ہو گی حالانکہ میں نہیں جانتا کہ میں آپ کے عتاب کا نشانہ کیوں بنا ہوں۔"

"خدا آپ کو نیکی دے۔ مجھے نہ تمہاری معافیوں کی ضرورت ہے اور نہ خود تمہاری میں نے ہدایت کی تم میرے گھر میں نہ آؤ گے۔ چنانچہ نہ آؤ گے۔ خدا آپ کو نیکی دے۔ تمہارا چال چلن کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک تم نہیں جاتے میں کسی کو اپنے گھر میں گھسنے نہ دوں گی۔ تو غضب خدا کا ہے کہ نہیں!"

اور بڑی بی نے دھڑ سے دروازہ بند کر دیا۔ میں سنڈلی کی طرف گھوم گیا۔

"سنڈلی یار بہتر ہو گا کہ تم نوجوان کے پاس جا کر ہمارا انتظار کرو۔ یہ بڑھیا بہت ہی ضدی معلوم ہوتی ہے۔ جب تک تم نہ جاؤ گے یہ ہمیں گھر میں نہ گھسنے دے گی۔"

"تو گویا مجھے جانا ہی پڑے گا۔ بڑے شرم کی بات ہے یہ تو۔ آج تک کسی عورت نے مجھ پر اپنا دروازہ بند نہیں کیا حیران ہوں کہ ایسی تو میں نے کون سا اس کا باپ مارا ہے جو یہ بڑھیا مجھ سے یوں خفا ہے! بہر حال اگر مجھے زیادہ دیر تمہارا انتظار کرنا پڑا تو اس جھونپڑے کی بنیادیں اکھاڑ دوں گا۔"

سنڈلی پیچ و تاب کھاتا چلا گیا۔ فوراً ہی دروازہ کھلا۔

"وہ صاحب چلے گئے" بڑی بی نے پوچھا۔

"چلے گئے"

"تو اب میں تم دونوں کو اپنے گھر میں آنے دوں گی۔ لیکن ان صاحب کو خدا آپ کو نیکی دے۔ کبھی نہیں۔"

دروازہ پوری طرح کھول دیا گیا۔ میں اور سنسم اندر داخل ہو گئے۔ دروازہ پھر بند کر دیا گیا۔ زنجیر چڑھا دی گئی۔ بڑی بی ہمیں نچلی منزل کے پچھلے کمرے میں لے گئیں جہاں کے مقابلے میں زیادہ فرنیچر نہ تھا۔ فرش پر دھوں کی ایک انچ موٹی تہہ جمی ہوئی تھی۔ اور دیواروں اور چھت سے جالوں کی جھالریں لٹک رہی تھیں۔ وہ ٹوٹی ہوئی کرسیوں پر ہم دونوں بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھو بیٹھو" بڑی بی بولیں۔ "کسی کو لٹا دیکھتی ہوں تو خدا آپ کو نیکی دے خود میری ٹانگیں دکھنے لگتی ہیں۔"

ابھی ہم ٹھیک سے بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ بڑی بی بولیں

"میں جانتی ہوں کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔"

"کیوں آئے ہیں بھلا" بڑی بی کو بات کرنے کی غرض سے میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"تم یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ سامنے والے مکان میں کون رہتا ہے"

"خوب بہت خوب۔ کیا صحیح اندازہ لگایا ہے آپ نے"

"اور میں بتا سکتی ہوں کہ کون رہتا ہے اس مکان میں جو تو شرط یہ کہ خدا آپ کو نیکی دے سوائے میرے اور کوئی نہیں بتا سکتا۔"

"اچھا واقعی۔ واہ"

بڑی بی کو ایک دم سے تاؤ آ گیا۔

"اس واہ واہ کا خدا آپ کو نیکی دے۔ تم دونوں نے واہ واہ کہا ہے تو غضب خدا کا ہے۔ نہیں۔ یہ نہ"

ب وان کامین ہے۔ لوگ مجھے مس کامین اور ربا بجے بوی کہتے ہیں۔ اور چونکہ تم غیر ہو اس لئے اللہ آپ کو نیکی دے تم مجھے لوسی کہہ کر مخاطب نہیں کر سکتے۔ چنانچہ تم مجھے مس کامین کہہ سکتے ہو۔ مجھے لفظ مادام سے چڑ ہے۔

لوسی بی بی مرتے دم تک ... تھی اور چونکہ وہ اب تک کنواری تھی اس لئے اگر انہیں لفظ مادام سے چڑ تھی تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ فرانسیسیوں نے مادام ایسی چیز مقرر کر رکھی تھی۔ اور وہ اس لفظ سے باقاعدہ چڑتی بھی تھیں۔ مس کامین بڑی ... تھیں۔ اگر آپ ان سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو صبر سے کام لینا پڑے گا۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا اور سوالات پوچھتے رہے تو یقین کیجئے آپ کو دھکے دے کر گھر سے باہر نکال دیا جائے گا۔ ... ظاہر ہوا۔ مس کامین سے معلومات حاصل کرنے کے لئے "صبر ایوب" کی ضرورت تھی ...

چند لمحوں کی خاموشی اور پھر مختصر سی تمہید کے بعد بڑی بی نے کہا

"یہ مکان اور وہ مکان اور ... زمین میری ہی ہے اللہ آپ کو نیکی دے میں ہوں ... مجھے اپنے چچا کی طرف سے ملی ہے۔ اللہ آپ کو نیکی دے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے سب میرے نام کر گئے۔ میرے چچا، خدا ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ہمارے محلے کے قبرستان میں بڑی نیند سو رہے ہیں۔ بہت بھلے آدمی تھے۔ بیچارے یہ مکان اللہ آپ کو نیکی دے۔ لندن کے بہترین اور پر فضا مقام میں واقع ہے جیسا کہ تم خود دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ اللہ آپ کو نیکی دے۔ اس کی اہمیت اور قیمت بڑھتی جا رہی ہے چنانچہ آئندہ ایک سال تک میں اسے کرائے پر نہ اٹھانے کا ارادہ کر رہی ہوں اس عرصہ میں اس کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی اور میں اللہ آپ کو نیکی دے دگنا بلکہ تگنا کرایہ وصول کروں گی۔ چنانچہ اب اگر تم اس مکان کو ویران پڑے دیکھتے ہو جیسے کہ ہزاروں لوگ آتے ہیں تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اللہ آپ کو نیکی دے۔ تم نے بیکار ہی اپنے جوتوں کے تلے گھسے اور میرا وقت ضائع کیا۔ کم سے کم بیس سال تک تو میں اسے کرائے پر نہ اٹھاؤں گی۔ میں یہاں اس لئے رہتی ہوں تاکہ اس کی دیکھ بھال اور مرمت کر سکوں۔ اب ... وہ مکان جو سڑک کے اس کنارے پر ہے تو اللہ آپ کو نیکی دے۔ میں نے بھی اسے کرائے پر اٹھانے کی کوشش نہ کی۔ یہاں تک کہ کوئی ایک مہینہ پہلے ... میرے نام یہ خط آیا تم چاہو تو یہ خط دیکھ سکتے ہو۔"

بڑی بی نے اپنے فراک سے تھیلے جیسی جیب میں سے ایک لفافہ نکال کر میری طرف بڑھا دیا۔ لفافہ خاصا گندہ تھا۔ لفافے پر تیڑھے میڑھے حروف میں پتہ تحریر تھا۔

مس لوسی کامین
دی ریبورو روڈ ... روس
ہائی آرچ پارک
ویسٹ منسٹر ... لندن

لفافے میں جو خط تھا وہ اسی تیز ٹیڑھے میڑھے خط میں لکھا گیا تھا۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو یہ خط کسی ایسی ملازمہ سے لکھوایا گیا تھا جس نے کبھی دو جماعتوں تک تعلیم حاصل کی ہوگی۔ خط کا مضمون بھی غیر مسلسل و غیر مربوط تھا۔

جن صاحب کے نیچے دستخط ہیں وہ مس کامین سے گزارش کرتے ہیں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنا مکان دستخط کرنے والے کو کرائے پر دے دیں۔ ہم نہیں جانتے اس مکان کا کرایہ۔ چنانچہ ہم اس خط کے ساتھ پورے پچاس پونڈ بھجوا رہے ہیں اگر یہ رقم کم ہو۔ براہ کرم اس پتے پر خبر کریں۔

ڈاک خانہ کنگ ولنگٹن سٹریٹ لندن

مکان کرائے پر لینے کی یہ عجیب درخواست تھی۔ کبھی کسی نے کرائے کے مکان کے لئے ایسی درخواست نہ دی ہوگی۔ جب میں نے یہ خط مس کامین کو دیا تو وہ اسے پڑھ کر بولے۔

"مس کامین یہ تو بڑا عجیب خط ہے"

"اللہ آپ کو نیکی دے۔ خود میں نے بھی یہی سوچا تھا اور اس وقت تو میری حیرت کی انتہا نہ تھی جب۔ اللہ آپ کو نیکی دے۔ مجھے اس لفافے میں سے پچاس پونڈ بھی ملے۔ اس میں پانچ پانچ پونڈ کے دس نوٹ تھے اور عجب تو اس بات پر ہے کہ اللہ آپ کو نیکی دے۔ بھیجنے والے نے خط عام ڈاک سے بھیجا تھا۔ یعنی نہ رجسٹر اور نہ کچھ۔ اور اگر اب مجھ سے پوچھا جاتا کہ اس کا کرایہ کیا ہے تو اللہ آپ کو نیکی دے میں زیادہ سے زیادہ بیس پونڈ بتاتی کیونکہ یہ میں صاف تم لوگوں سے پوچھتی ہوں کیونکہ وہ مکان بہت پرانا اور مرمت طلب ہے اور اللہ آپ کو نیکی دے لڑکوں ... رہنے کے بھی قابل نہیں۔"

مس کامین اپنے مکان کی قدامت اور خستگی کا ذکر ... حالت ... تھا۔ اور جانتا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ دو بارشیں اور سہہ سکے گا۔

"چنانچہ اللہ آپ کو نیکی دے میں نے پچاس پونڈ رکھ لئے اور اس کی رسید بھجوا دی۔ اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو پچاس پونڈ کو رکھ لیتا اور ان صاحب ... کا نام ... میری ... نہیں غرض اور دولت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تین مہینے کی رسید بھیج دیتا۔ لیکن اللہ آپ کو نیکی دے میں ایک ایماندار عورت ہوں اور آخر خدا کو منہ دکھانا ہے چنانچہ میں نے ان صاحب ... کا عجیب ... ہے۔ ایک سال کی رسید بھیج دی۔"

مس کامین نے چشمہ بند ہو جھکا اپنے جھریوں بھرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور دل ہی دل میں ... سب جوڑ رہی ہیں۔

"ہاں تو اللہ آپ کو نیکی دے۔ پچاس پونڈ کی رسید ان صاحب کو جن کا نام ... ہے۔ جمعرات کے دن ... ڈاک سے مل گئی ہوگی۔ کیونکہ میں نے بدھ کے روز اسے حوالہ ڈاک کیا تھا۔ تو اللہ آپ کو نیکی دے۔ جمعرات کے روز ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے ارادہ کیا کہ اس مکان کی صفائی اور ... تھوڑی بہت مرمت کر دوں۔ لیکن اللہ آپ کو نیکی دے جب میں نے سڑک کے اس پار دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اوپر کے نام والے کرایہ دار آ گئے تھے۔ میں تو حیران رہ گئی کہ وہ صاحب مکان ...

گئے کس طرح دروازے سب کے سب بند تھے اور کھڑکیاں بھی۔ جب میں رات کو اپنے بستر پر دراز ہوئی تو مکان خالی تھا۔ میں کتاب مقدس پر ہاتھ رکھ کے کہتی ہوں کہ رات وہ مکان خالی تھا اور کھڑکی پر کی چلمن اٹھی ہوئی تھی۔ لیکن صبح دیکھا تو چلمن گری ہوئی تھی اور اللہ آپ کو نیکی دے تب سے گری ہوئی ہے۔

"او غضب خدا کا ہے کہ نہیں۔ میں نے اپنے آپ سے کہا یہ تم نے کرائے دار تو بہت ہی جلد بازی سے اور خود مختار معلوم ہوتے ہیں انہوں نے یہ معلوم کرنا بھی ضروری نہ سمجھا کہ میں نے ان کو مکان کرائے پر دیا ہے یا نہیں اور آ گھسے۔ وہ سمجھتے ہوں گے کہ پچاس پونڈ دیکھ کے لالچ میں آ گئی ہوں گی اور انکار نہ کر سکوں گی۔ بہرحال میں ان صاحب کو بتاؤں گی کہ مکان کی مالک میں ہوں اور میری اجازت کے بغیر وہ مکان میں جھانک تک نہیں سکتے۔ خیر تو اللہ آپ کو نیکی دے میں نے اپنے سر پر ٹوپی رکھی اور وہاں پہنچ کے دروازے پر دستک دی۔

اللہ آپ کو نیکی دے۔ اس سے پہلے میں نے بہت سے آدمیوں کو آتے اور دروازے پر کھڑے بازی کرتے دیکھا ہے۔ لیکن اس کی ابتدا میں نے کی۔ خیر تو میں دستک دیتی رہی۔ لیکن وہ صاحب تو جیسے کانوں میں تیل ڈال کے بیٹھے تھے کہ انہوں نے جواب نہ دیا۔ سچ کہتی ہوں اگر میں نے اتنی دیر تک اور اتنے زور سے کسی قبر پر گھونسے برسائے ہوتے تو اس میں سونے والا مردہ انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھتا اور میرے استقبال کو قبر سے نکل آتا۔ اس طرف سے مایوس ہو کر میں نے کھڑکی کو دھڑ دھڑایا۔ لیکن اللہ آپ کو نیکی دے اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ چنانچہ میں پچھواڑے پہنچی اور اس طرف کے دروازے پر کئی بار دستک دی۔ لیکن جواب نہ آیا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ سے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب جو آ گئے ہیں اندر نہیں ہیں۔ لیکن میں اس مکان پر نظر رکھوں گی اور جب وہ صاحب آ جائیں گے تو مجھ سے دو باتیں کئے بغیر نہ جا سکیں گے۔ او غضب خدا کا ہے کہ نہیں۔

چنانچہ اللہ آپ کو نیکی دے میں واپس آ گئی اور جیسا کہ میں نے فیصلہ کیا تھا سارا دن اس مکان پر نظر رکھی۔ لیکن اللہ آپ کو نیکی دے نہ تو کوئی اندر سے باہر آیا اور نہ کوئی باہر سے اندر گیا۔

لیکن دوسرے دن اور یہ جمعہ کا دن تھا میں سویرے ہی اپنے بستر میں سے نکل آئی۔ یاد رکھئے کہ موسم کیسا خراب ہو رہا تھا اس دن مینہ برس رہا تھا۔ اللہ آپ کو نیکی دے ذرا فرق کو جانے کا تھا۔ خیر تو جیسے ہی میں کھڑکی کے سامنے پہنچی۔ میں نے اپنے مکان کی کھڑکی سے کسی کو آتے دیکھا وہ عجیب طرح کا لبادہ اپنے جسم پر اس طرح لپیٹے ہوئے تھا کہ اس میں اس کا پورا جسم اور چہرہ بھی چھپ گیا تھا۔ اس وقت اچھا خاصا جالا پھیل گیا اور میں اپنے کرائے دار کو اچھی طرح بخوبی دیکھ سکتی تھی جس طرح کہ اس وقت تم کو دیکھ رہی ہوں اس کی رفتار حیرت انگیز حد تک تیز تھی وہ دوڑا ہوا آیا اور دروازہ کھول کے زنان سے اندر گھس گیا۔

اللہ آپ کو نیکی دے۔ میں دل میں بولی تو آ گئے تم اچھا صاحب اب میں تمہیں دکھاؤں گی کہ مکان کی مالک میں ہوں"

چنانچہ اللہ آپ کو نیکی دے میں نے اس مکان پر نظر رکھی۔ مبادا وہ صاحب پھر کہیں باہر نکل

جائیں۔ لیکن کوئی مکان میں سے باہر نہ آیا چنانچہ اللہ آپ کو نیکی دے سات اور آٹھ بجے کے درمیان میں پھر اس مکان کے دروازے پر گئی۔

اللہ آپ کو نیکی دے تم یقین نہ کرو گے کہ میرا کوئی نوٹس نہ لیا گیا واہ! کیا موزوں لفظ استعمال کیا ہے میں نے یعنی نوٹس۔ خیر تو اللہ آپ کو نیکی دے میں دستک دیتی رہی یہاں تک کہ میری کلائی درد کرنے لگی۔ خدا جھوٹ نہ بلائے کوئی بیس دفعہ میں نے زور زور سے دستک دی ہوگی۔ پھر میں پچھواڑے کے دروازے پر پہنچی۔ اور اس پر گھونسہ بازی شروع کر دی لیکن اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ او غضب خدا کا ہے کہ نہیں۔ اس خیال سے مجھے بہت غصہ آیا کہ ایک خبیث بدمعاش میرا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔ گویا میں کچھ ہوں ہی نہیں۔ اور اللہ آپ کو نیکی دے یہ مکان گویا اس کے باپ کا ہے۔

"چنانچہ میں غصے میں پھنکارتی مکان کے اگاڑی پہنچی اور اس دفعہ کھڑکی پر دستک دینے اور ساتھ ساتھ چیخنے لگی۔ میں کسی لوکی کامکین ہوں یا سمجھتے ہو تم میں اس مکان کی مالکہ ہوں۔ سمجھے۔ نہیں؟ یعنی یہ تمہارے باپ کا مکان نہیں ہے سمجھے کہ نہیں۔ اللہ آپ کو نیکی دے۔ تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔ میں نے تم کو مکان میں جاتے دیکھا ہے۔ اور اللہ آپ کو نیکی دے میں جانتی ہوں کہ اس وقت تم اندر ہی ہو۔ اب اگر تم نے اس وقت دروازہ نہ کھولا تو میں فوراً ہی پولیس کو بلا لوں گی۔ او غضب خدا کا ہے کہ نہیں؟

مجھے یقین ہو چلا تھا کہ وہ دروازہ نہ کھولے گا اور ابھی میں آخری دفعہ کھڑکی پر مکے مار رہی تھی کہ یکایک چلمن کسی نے اٹھا دی۔ اور ایک دم سے کھڑکی کھول دی گئی اور ایک بھیانک چہرہ جو کبھی کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔ وہ کسی انسان کا چہرہ نہیں بلکہ کسی بے مروت میمون کا چہرہ معلوم ہوتا تھا۔ میں ایک دم سے گھبرا گئی۔ اللہ آپ کو نیکی دے ایک چیخ کے ساتھ بے اختیار کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اور وہ میمون ایک طرح کی انگریزی زبان میں دوزخ کے عفریت کی طرح چیخنے لگا۔ اللہ آپ کو نیکی دے ایسی آواز میں نے پہلے کبھی کسی کی نہ سنی تھی۔ جیسے کسی ریل کا انجن بھاپ چھوڑ رہا ہو۔

چلی جاؤ چلی جاؤ مجھے پریشان نہ کرو۔ تمہیں پچاس پونڈ مل گئے ہیں اور کیا چاہیے تمہیں۔ اب تم یہاں نہ آؤ۔ کہہ دیا ہے کبھی نہ آؤ گی اگر آئیں تو پچھتاؤ گی جاؤ چلی جاؤ۔

اور صاحب یہ۔ اللہ آپ کو نیکی دے۔ میں بھی آ گئی۔ اس کا چہرہ اس کی آواز اور اس کی ... اللہ آپ کو نیکی دے۔ مجھ پر لرزہ طاری کر دیا تھا اور میں گرتی پڑتی اپنے گھر کی طرف بھاگی چلی گئی۔ اب رہا اس سے دو دو باتیں کرنے کا خیال تو اللہ آپ کو نیکی دے میں اپنا یہ خیال ترک کر چکی ہوں۔ اگر کوئی مجھے ایک ہزار پونڈ دے مرتا۔ تب بھی اللہ آپ کو نیکی دے میں اس میمون سے باتیں کرنے کے لئے تیار نہ ہوتی۔ سو جو وہاں سے آنے کے بعد میں چائے سے پیالے پی چڑھا گئی اور اس کے بعد ہی اللہ آپ کو نیکی دے مجھے کچھ سکون ہوا۔

او غضب خدا کا ہے کہ نہیں۔ جب مجھے ذرا سکون ہوا تو میں نے اپنے آپ سے کہا یا تو تم نے یہ مکان کرائے پر اٹھایا ہی نہ تھا اور اب اٹھایا تو ایسے شخص کو دیا جو معلوم ہوتا ہے پورا شیطان ہے میں

خدا میرے خدا کیسا ہوگا وہ مرد اور کیسی ہوگی وہ عورت جن کے ملاپ سے ایسا میمون پیدا ہوا۔

لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب میرے حواس بجا ہوئے تو میں نے سوچا اور سوچا۔ کیونکہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو تصویر کے دونوں رخ دیکھتے ہیں۔

بہر حال میں نے اپنے آپ سے کہا۔ اللہ آپ کو نیکی دے وہ کرایہ تو دے ہی چکا ہے۔ اور پچھ پونڈ پچاس پونڈ ہیں۔ میرے خیال میں کوئی اسے خریدنا بھی چاہے تو اتنی رقم نہ دے۔ وہ میمون کوئی بھی ہو ظاہر ہے کہ کوئی نقصان نہ پہنچائے گا۔

لیکن اب یہ بات ہوئی تو مجھے اس کی پرواہ نہ تھی۔ جبکہ اس میمون نے اس مکان کو آسیب کا شکار ہونے سے اچھا ہوتا۔ کیونکہ یہ راز کی بات ہے جو صرف میں ہی جانتی ہوں کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ تو اللہ آپ کو نیکی دے میں نے اس مکان کا بیمہ کرا دیا ہے جو اس کی قیمت سے زیادہ ہے۔ چنانچہ میں نے میمون کو اس کے حال پر اور مکان کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن یہ بھی فیصلہ کیا کہ میمون اور مکان پر نظر رکھوں گی کہ اللہ آپ کو نیکی دے۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے خیر تو اس وقت سے لے کر آج تک میں نے میمون سے بات نہیں کی اور نہ کروں گی اور نہ کرنا چاہتی ہوں۔ اگر مجھے مرنے کی بھی پڑ جائے تب بھی میں اس سے کوئی چیز نہ لوں گی بھلا کسی کی۔ البتہ اس مکان پر نظر رکھی اور اللہ آپ کو نیکی دے میں نے اس میمون کو دن میں اور رات میں مکان سے نکلتے اور پھر آتے بھی دیکھا۔ اور دنیا میں کوئی زبردست معمہ ہو سکتا ہے تو وہ میمون ہے وہ ہمیشہ یوں ہولے ہولے کی طرح چلتا بلکہ بھاگتا نظر آتا ہے جیسے موت اس کے پیچھے لگی ہوئی ہو۔ بہت سے لوگ اور بھانت بھانت کے لوگ اس مکان پر آتے ہیں میں نے انہیں دروازے پر دستک دیتے دیکھا ہے لیکن اللہ آپ کو نیکی دے میمون نے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولا اور اللہ آپ کو نیکی دے میں نے اس مکان پر نظر رکھی ہے۔ حتیٰ کہ راتوں کو بھی کئی دفعہ اٹھی ہوں اور کھڑکی میں سے اس مکان کی طرف دیکھا ہے جب سے وہ میمون اس مکان میں آیا ہے اللہ آپ کو نیکی دے میرے دن کا چین اور راتوں کی نیند اڑ گئی ہے۔ چنانچہ جو کچھ ہوا اس کی تفصیل سے میں واقف ہوں۔

جس چیز نے مجھے الجھن میں ڈال دیا وہ آوازیں تھیں جو اس مکان میں سے آتی تھیں۔ اکثر یوں بھی ہوتا کہ متواتر کئی روز تک کوئی آواز نہ سنائی دی۔ مکان قبر بنا رہا۔ پھر یوں ہوا کہ رات کو چیخیں سنائی دیں۔ اللہ آپ کو نیکی دے ایسی چیخیں میں نے کیا عذاب کے فرشتوں نے بھی نہ سنی ہوں گی۔ مجھے کئی دفعہ خیال آیا کہ خود شیطان اس گھر میں آ بسا ہے۔ اب رہی بلیاں تو خدا جانے وہ کہاں سے آ گئی تھیں۔ اس میمون کے آنے سے پہلے اس علاقے میں کوئی بلی ڈھونڈے سے نہ ملتی تھی۔ لیکن میمون کے آنے کے بعد بلیوں کی پوری فوج کی فوج کہیں سے آ گئی۔ اکثر راتوں کو بلیوں کی فوج گشت کرتی اور مکان کے گرد گھومتی نظر آتی ہے خدا جانے بلیوں کے لئے اس میمون میں کون سی کشش ہے وہ میمون شاید بلیوں کو اور بلیاں اسے بہت پسند کرتی ہیں۔ میں نے اوپر کی منزل میں اور نچلی منزل میں درجنوں بلیوں کو گھومتے دیکھا ہے۔

جب مس کالمین دم لینے کے لئے خاموش ہوئی تو میں نے سوچا کہ مناسب ہوگا کہ بڑی بی سے ایک سوال کے بعد ان کی کہانی کو اختتام تک پہنچا دیا جائے۔ کیونکہ ان کی کہانی خاصی طویل ہوتی جا رہی تھی اور کم سے کم آج ختم ہوتی نظر نہ آتی تھی۔

مس کالمین آپ کی ہوشیاری کی میں داد نہیں دے سکتا۔ میں نے بڑی بی کو خوش کرنے کی غرض سے کہا۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ آج اس مکان میں کیا واقعہ ہوا؟

بڑی بی نے اپنے ہونٹ سختی سے بند کئے اور کھا جانے والی نظروں سے مجھے گھورنے لگیں۔ میں نے بیچ میں بول کے خاصی حماقت کی تھی۔

"میں اسی واقعہ کی طرف تو آ رہی ہوں تم بیچ میں نہ بولو۔ جب صبر تقسیم ہو رہا تھا تو معلوم ہوتا ہے چھلنی لے کر وہاں گئے تھے۔ مجھے جلد بازی سے نفرت ہے اور تم ہو کہ خواہ مخواہ جلدی مچا رہے ہو۔"

میں تو جیسے چور بن گیا اور خاموش رہنے ہی میں مجھے عافیت نظر آئی۔ مجھے خوف ہوا کہ بڑی بی اب چپ نہیں ہوں گی۔ لیکن شکر ہے کہ چند منٹوں کی خاموشی کے بعد انہوں نے پھر کہنا شروع کیا۔

پچھلے چند دنوں سے کچھ عجیب واقعات ہو رہے تھے۔ میمون صاحب کوٹھی میں کسی آسیب زدہ کی طرح ایک دن میں کوئی بیس دفعہ گھر میں سے باہر نکلتے دیکھے گئے اللہ آپ کو نیکی دے آج صبح۔

بڑی بی نے بات ادھوری چھوڑ کے کھڑکی پر نگاہیں گاڑ دیں۔ جیمز اللہ رکھا شوق اور بے تابی کے عالم میں آگے کی طرف جھک گئے تھے اور نہایت غور سے بڑی بی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ بڑی بی اب وہ واقعہ بیان کرنے والی تھیں جس کی تفتیش کے لئے ہم وہاں آئے تھے۔

نوجوان! یوں ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہے ہو۔ میری طرف؟ لو غضب خدا کا ہے کہ نہیں۔ کہیں کہہ نہ بیٹھو۔ میں ایسی دیدہ دلیری کی عادی نہیں ہوں اب رہے تمہارے سوالات تو ان کے جواب میں اپنی بات ختم کرنے کے بعد دوں گی۔ بیچ میں کچھ بولنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ مجھے دخل در معقولات سے نفرت ہے۔

بڑی بی کی یہ تنبیہ بیکار تھی کیونکہ اللہ رکھا اب تک خاموش ہی رہے تھے لیکن معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بی الفاظ کے زبردست ذخیرے کی مالک تھیں۔ اس ذخیرے کو چونکہ استعمال بھی کرنا چاہتی تھیں اس لئے موقع بے موقع نہ صرف ہمیں ڈانٹ رہی بلکہ نصیحت بھی فرما رہی تھیں۔

تو اللہ آپ کو نیکی دے آج صبح جب وہ میمون واپس آیا تو گھڑی سات کا گجر بجا رہی تھی۔ عین اس وقت دودھ والا آ گیا تھا۔ کیونکہ وہ روزانہ سات کے گجر کے ساتھ آتا تھا۔ خیر تو اللہ آپ کو نیکی دے میں دودھ والے سے دودھ لے رہی تھی کہ وہ میمون گزرا۔ لو مس کالمین آپ کے دوست تشریف لا رہے

ہیں۔ جیسے دوست میں نے پوچھا۔ کیونکہ اللہ آپ کو نیکی دے میرا نہ کوئی دوست ہے اور نہ دشمن۔

میں نے نظر اٹھا کے سامنے دیکھا تو یہ سمجھتی ہوں کہ اللہ آپ کو نیکی دے میرے سامنے وہ میمون بھاگ بھاگ کے چلا آ رہا تھا۔ اس نے یاد ہے کہ دامن اس سے پیچھے ہوا میں پھڑ پھڑا رہا تھا اور وہ خود اپنے دونوں ہاتھ آگے کی طرف لمبے کئے یوں بھاگا آ رہا تھا کہ میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔ میرے خدا کہیں دوڑ کے ہاتھ پاؤں نہ توڑ بیٹھے۔ اس پر وہ دودھ والا بولا۔ اس کی صورت دیکھتے ہی ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں۔ اگر کہیں اس منحوس کا سایہ میرے دودھ پر پڑ گیا تو دہی بن جائے گا میں تو جاتا ہوں۔

اور اللہ آپ کو نیکی دے اس نے دودھ کا برتن اٹھایا اور تقریباً بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اس دودھ والے نے اس میمون کو میرا دوست کہا تھا۔ اس کی یہ بات مجھے ذرا پسند نہ آئی تھی۔ اب اگر دودھ والا ہوتا تو میں اسے آڑے ہاتھوں لیتی۔ لیکن وہ تو دودھ کا برتن اٹھا کے یہ جا وہ جا۔

دودھ والے کے جانے کے بعد پانچ آدمی میمون سے ملنے آئے جن میں سے دو تو جڑ تھے۔ کیونکہ دو بعد میں میرے پاس آئے تھے۔ لیکن اللہ آپ کو نیکی دے اس عرب نے کس کے لئے دروازہ کھولا۔

اور اب اے صاحب اللہ آپ کو نیکی دے میں آپ کے واقعہ کی طرف آ رہی ہوں۔

میں بے تاب ہو گیا اور میں نے چاہا کہ بڑی بی جلد از جلد اس واقعہ کی تفصیل بیان کر دیں۔ لیکن میں کچھ پوچھنے یا اپنی بے تابی کا اظہار کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

"خیر تو اللہ آپ کو نیکی دے اس وقت تین یا شاید ساڑھے تین بجے تھے بہرحال چار بجے نہ تھے چنانچہ اب اگر میں یہ کہوں کہ وہ تین اور چار کے درمیان کا وقت تھا تو اللہ آپ کو نیکی دے یہ غلط نہ ہو گا۔ تو اس وقت تین آدمی آئے دو مرد اور ایک عورت ان میں سے ایک تو وہی نوجوان ہے جو آپ کے ساتھ آیا ہے اور میں نے اسے گھر میں نہیں گھسنے دیا۔

لو بھئی۔ میں دل میں بولی۔ یہ نئے ملاقاتی آئے ہیں۔ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

آپ کے نوجوان ساتھی نے آتے ہی دروازے پر دھما دھم گھونسہ بازی شروع کر دی۔ حسب معمول اس کی گھونسہ بازی کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ حالانکہ میں جانتی تھی کہ عرب مکان میں موجود تھا۔

اب میں صبر نہ کر سکا اور بڑی بی کی گفتگو کا خیال کئے بغیر پوچھ بیٹھا۔

"آپ کو یقین ہے کہ عرب مکان میں موجود تھا۔"

"ہاں ہاں یقین ہے غضب خدا کا ہے کہ نہیں۔ کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں۔ اللہ آپ کو نیکی دے میں نے اس مکان میں صبح سات بجے داخل ہوتے دیکھا تھا۔ اور اس کے بعد وہ پھر باہر نہ آیا تھا۔ اس تمام عرصہ میں صبح جب سے مکان میں داخل ہونے سے لے کر تم لوگوں کے آنے تک میں نے ایک منٹ کے لئے بھی نظر مکان پر سے نہ ہٹائی تھی اور اس تمام عرصہ میں میں نے اسے باہر آتے نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ اب تم ہی بتاؤ کہ وہ اس مکان میں نہ تھا تو کہاں تھا۔

میں اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔ بڑی بی نے فتح مندانہ مسکراہٹ کے ساتھ میری طرف دیکھا۔

اس وقت تم جو لوگ آئے تھے وہ تم سے [illegible] واپس چلے گئے تھے۔ لیکن ان تینوں نے ایک نہ [illegible]

دو پچھواڑے سے پہنچے اور میرا خیال ہے کہ باورچی خانے کی کھڑکی میں سے اندر گھس پڑے۔ کیونکہ تھوڑی دیر بعد ہی سامنے والی کھڑکی کی جھلملی اوپر اٹھنے کے بجائے نیچے آ پڑی تمہارے نوجوان دوست نے اسے گھسیٹ لیا۔ اور وہ جھلملی معہ بیلن کے ہاتھ میں لئے کھڑکی میں کھڑا تھا۔ واہ واہ اچھے دوست ہیں تمہارے۔ لو غضب خدا کا ہے کہ نہیں خواہ مخواہ میرا نقصان کر دیا۔ لو غضب خدا کا ہے کہ نہیں۔ میں دل میں بولی نامراد نے جھلملی ہی گھسیٹ لی۔ یہ ایک نئی بات ہوئی ہے کہ نوجوان مع اپنے ساتھی اور اس عورت کے اندر جا گھسا ہے۔ لیکن حیران ہوں کہ وہ میمون کہاں گیا اللہ آپ کو نیکی دے۔ وہ اس قسم کا آدمی نہیں ہے کہ لوگ گھر میں جا گھسیں اور وہ خاموش رہے۔

میں منتظر رہی کہ کوئی دم میں میمون کی غصہ ورانہ چیخیں سنائی دیں گی اور ایک زبردست جھگڑا ہو گا۔ لیکن اللہ آپ کو نیکی دے ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو کہا۔ لو غضب خدا کا ہے کہ نہیں یہ تو اللہ آپ کو نیکی دے۔ عجیب بات ہوئی۔ اللہ آپ کو نیکی دے اس میں ضرور کوئی بھید ہے۔

"تھوڑی دیر بعد"

"یعنی کوئی پانچ منٹ بعد ایک دم سے دروازہ کھلا اور دوسرا نوجوان"

"یعنی وہ جو آپ کا دوست نہیں ہے باہر نکلا اور دیوانوں کی طرح سڑک پر بھاگنے لگا۔ اس کے فوراً بعد ہی وہ نوجوان جو آپ کا دوست ہے باہر آیا۔ اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو اللہ آپ کو نیکی دے۔ تمہارے دوست کی سمجھ میں اس دوسرے آدمی کے فرار کی وجہ سمجھ میں نہ آئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے میں نے کہا ان دونوں نوجوانوں میں جھگڑا ہو گیا ہے اور یہ دوسرا نوجوان اللہ آپ کو نیکی دے۔ دم دبا کے بھاگا ہے۔

اور وہ نوجوان جو تمہارا دوست ہے دروازے میں بت بنا کھڑا رہا اور آنکھیں پھاڑ کے اس نوجوان کو دیکھتا رہا۔ جو سڑک پر بھاگا جا رہا تھا اور وہ لڑکی جو ان دونوں کے ساتھ تھی سو وہ بھی زینے پر حیرت زدہ کھڑی تھی۔

"جب وہ نوجوان دم دبا کے بھاگا تھا موڑ مڑ گیا تو دفعتہً تمہارے دوست نے معلوم ہوتا ہے ایک آخری فیصلہ کیا اور مٹھیاں بھینچ کے اسی طرف دوڑ پڑا جس طرف پہلا نوجوان گیا تھا۔ چونکہ وہ لڑکی دروازے پر ہی منڈلا رہی تھی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اللہ آپ کو نیکی دے کوئی دم بھر میں وہ بھی ان دونوں کے پیچھے بھاگ پڑے گی۔ لیکن عمر میں پہلی دفعہ میرا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ یعنی اللہ آپ کو نیکی دے وہ بھاگنے کے بجائے واپس گھر میں چلی گئی۔ چند ثانیوں کے بعد ہی میں نے اسے کھڑکی میں سے سامنے والے کمرے میں دیکھا۔ چند منٹوں کے بعد وہ پھر دروازے پر آئی اور وہاں کھڑی رہی۔ اور سڑک کے موڑ کی طرف دیکھتی رہی۔ اور اللہ آپ کو نیکی دے بس دیکھتی ہی رہی۔ غالباً وہ کسی کا انتظار کر رہی تھی۔ عاجز آ کے وہ پھر اندر چلی گئی اور ایسی گئی کہ اللہ آپ کو نیکی دے پھر میں نے اسے نہ دیکھا۔

"ایں۔ پھر اس لڑکی کو نہ دیکھا۔ آپ کو یقین ہے کہ وہ واپس مکان میں گئی تھی؟"

اور نہیں تو کیا میں جھوٹ بولتی ہوں لو غضب خدا کا ہے کہ نہیں

"لیکن میرا خیال ہے کہ آپ نے ہر وقت اس مکان پر نظر نہ رکھی ہو گی میرا مطلب ہے کہ آپ ایک

آدھ منٹ کے لئے ادھر ادھر ہو گئی ہوں گی۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ کیونکہ اللہ آپ کو نیکی دے مجھے احساس ہو چلا تھا کہ اس مکان میں کوئی عجیب واقعہ ہونے والا ہے چنانچہ میں نے آخر تک اس مکان پر نظر رکھنے کا فیصلہ کیا اور اللہ آپ کو نیکی دے جب میں کوئی فیصلہ کر لیتی ہوں تو اس پر قائم رہتی ہوں۔ چنانچہ اللہ آپ کو نیکی دے میں اپنی خواب گاہ کی کھڑکی کے سامنے ایک کرسی میں جم کے بیٹھ گئی اور تم لوگوں کے آنے تک میں وہیں بیٹھی رہی۔"

"لیکن مس کامین چونکہ وہ لڑکی اس وقت اس مکان میں نہیں ہے اس لئے معاف کیجئے گا۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ وہ آپ کی نظر بچا کے نکل گئی ہوگی کسی وقت۔"

"یقین نہیں آتا کہ وہ نکل گئی ہوگی اور سب سے بڑی بات وہ نہیں گئی۔ اور نکل بھی کیسے سکتی۔ یعنی اللہ آپ کو نیکی دے میری نظر بچا کے۔ جب سے وہ کیمون آیا ہے میرا وہ مکان پر اسرار بن گیا ہے خیر تو اللہ آپ کو نیکی دے میں نے اس لڑکی کو نہیں البتہ کسی اور کو باہر آتے دیکھا۔"

"کس کو؟"

"ایک نوجوان کو"

"ہاں۔ ایک نوجوان کو باہر آتے دیکھا اور اس بات نے مجھے الجھن میں ڈال دیا۔ دوسری الجھن جسے میں اب تک سمجھ نہیں سکی۔ یہ ہے کہ دوبارہ میں نے اس نوجوان کو مکان میں جاتے نہیں دیکھا تو یہ مداری کی سی بات ہوئی کہ ڈبے میں کبوتر بند کرتا ہے اور خرگوش برآمد کرتا ہے۔ یہاں بھی کچھ ایسی ہی بات ہوئی یعنی اندر گئی تھی لڑکی اللہ آپ کو نیکی دے باہر آیا لڑکا۔"

"آپ بتا سکتی ہیں اس نوجوان کی شکل و صورت اور حلیہ کیسا تھا؟"

"شکل و صورت تو یہ ہے کہ میں اس کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتی کیونکہ وہ ایک ٹوپی دار یا یوں سمجھئے کہ نقاب دار جبہ پہنے ہوئے تھی اور نقاب اس کے چہرے پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ وہ اتنی تیزی سے چل رہا تھا کہ میں اسے ٹھیک سے دیکھ بھی نہ سکی۔ البتہ اگر وہ ابھی میرے سامنے آ جائے تو میں اس کے کپڑوں اور چال سے اسے فوراً پہچان لوں۔"

"تو گویا اس کے کپڑوں اور چال میں کوئی فرق تھا۔"

"بے شک اس کے کپڑے بے حد پرانے اور پھٹے ہوئے تھے اتنے خراب کہ وہ کپڑے کسی بھیک مانگتے ہوئے فقیر کو اللہ واسطے بھی دیئے جائیں تو وہ بھی قبول نہ کرے گا۔ بہرحال یہ بات الگ ہے کہ وہ کسی نوجوان کے تھے۔ تو اللہ آپ کو نیکی دے اس میں کوئی بات نہ تھی۔ کیونکہ وہ کپڑے اسے بہت ڈھیلے آتے تھے۔ عجیب مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا۔ [illegible] دیکھ لیتے تو تالیاں بجاتے اس کے پیچھے ہو لیتے۔ اب رہی اس کی چال تو وہ ویسی ہی تھی جو اس پہلے نوجوان کی تھی جو تمہارے دوست کے ساتھ غائب [illegible] سے فرار ہوا تھا۔ یہ دوسرا نوجوان بھی کمر سیدھی کئے اور سینہ تانے یوں سیدھا سیدھا چل رہا تھا [illegible] اس کے سامنے میرے باورچی خانے کی [illegible] معلوم ہو۔"

"مس کامین لڑکی کے مکان میں جانے اور نوجوان کے باہر آنے کے درمیانی عرصہ میں کوئی ایسا

واقعہ نہیں ہوا جو آپ کو چونکا دیتا یا حیرت زدہ کر دیتا۔"

"او غضب خدا کا۔ کیوں نہیں۔ بے شک ہوا تھا۔ میں تو بھول گئی تھی تم خواہ مخواہ بیچ میں ٹپک پڑے۔ بھلا کیسے بھولی بات۔ ہاں تو اللہ آپ کو نیکی دے اس لڑکی کے دوبارہ مکان میں جانے کے کوئی بیس منٹ بعد کسی نے پھر وہ گھنٹی بجائی جو تمہارے دوست نے تنصیب کی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ گھنٹی بجانے والا کون تھا۔ کیونکہ میری نظر اور گھنٹی بجانے والے کے درمیان جھاڑی حائل تھی۔ چنانچہ اللہ آپ کو نیکی دے اس واقعے کے کوئی دس منٹ کے بعد وہ نوجوان باہر آیا۔"

"اور اس کے بعد کیا ہوا"

"اس کے کوئی دس منٹ بعد وہ عرب جھپٹتا ہوا باہر آیا۔"

"عرب باہر آیا"

"ہاں عرب باہر آیا۔ اسے دیکھتے ہی میں تو اللہ آپ کو نیکی دے تصویر بن گئی۔ لو غضب خدا کا ہے کہ نہیں۔ جب تمہارا دوست دوسرا نوجوان اور لڑکی پورے مکان کو گویا اتھل پتھل کر رہے تھے تو خدا جانے یہ عرب کہاں چھپا ہوا تھا۔ خیر تو وہ عرب باہر آیا اور اس وقت وہ اپنے سر پر یہ بڑا گٹھر اٹھائے ہوئے تھے۔"

"گٹھر؟"

"ہاں گٹھر اور نہیں تو کیا ہاتھی اٹھائے ہوئے تھا۔ اور وہ اس طرح اس گٹھر کو اٹھائے ہوئے تھا جس طرح کہ نانبائی ٹوکرا اٹھاتے ہیں اللہ آپ کو نیکی دے کافی بڑا گٹھر تھا اور خاصا وزنی بھی معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ عرب اس کے بوجھ تلے اللہ آپ کو نیکی دے [illegible] دوہرا ہوا جا رہا تھا اور بڑی مشکلوں سے قدم قدم چل رہا تھا۔ موڑ تک پہنچنے میں اسے خاصا وقت لگ گیا۔" [illegible] ایک دم سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"مسز شاپل! مارجوری یا اس کی لاش اسی گٹھر میں تھی"

"اس میں مجھے شک ہے مسٹر [illegible]" میں نے کہا۔

"[illegible] بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔"

"وہ اسی گھر میں تھی اسے اسی میں ہونا چاہئے" وہ بولے۔

"میں پھر کہتا ہوں کہ اس میں مجھے شک ہے۔"

دفعتاً کسی نے کھڑکی کے شیشے پر دستک دی ہم نے چونک کر دیکھا سنڈی کا چہرہ شیشے میں گویا جڑا ہوا تھا۔

"وہ چیخ رہا تھا ارے گدھو۔ باہر آؤ۔ ایک اہم خبر لایا ہوں۔"

مس کالمین بڑے دروازے کی طرف بھاگ پڑیں۔

"نہیں، وہ اندر نہیں آ سکتا اگر اس نے میری دہلیز پر قدم رکھا تو اللہ آپ کو نکال دے ... میں خود باہر چلی جاؤں گی۔"

میں نے بڑی بی کا غصہ رفع کرنے کی غرض سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں ہم دونوں باہر جا کر ان سے گفتگو کرتے ہیں۔"

بڑی بی نے ذرا سا دروازہ کھولا۔ میں اور پھر سٹلحام بمشکل پھنس کر اس میں سے نکل آئے۔ ہمارے باہر آتے ہی بڑی بی نے دروازہ بند کر دیا۔ یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ بڑی بی کو سدلی پر کیوں غصہ تھا۔

سدلی نے بڑی مضحکہ خیز انداز میں اور گویا ہمیں چڑانے کے لئے بھوتوں کی ایڑیاں بجا کے ہمیں سلام کیا۔ اس کے ساتھ پولیس کا ایک آدمی تھا۔

"تم دونوں نے تو یار بہت دیر تک اس بوڑھی بلی کے ساتھ میاؤں میاؤں کی۔ خیر تو جب ہم یہاں میاؤں میاؤں کر رہے تھے تو میں کام کا کام کر رہا تھا۔ تو یہ ہے پولیس بھائی کیا کہتے ہیں۔"

پولیس کا آدمی اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے پیٹی میں پھنسائے نہایت فراغت سے مسکرا رہا تھا۔ اس کی آواز بھاری گمبھیر اور گونجدار تھی جیسے وہ گڑھے میں منہ ڈال کے بول رہا ہو۔

"میرے خیال میں کوئی اہم خبر لے کر نہیں آیا ہوں۔" وہ بولا۔

لیکن سدلی اس سے متفق نہ تھا۔

"پولیس بھائی ذرا دم لو۔ پہلے میں ان دونوں گپ بازوں کو اپنے کارنامے کی داستان سنا دوں ذرا۔ اس کے بعد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جو خبر تم لے کر آئے ہو وہ کس قدر اہم ہے۔ اور یہ کہ جب دونوں اس بڑھیا اور بوڑھی بلی کے ساتھ میاؤں میاؤں کر رہے تھے تو میں کیسا اہم کام کر رہا تھا۔"

اب وہ ہماری طرف گھوم گیا۔

جب میں نے اس بھوت بنگلے کا ایک ایک چپہ دیکھ لیا حتیٰ کہ سوراخوں اور روزنوں تک میں نے جھانک کے دیکھا اور جب میری اس تلاش کا نتیجہ میری کم بختی کی صورت میں ظاہر ہوا تو میں جھلا کے باہر نکل آیا اور زینہ پر کھڑے ہو کر اپنی مرمت کا سوچنے لگا کہ اپنا غصہ کس پر اتاروں۔ اپنے بال نوچ ڈالوں، کپڑے پھاڑنے لگ جاؤں یا وقت گزاری کے لئے کوچوان سے شطرنج کی بازی شروع کر دوں۔ ابھی میں کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ افق ... سے یہ امید طلوع ہوا۔ یعنی امن و امان کے اس عظیم الشان محافظ نے ظہور فرمایا۔

سدلی نے پولیس کے آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ جس کی مسکراہٹ کانوں تک پھیل گئی۔

نیز قریب آ کر اس ہستی نے میری طرف دیکھا۔ میں نے اس عظیم ہستی کی طرف دیکھا اور جب ہم ایک دوسرے کے مردانہ حسن کو دل ہی دل میں سراہ چکے تو ... سے پولیس بھائی نے مجھ سے پوچھا "وہ چلا گیا؟" "میں حیرت سے ہم ... ہوتے ہوئے بولا "کون چلا گیا؟"

پولیس صاحب نے فرمایا "وہی عرب" میں نے عرض کیا "میرے عزیز! تم کیا جانتے ہو کسی بھی عرب سے متعلق؟" ارشاد ہوا "کوئی پون گھنٹے پہلے میں نے اسے برآمدے میں دیکھا تھا۔ پھر آپ کو یہاں اور اس مکان کو خالی دیکھا تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ چلا گیا ہے۔" میں تو کوئی فٹ بھر اچھل پڑا۔ پھر اپنے جذبات کو چھپا کے بولا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ وہی عرب تھا۔ جو اس گھر میں رہتا تھا؟"

"ہمارے محقق دوست نے جواب دیا "وہ وہی عرب تھا اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں جو بھی اسے ایک دفعہ دیکھ لے اسے بھلا نہیں سکتا۔" چنانچہ میں نے پوچھا "کہاں جا رہا تھا وہ؟" جواب ملا "وہ چار پہیوں والی ایک بگھی کے کوچوان سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔ عرب سر پر ایک زبردست گٹھر اٹھائے تھے وہ اسے ساتھ بگھی میں رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن کوچوان اس کے لئے تیار نہ تھا۔" "بس جناب اتنا جان لینا ہی میرے لئے کافی تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے اس قابل احترام بھائی کا پہلے تو منہ چوما اور پھر اسے ... بھاگ کے ... پاس ... بجلی کی سی تیزی سے۔"

چونکہ پولیس کا قد چھ فٹ سے بھی نکلتا ہوا تھا اور پھر وزن ... کا بھی تھا۔ اس لئے اس کا تصور بھی کرنا محال تھا کہ کوئی اسے گود میں اٹھا کے بجلی کی سی تیزی سے بھاگ سکتا تھا۔ پولیس کو سدلی کا یہ لطیفہ خاصا پسند آیا تھا۔ چنانچہ اس کی مسکراہٹ اور بھی عریض ہو گئی تھی۔ بہرحال وہ ایک اہم خبر لے کر آیا تھا اور سدلی نے اس کی تعریف کرنے میں مبالغے سے کام لیا تو اس کا یہ حق بھی جا سکتی تھی۔ چنانچہ اب میں پولیس کی طرف گھوم گیا اور اپنا ملاقاتی کارڈ اسے دے کر کہا۔

"میں خانگی جاسوس ہوں ممکن ہے کہ آج کا سورج غروب ہونے سے پہلے وہ عرب ایک عجیب اور بھیانک جرم کے الزام میں گرفتار نظر آئے۔ چنانچہ اس کی نقل و حرکت کے متعلق معلومات کرنا ضروری ہے۔ ہاں تم ٹھیک سمجھے تھے کہ وہ عرب جسے تم نے برآمدے میں دیکھا تھا وہی تھا جس کی ہمیں تلاش ہے۔"

"بالکل اس میں ذرا بھی شک نہیں میں اسے اسی طرح پہچانتا ہوں جس طرح کہ اپنے پیشہ کو۔ ہم لوگوں میں وہ "عرب" کے نام سے مشہور ہے جو اس کی امتیازی خصوصیت ہے۔ جب کبھی وہ نظر آتا ہے۔ دن میں یا رات میں کسی بھی ... بھاگ کرتا نظر آتا ہے۔ تو جیسا کہ میں نے کہا میں نے اسے برآمدے میں دیکھا تھا۔ اس وقت کوئی ایک گھنٹہ ہوا ہو گا میں آ رہا تھا کہ مجھے ڈسٹرکٹ ریلوے سٹیشن کے سامنے بھیڑ نظر آئی۔ اس بھیڑ کے درمیان وہی عرب کھڑا ہوا کوچوان سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔ اس کے سر پر ایک کافی بڑا اور لمبا گٹھر تھا۔ وہ عرب اس گٹھر کو اپنے ساتھ تانگے میں رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن کوچوان اسے اس کی اجازت نہ دیتا تھا۔" "تم یہ کہنے سے تو رہے ... کیا فیصلہ کیا ہوا اور وہ عرب اس تانگے میں بیٹھا یا نہیں اور اگر بیٹھا تو کس طرف گیا؟"

"نہیں جناب نیشن پر میری ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی اور وہاں سے گزرتے وقت میں نے یہ ہنگامہ سرسری طور سے دیکھ لیا تھا"

"تم اس سے کچھ پوچھتے بھی نہ رہے۔"

"جی نہیں ان دونوں کے معاملات میں میں مخل نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ ماننا ہوگی ہوئی تو بات ہوتی ..."

"تم نے تانگہ والے کا نمبر بھی نہ لیا ہوگا۔"

"جی نہیں۔ البتہ میں اس تانگہ والے کو جانتا ہوں۔ اس کا اصطبل بریڈ مور میں ہے"

میں نے اپنی نوٹ بک نکالی۔ "اس کا نام اور پتہ کیا ہے؟"

"اس کا عیسائی نام تو مجھے معلوم نہیں شاید نام ہے۔ البتہ اس کا خاندانی نام ایلس ہے اور اس کا پتہ ہے پرنس جان روڈ۔ بریڈ مور۔ مجھے اس کا نمبر معلوم نہیں البتہ آپ کسی سے بھی پوچھ لیجئے کہ چار ٹانگوں والا ہلز میں کہاں رہتا ہے اور وہ آپ کو اس تک پہنچا دے گا۔ چار پہیوں والا اسی نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ چار پہیوں کا تانگہ چلاتا ہے"

"بہت بہت شکریہ آفیسر تم واقعی ایک ہم خیال ہو اور مجھے امید ہے کہ وہ تمہاری جیب میں سے انتقال کر کے پولیس کے آدمی کی جیب میں پہنچ گئے اب اگر تم نظر رکھو اور اگر کوئی واقعہ ہو تو مجھے مطلع کرو اور یہ تمہارا صرف نہ کرنا ہم پر ایک زبردست احسان بھی ہوگا"

ہم اپنے تانگہ میں بیٹھ گئے ابھی کوچوان نے لگامیں ہاتھ میں لی ہی تھیں کہ دفعتہ پولیس کوچوان نے کہا اور وہ ہماری طرف دوڑ پڑا۔

"ایک منٹ صاحب! میں ایک اہم بات تو کہنا بھول ہی گیا میں نے اس عرب کو یہ کہتے سنا تھا۔ وہ کہاں جانا چاہتا ہے۔ وہ اپنی عجیب آواز میں بار بار کہہ رہا تھا۔ واٹرلو سے اسٹیشن واٹرلو سے اسٹیشن اور ایلس کہہ رہا تھا۔ "بہت اچھا۔ میں تمہیں واٹرلو سے اسٹیشن لے چلوں گا۔ لیکن یہ گٹھڑ تمہارے ساتھ تانگے میں نہ جائے گا۔ اسے چھت پر رکھو عرب نے کہا واٹرلو سے اسٹیشن میں اس گٹھڑ کو تانگہ میں واٹرلو اسٹیشن لے جاؤں گا۔"

"واٹرلو سے اسٹیشن! تمہیں یقین ہے کہ اس نے یہی کہا تھا؟"

"جی ہاں۔ یہی کہا تھا" ہمارا تانگہ چل پڑا تو ہم آپس میں رائے زنی کرنے لگے۔

"اس گٹھڑ میں مارجورے تھی۔" مسنٹر سیملر نے اداس آواز میں کہا۔

"اس میں مجھے شک ہے" میں نے جواب دیا۔

"وہ اسی میں تھی۔ میں جانتا ہوں۔ یا تو اسے مار کے اس کے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں یا اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے اس گٹھڑی میں لپیٹ دیا گیا ہے"

"میں پھر کہتا ہوں کہ اس میں مجھے شک ہے"

"میں سمجھتا ہوں کہ لستھام کا اندازہ غلط نہیں ہے" سنڈلی نے کہا

"تو پھر تم بھی غلطی پر ہو"

"تم نے تو بڑے یقین سے کہہ دیا کہ میں غلطی پر ہوں لیکن میں کیسے یقین کر لوں کہ میں غلطی پر ہوں اچھا اب اگر لستھام کا اندازہ غلط ہے اور میں بھی غلطی پر ہوں تو وہ پراسرار آدمی اس گٹھڑ کو اپنے ساتھ تانگے میں کیوں رکھنا چاہتا تھا؟ اگر اس گٹھڑ میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ اگر اس میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو کہ اس کا راز کھول دیتی تو پھر اس نے وہ گٹھڑ تانگے کی چھت پر کیوں نہ رکھ دیا؟"

"بے شک اس گٹھڑ میں کوئی ایسی چیز ضرور تھی جس کو وہ لوگوں کی نظروں سے چھپانا چاہتا تھا لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اس میں مارجورے یا خدانخواستہ اس کے جسم کے ٹکڑے نہ تھے"

"ذرا واقعات کے سلسلہ پر نظر رکھو میاں" سنڈلی نے سر ہلا کر کہا "مارجورے گھر میں تو گئی لیکن باہر نکلتے نہ دیکھی گئی۔ البتہ اس کے بال اور کپڑے ہمیں فرش کے ایک تختہ کے نیچے دبے ہوئے ملے۔ خیر تو مارجورے باہر نہ آئی البتہ وہ پراسرار آدمی اپنے سر پر ایک گٹھڑ رکھے باہر آیا۔ یہ گٹھڑ بقول پولیس کے آدمی کے پانچ چھ فٹ لمبا ہے اور اس پراسرار آدمی کو اتنا عزیز ہے کہ وہ اسے تانگے کی چھت پر رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ چنانچہ کیا یہ اس گٹھڑ میں مارجورے کی پراسرار گمشدگی گٹھڑ کی لمبائی اور عرب کا اسے اپنے ساتھ لے چلنے پر اصرار کیا یہ سب باتیں ایک خاص بھیانک واقعہ کی طرف اشارہ نہیں کرتیں؟"

لستھام نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ آتھرٹن کا اندازہ ٹھیک ہے" وہ بولے

"میں تم دونوں سے متفق نہیں ہوں"

سنڈلی ایک دم سے غصہ ہو گیا

"ٹھہرو ناقص العقل۔ چنانچہ اب آپ ہی بتلائیے کیا ہے اس گٹھڑ میں"

"میں اندازہ لگا سکتا ہوں اس گٹھڑ کے متعلق"

"تو اندازہ لگاؤ"

"اس گٹھڑ میں عرب کی چیزیں ہیں"

"واہ واہ۔ کیا خوب اندازہ لگایا ہے۔ کس گدھے نے تمہیں جاسوس بنا دیا؟"

"سنڈلی پہلے میری بات تو سنو کہ بس بیچ میں بولتے جاؤ گے"

"اچھا سناؤ"

"اگر وہ شخص وہی تھا جسے پولیس کے آدمی نے عرب کہا ہے تو اس گٹھڑ میں کچھ ایسی چیزیں تھیں جو اس عرب کے لئے بہت ضروری ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اس کا بستر ہو اور چونکہ یہ عرب عجیب و غریب ہے اس لئے اس کا بستر بھی عجیب و غریب اور شاید بھیانک ہوگا اب اگر اس نے وہ گٹھڑ تانگے کی چھت پر رکھ دیا ہوتا اور کوچوان نے شوق تجسس سے مجبور ہو کر اسے کھولا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاگل ہو جاتا اور تانگہ چھوڑ کر چیختا ہوا بھاگ جاتا۔ بس اسی لئے عرب گٹھڑ کو اپنے ساتھ تانگہ میں رکھنے پر مصر تھا۔"

"لیکن مس لنڈن کہاں گئی؟" سنڈلی نے پوچھا۔

میرے خیال سے مس لنڈن اس وقت پھٹے پرانے جوتے، میلی چیکٹ پتلون غلیظ قمیض اور نہ پیدا غلیظ ہیٹ میں کہیں گھوم رہی ہے یا اس پراسرار عرب کا انتظار کر رہی ہے۔ اس وقت وہ کہاں ہے یہ میں نہیں بتا سکتا۔ البتہ بہت جلد مجھے اور تم کو معلوم ہو جائے گا۔"

دونوں دوست حیرت سے میری صورت تکنے لگے۔

"یعنی کیا مطلب؟" سنڈلی نے پوچھا۔

"چند حقائق میرے اندازے کو صحیح اور تم دونوں کے اندازے کو غلط ثابت کر رہے ہیں۔ مس کاٹین نے کہا تھا کہ انہوں نے مس لنڈن کو مکان میں جاتے ہوئے دیکھا اس کے چند منٹوں کے بعد عمارت میں جھلملی لگا دی گئی۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان جو کہ ایسے ہی کپڑے پہنے ہوئے تھا جن کی تفصیل میں نے ابھی بیان کی ہے باہر آیا میرے خیال میں وہ نوجوان کوئی مرد نہیں عورت تھی اور وہ عورت سوائے مس لنڈن کے اور کوئی نہ تھی؟"

لنگھام اور سنڈلی ایک ساتھ بول پڑے سنڈلی کی آواز اتنی اونچی تھی کہ آسمان تک پہنچ رہی تھی۔

"لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نے ایسے کپڑے کیوں پہنے؟ مارجوری بڑی نفاست پسند لڑکی تھی اور لباس وغیرہ کے معاملات میں وہ بڑی محتاط ہے شاپل اس طرح تو تم مارجوری کو پاگل ثابت کر رہے ہو۔"

"میں نے انہیں پاگل تو نہیں کہا۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ ان پر نیم توجہ کا عالم طاری تھا۔"

"میرے خدا! شاپل"

"ہم"

"تو پھر۔ تو پھر۔ تمہارا خیال ہے کہ اس بدمعاش نے آخرکار مارجوری کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے؟"

"بالکل معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرب مناسب ہوگا کہ پہچان کے لئے ہم اسے عرب ہی کہیں حالانکہ وہ عرب نہیں ہے۔ ہاں تو وہ عرب اس تمام عرصہ میں جب ہم بالٹ اور مس لنڈن کے ساتھ مکان میں جا رہے تھے بہت قریب ہی تھا کہ غالباً اسی مکان میں تھا۔"

"لیکن کہاں؟ ہم نے اسے نیچے اوپر ادھر ادھر کونے کونے ہر جگہ تلاش کیا وہ اور کہاں ہو سکتا تھا؟"

"اس سوال کا جواب میں فی الحال نہیں دے سکتا تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ کہیں قریب ہی تھا۔ بہت قریب تھا۔ اس نے بالٹ پر چپانزم کر کے اسے وہاں سے بھگا دیا اس کا خیال تھا کہ تم اس کا پیچھا کرو گے اور اس طرح وہ تم دونوں کو اپنے راستے سے ہٹا دے گا!"

"خدا کی قسم ایسا ہی ہوا میں نرا گدھا ہوں کہ میں نے بالٹ کا پیچھا کیا!"

"جب میدان صاف ہو گیا تو اس نے مس لنڈن کے سامنے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا مس لنڈن اسے دیکھتے ہی حیران رہ گئی ہوں گی چنانچہ موقع غنیمت جان کے اس نے ان پر چپانزم کر دیا۔"

"بھیڑیا"

"شیطان"

پہلا لفظ لنگھام نے کہا تھا اور دوسرا سنڈلی نے۔

"پھر اس نے مس لنڈن سے کہا کہ وہ ہو جائیں"

"کیا ہو جائیں؟"

"ننگی"

"کیا۔ آ۔ آ"

"جی ہاں اس نے مس لنڈن کو اپنے تمام کپڑے اتار دینے پر مجبور کر دیا"

"الو کا پٹھا"

"سور کی جنا"

"پھر اس نے مس لنڈن کے بال کاٹے۔ پھر اس نے ان کے بال اور کاٹے کپڑے فرش کے ایک تختے کے نیچے دبا دیے جہاں سے وہ ہمیں ملے۔ اسی جگہ اس نے میرا خیال ہے کہ ایک عرصہ سے مردانہ کپڑے چھپا رکھے تھے" خدا کی قسم اب آیا سمجھ میں وہ کپڑے جو اس نے مارجوری کو پہنائے بالٹ کے تھے۔ کیونکہ جب وہ لنگھام کی عزت کی بین تک ہوا تھا۔ تب اور جب مارجوری نا سے سڑک پر سے اپنے گھر میں انغوا لائی تھی۔ تب بھی بالٹ ایک غلیظ لباس میں، وہ جوتے پہنے ہوئے تھا۔ اس کے علاوہ بالٹ نے اپنی کہانی سناتے وقت بتایا تھا کہ اس پراسرار آدمی نے اسے برہنہ کر دیا تھا اور جب اسے ہوش آیا تھا تو اس نے اپنے آپ کو کمرے کے فرش پر اس عالم میں پڑے پایا تھا جیسے ابھی ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا ہو۔ چنانچہ کیا یہ ممکن نہیں کہ اس لعنتی مشرقی نے لندن کی حسین ترین لڑکی کو بالٹ کے پھٹے پرانے کپڑے پہنا کے لندن کی سڑکوں پر بھٹکا دیا تھا؟"

"اس کے متعلق تو میں یقین سے کچھ نہیں کہتا تاہم تمہارا اندازہ شاید غلط نہیں ہے۔ بہرحال تمہارے راستے سے ہٹانے کے بعد اس نے مس لنڈن کو بالٹ کے پیچھے روانہ کر دیا"

"تم ٹھیک کہتے ہو یار چنانچہ تم چاہو تو مجھے نرا گدھا کہہ لو!"

"اس کا تو تمہیں بھی اعتراف ہے کہ وہ مشرقی تمہیں چکمہ دے چکا ہے"

بے شک اور میں چکمہ اس لئے کھا گیا کہ راستہ میں ایک خراب دماغ پولیس والے سے مصروف گفتگو رہا ورنہ میں دنیا کے آخری سرے تک پیچھا کرتا"

"بہرحال یہ حقیقت ہے کہ تم تو الو بن گئے۔ چنانچہ میرا خیال ہے کہ بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس وقت بالٹ اور مس لنڈن ساتھ ساتھ کسی خاص منزل کی طرف جا رہے ہیں"

"مردانہ لباس میں"

"جی ہاں۔ دونوں۔ یا شاید صرف مس لنڈن مردانہ لباس میں ہیں اس وقت"

"میرے خدا! مارجوری کو میں اس حالت میں تصور بھی نہیں کر سکتا"

"اور وہ دونوں جہاں بھی ہیں اسی جگہ یا اس سے بہت قریب ہمارا مشرقی دوست بھی موجود ہے"

لنگھام نے میرا ہاتھ پکڑ لیا "اور اور تمہارے خیال میں وہ مارجوری کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ یا کرے گی؟"

اور اس کی آنکھیں عجیب تھیں۔ اس کی آنکھیں میں اپنے جسم پر دیکھ کر بے چین ہو گیا تھا۔ وہ اپنے سر پر ایک بہت بڑا گٹھر لئے ہوئے تھا جو دوسرے ٹکٹ لینے والوں کی راہ میں حائل ہو رہا تھا۔ چنانچہ مسافر اس پر خفا ہو رہے تھے اور اسے گالیاں دے رہے تھے۔

"بیشک یہ وہی تھا جس کا ہم تعاقب کر رہے ہیں۔"

"آپ یقین سے کہتے ہیں کہ اس نے تین ٹکٹ لئے تھے"

"جی ہاں اس نے ساؤتھ ایمپٹن کے تین ٹکٹ لئے اور پورا کرایہ کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ ایک پائی زیادہ اور نہ ایک پائی کم' کرایہ کاؤنٹر پر رکھ کر اس نے تین انگلیاں میری آنکھوں کے سامنے نچائیں۔ میرے خدا! ایسی غلیظ اور ایسی سوکھی انگلیاں میں نے پہلے کبھی کسی کی نہ دیکھی تھیں۔ یہ بڑے بڑے ناخن تھے اس کے"

"آپ نے یہ تو دیکھا ہوگا کہ اس کے ساتھ کون تھے؟"

"جی یہ میں نے دیکھنے کی کوشش ہی نہ کی۔ میں نے اسے تین ٹکٹ دیدیئے اور وہ چلا گیا۔ میں نے بہت سے لوگوں کی چیخیں سنیں کیونکہ اس کا گٹھر ان کے سروں سے ٹکرا رہا تھا۔"

جارج نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"شارنیل! اس عرب کے متعلق میں پوچھتا ہوں اس سے تعارف مجھے اس لئے حاصل کرنا پڑا کہ اپنے گٹھر کو ڈبے میں رکھنے کے بجائے اپنے ساتھ ہی رکھنا چاہتا تھا۔ وہ بدقت تمام اس گٹھر کو دروازے سے کمپارٹمنٹ میں دھکیل سکا۔ اس نے گٹھر نے پوری ایک نشست روک لی۔ چونکہ اس وقت ریل میں زیادہ مسافر نہ تھے۔ اس کے علاوہ اس سے بحث کرنا بھی فضول تھا۔ اس لئے میں نے اس گٹھر کو اپنے ساتھ ہی رکھنے کی اجازت دیدی"

"وہ اکیلا ہی تھا؟"

"اس وقت تو وہ اکیلا ہی تھا لیکن ریل کے روانہ ہونے سے کچھ دیر پہلے دو آدمی جو انگریز تھے آ کر اس ڈبے میں اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب میں پلیٹ فارم کا چکر لگا کر واپس آیا تو ٹکٹ چیکر نے مجھے بتایا کہ وہ دونوں انگریز تھے اس لئے ٹکٹ چیکر کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی تھی!

"تم اس کے دونوں ساتھیوں کی شکل وصورت بتا سکتے ہو؟"

"نہیں' البتہ قلیوں کا سردار ان کے متعلق شاید کچھ بتا سکے' جب وہ دونوں ریل میں بیٹھے تو اس وقت میں پلیٹ فارم کے آخری سرے پر تھا لیکن اتنا تو میں نے بھی دیکھا کہ ان میں سے ایک تو بھکاری معلوم ہوتا تھا اور دوسرا بے حد گندے اور پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس تھا۔

"چنانچہ یہ دوسرا آدمی مارجوری تھی" میں دل میں بولا "ایک مشہور باپ کی بیٹی اور ایک مشہور شخص کی منگیتر"

"جارج! یہ بہت اہم معاملہ ہے اور مجھے تمہاری مدد درکار ہے تم اسی وقت اگلے سٹیشن کو ایک تار روانہ کر دو کہ جیسے ہی ریل وہاں پہنچے وہاں کا عملہ ان تین مسافروں کو روک لے بے شک پولیس کو ان کی تلاش نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ فی الحال نہیں ہے۔ لیکن میں کاٹ لینڈ یارڈ کو چند اطلاعات دوں گا"

میں اس سوال کا جواب نہ دینا چاہتا تھا چنانچہ میں نے کہا

"بہرحال ہم مارجوری کو اس کے پنجے سے چھڑا ئیں گے"

"تمہارے خیال میں بات مارجوری کو کہاں لے جائے گا؟"

"یہی تو ہمیں معلوم کرنا ہے لو ادھر تو پہنچ گئے ہم لوگ"

میں سیدھا سٹیشن کے ٹکٹ گھر کی طرف چل دیا۔

بڑے پلیٹ فارم پر میری ملاقات اتفاقاً جارج سے ہوئی۔ جارج میرا شناسا تھا اور پلیٹ فارم انسپکٹر تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کے اسے روک لیا" جارج اگرچہ بہت زیادہ مصروفیت ہو تو ذرا میرے ساتھ ٹکٹ گھر میں چلے چلو میں ٹکٹ بابو سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہ میں بعد میں بتاؤں گا کہ میں یہ تفتیش کیوں اور کس کے متعلق کر رہا ہوں فی الحال تمہارے لئے اتنا ہی پوچھ لینا کافی ہے کہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ یہ کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

چنانچہ جارج ہمارے ساتھ ہو لیا۔ جب ہم ٹکٹ گھر میں پہنچے تو اس نے پوچھا۔ "کون سے بابو سے گفتگو کرنا ہے تمہیں؟"

"ان صاحب سے جو ساؤتھ ایمپٹن کے لئے تیسرے درجے کے ٹکٹ دیتے ہیں۔"

جارج نے اس شخص کو اشارے سے بلایا جو اپنے سامنے سکوں کا ڈھیر لگائے حساب جوڑ رہا تھا۔ یہ ایک قبول صورت نوجوان تھا جو ہر دم مسکرایا کرتا تھا۔

"مسٹر اسٹون! یہ صاحب خانگی جاسوس ہیں اور تم سے چند سوال پوچھنا چاہتے ہیں"

"شوق سے پوچھئے صاحب"

"مسٹر اسٹون' آج آپ نے کسی ایسے شخص کو ٹکٹ نہیں دیئے جو کہ عربوں کا سا لباس پہنے ہوئے تھے؟"

اسٹون نے فوراً جواب دیا "جی دیئے ہیں۔ آخری ریل کے جو یہاں سے سات بجکر پچیس کو روانہ ہوتی ہے"

"کتنے ٹکٹ دیئے ہیں؟"

"تیسرے درجے کے تین ٹکٹ"

"تین ٹکٹ۔ تو ثابت ہوا کہ میرا اندازہ غلط نہ تھا۔"

"آپ اس کی شکل وصورت بیان کر سکتے ہیں؟"

"تفصیل سے تو بیان نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ بہت زیادہ بوڑھا اور بدصورت تھا"

فوراً ہی اس کا پورا اطمینان تینوں کو۔ فوراً حرکت میں آ جائے گا۔ لیکن تم سمجھتے ہو کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ تک اطلاع خاصی دیر میں پہنچے گی اور ہمارا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ سٹیشن کے نگراں کہاں ہیں؟"

"وہ تو باہر گئے ہوئے ہیں فی الحال میں ہی ان کا قائم مقام ہوں"

"بس تو فوراً تار بھیج دو۔ اطمینان رکھو۔ یہ سب کچھ میں اپنی ذمہ داری پر کر رہا ہوں۔ چنانچہ تمہاری ملازمت وغیرہ پر کوئی آنچ نہ آئے گی"

"اگر ذمہ داری تمہاری ہے تو میں حاضر ہوں"

جارج نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔

نو بجنے میں 20 منٹ باقی ہیں۔ ریل ڈسکلاف کے سٹیشن پر نو بج کر 6 منٹ کو پہنچتی ہے۔ اب اگر ہم اس وقت تار کر دیں تو وہاں کا عملہ ان تینوں کے لئے تیار ہو رہے گا۔

"بس ٹھیک ہے"

ہمیں جارج کے دفتر میں پہنچا دیا گیا جہاں بیٹھ کر ہم نتیجہ کا انتظار کرنے لگے لسنگھام کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔ اس کے برخلاف سڈلی ایک کرسی میں بظاہر نہایت اطمینان سے ٹانگیں پھیلائے یوں بیٹھا ہوا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں اب رہا میں تو میں نے اس فرصت کے وقت سے فائدہ اٹھا کر پولیس کے ایک آدمی کو ضروری ہدایات کے ساتھ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی طرف دوڑا دیا۔

اس طرف سے اطمینان کر کے میں اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس واپس آیا "دوستو! رات کے کھانے کا وقت ہو گیا" میں نے کہا "ممکن ہے ایک طویل سفر درپیش ہو چنانچہ بہتر ہو گا کہ ہم کچھ کھا پی لیں۔"

لسنگھام نے نفی میں سر ہلایا "میں تو ذرا بھی بھوک محسوس نہیں کر رہا"

"نہ میں کر رہا ہوں" سڈلی نے کہا۔

"مسٹر لسنگھام! آپ کے بھوکے رہنے سے حالات سدھر نہ جائیں گے۔ بلکہ ممکن ہے کچھ بگڑ ہی جائیں۔ کیونکہ بھوک میں آدمی کو اکثر الٹی ہی سوجھتی ہے۔"

میں سمجھا بجھا کر ان دونوں کو سٹیشن کے ریستوران میں لے گیا میں نے بڑی رغبت سے کھایا۔ لسنگھام نے تھوڑا سا شوربہ پیا۔ لیکن سڈلی بیٹھے ہوئے مرغ پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے پیری کی قہوہ کی پیالی اپنی طرف کھسکائی ہی تھی کہ جارج نہایت تیزی سے ریستوران میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کاغذ تھا!

"شکر ہے! وہ کار نکل گیا" اس نے کہا۔

"کیا ہو رہے ہو"

جارج نے تار میری طرف بڑھا دیا۔ تار کا مضمون یہ تھا۔

"وہ اشخاص جن کی تفصیل تار میں دی گئی ہے۔ ریل میں نہ تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ تینوں ونڈسل پر اتر گئے ہیں وہاں تار دے دیا گیا ہے اطلاع موصول ہونے پر"

جس شخص نے یہ تار دیا ہے ضرور معقول ہو گا۔" جارج نے کہا "ونڈسل تار دے کر اس نے ہمارا

بہت سا وقت بچا لیا ہے۔ بہت جلد وہاں سے جواب آ جائے گا"

"کیا لئے چلا آ رہا ہے؟ ممکن ہے کہ ونڈسل سے تار آ گیا ہو۔"

ایک قلی ریستوران کے دروازے پر نمودار ہوا۔ اس نے جارج کو سلام کر کے ایک لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ جارج لفافہ چاک کر رہا تھا اور ہم تینوں کی نظریں اس پر گڑی ہوئی تھیں۔ جب وہ تار کا مضمون پڑھ چکا تو حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا!

"تمہارا یہ عرب اور اس کے ساتھی بڑے عجیب بلکہ پراسرار معلوم ہوتے ہیں"

جارج نے تار میری طرف بڑھا دیا۔ تار کیا تھا۔ اچھی خاصی رپورٹ تھی میں اس کا مضمون پڑھنے لگا۔ لسنگھام اور سڈلی میرے کندھوں پر سے جھانک کر تار پڑھ رہے تھے۔

"ساڑھے سات کی ریل کے آنے پر مسافروں نے اطلاع دی کہ تمام راستے کمپارٹمنٹ نمبر 8964 میں سے عجیب عجیب آوازیں آتی رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب سے ریل واٹرلو سے روانہ ہوئی ہے اس کمپارٹمنٹ میں سے چیخنے چلانے کی آوازیں آتی رہی ہیں جیسے کوئی کسی کو قتل کئے دے رہا ہے۔ اس کمپارٹمنٹ میں سے ایک عرب اور دو انگریز پلیٹ فارم پر اترے یقیناً یہی وہ تینوں تھے! جن کے متعلق ابھی ابھی تار ملا ہے۔ ان سے پوچھا گیا تو تینوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ کوئی کسی کو قتل نہ کر رہا تھا بلکہ وہ لطیفے پڑھ رہے تھے اور چیخ چیخ کر ہنس رہے تھے۔ عرب نے کھڑکی سے ٹکٹ دیتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ اپنا ارادہ بدل چکے ہیں اور سٹیشن سے آگے جانا نہیں چاہتے۔ کیونکہ کسی قسم کے جھگڑے وغیرہ کا ہمیں ثبوت نہیں ملا اور نہ ہی انہیں روکنے کی کوئی وجہ سمجھ میں آئی۔ اس لئے ان سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ انہوں نے چار پہیوں کا ایک تانگہ (جس کا نمبر ہے 59435) کرائے پر لیا۔ عرب اور اس کا ایک انگریز ساتھی اندر بیٹھ گئے۔ ان کا تیسرا ساتھی کوچوان کے ساتھ باہر بیٹھا۔ عرب نے کوچوان سے کامرشیل روڈ ایم ہاؤس چلنے کو کہا۔ تانگہ واپس آ گیا ہے۔ کوچوان نے بتایا کہ اس نے ان تینوں کو کامرشیل روڈ پر ایسٹ انڈیا پوسٹ کے قریب اس کافل سٹریٹ کے موڑ پر اتار دیا ہے۔ کوچوان کا بیان ہے کہ عرب کا وہ ساتھی جو اس کے ساتھ تانگے میں بیٹھا تھا۔ عجیب طرح کی رونی آوازیں نکالتا رہا۔ آوازیں اتنی عجیب و غریب تھیں کہ کوچوان راستہ میں تین دفعہ تانگہ روک کر اترا۔ اور یہ معلوم کرنے پیچھے پہنچا کہ نوجوان کو کیا تکلیف ہے۔ تینوں دفعہ اسے جواب ملا کہ سب ٹھیک ہے۔

کوچوان کا کہنا ہے کہ عرب کے دونوں ساتھی بے وقوف اور نا تجربہ معلوم ہوتے تھے۔ مسن بچوں کی طرح خود ہمارا بھی خیال ہے وہ کچھ نہیں بولتے البتہ جب عرب ان کے متعلق کچھ کہتا ہے تو اسی کے الفاظ دہرا دیتے ہیں اور جب ان سے کچھ پوچھا جاتا ہے تو منہ کھولے صورت تکا کرتے ہیں۔ یہ بتا دینا ضروری ہے کہ عرب اپنے سر پر ایک بہت بڑا گٹھر لئے ہوئے تھا جسے اس نے کوچوان کے زبردست احتجاج کے باوجود اپنے ساتھ تانگے میں ہی رکھا"

اس رپورٹ میں میرے لئے بڑے گہرے اور بھیانک معنی پوشیدہ تھے رپورٹ کا وہ حصہ جو چند اہم باتیں لکھی گیا تھا اس کے نزدیک شاید معمولی تھیں۔

"جارج!" میں نے کہا "تار میں اپنے پاس رکھ لیتا ہوں اطمینان رکھو۔ یہ تار میرے پاس محفوظ رہے گا۔ اس کے علاوہ اگر تم چاہو تو اس کا صحیح اقتباس حاصل کر سکتے ہو۔ لیکن پولیس کو دکھانے کے لئے اصلی تار کا میرے پاس ہونا ضروری ہے۔ اور اسکاٹ لینڈ یارڈ سے کوئی آدمی مجھے پوچھتا ہوا آئے تو اس سے بتا دینا کہ میں کامرشیل روڈ کی طرف گیا ہوں اور یہ کہ ایم ہاؤس کے تھانے کے ذریعہ میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کو ضروری اطلاعات بھجوا دوں گا۔

ایک منٹ بعد ہی ہم تینوں ایک تانگے میں سوار لندن کی سڑکوں پر سے گزر رہے تھے۔

واٹرلو سے ایم ہاؤس تک کا راستہ ویسے بھی طویل ہے لیکن جب کسی کے اعصاب تنے ہوئے ہوں اور وہ خود بے چین ہو تو راستہ اور بھی طویل ہو جاتا ہے اور منزل قریب نظر نہیں آتی۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہوئی کہ جس تانگے میں ہم سوار ہوئے اس کا گھوڑا الفیو کی ثابت ہوا۔ ایسی رفتار اور اتنے اطمینان سے چل رہا تھا کہ کبھی کسی شب گشت کا گھوڑا بھی یوں نہ چلا ہو گا۔ اس کے علاوہ تانگہ بھی چنداں آرام دہ نہ تھا۔

روانہ ہونے کے بعد تھوڑی دیر تک تو ہم تینوں اپنے اپنے خیالات میں گم بیٹھے رہے پھر لسنگھام نے جو میرے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے کہا

"مسٹر شانیل! وہ رپورٹ آپ ہی کے پاس ہے؟"

"میں دیکھ سکتا ہوں؟"

میں نے رپورٹ انہیں دے دی۔ انہوں نے ایک دفعہ، دو دفعہ اور پھر تین دفعہ اسے پڑھا۔ جب وہ رپورٹ پڑھ رہے تھے تو میں قصداً دوسری طرف دیکھ رہا تھا اس کے باوجود مجھے احساس تھا کہ وہ جیسے جیسے رپورٹ پڑھ رہے تھے۔ ان کا رنگ زیادہ سے زیادہ زرد ہوتا جا رہا تھا۔ گالوں کا گوشت پھڑک رہا تھا اور آنکھیں غم و غصہ سے پھیل گئی تھیں یہ عظیم سیاستدان جس کا علم مشہور تھا۔ مارے غصے، بے چینی اور مایوسی کے بستر یا میں جلتا ہوا عورت کی طرح ہوا جا رہا تھا۔ مارجورے کی گمشدگی لسنگھام کے لئے گویا اونٹ کی پیٹھ پر آخری تنکا ثابت ہوئی تھی۔ مجھے احساس ہوا کہ اگر لسنگھام کے اعصاب کا تناؤ کسی طرح فوراً ہی دور نہ کیا گیا تو وہ یا تو پاگل ہو جائیں گے یا پھر کوئی حرکت کر گزریں گے جو ہر انسانیت سوز ہو گی۔ اگر لسنگھام پر میرا حکم چلتا تو میں فوراً انہیں اپنے گھر چلے جانے کا حکم دیتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ گمشدہ لڑکی ان کی منگیتر تھی۔

فوراً ہی لسنگھام نے وہ سوال پوچھا جس کا میں انتظار کر رہا تھا ان کی آواز بھنچی ہوئی اور عجیب تھی۔

"مسٹر شانیل! آپ کے خیال میں وہ انگریز لڑکی کون ہے جس کے متعلق رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ وہ چیختے ہوئے غالباً [illegible] میں ہوتی ہے؟"

لسنگھام بخوبی جانتے تھے کہ یہ انگریز سوائے مارجورے کے اور کوئی نہیں لیکن غالباً وہ اپنے آپ کو اطمینان دلانے کے لئے مجھ سے اپنے اس سوال کا جواب چاہتے تھے۔

"امید ہے کہ یہ انگریز مس مارجورے لنڈن ثابت ہوں گی" میں نے جواب دیا۔ "امید ہے؟" وہ چونکے۔

"جی ہاں۔ اور اس کا مجھے یقین ہے کہ چند گھنٹوں بعد ہی وہ آپ کی آغوش میں ہوں گی۔"

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو"

میں لسنگھام کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ کر سکا کیونکہ ان کی رندھی ہوئی آواز سے پتہ چل گیا تھا کہ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ سڈنی بدستور خاموش، باہر کھڑکی میں سے گردن نکالے سامنے کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہاں دنیا کی حسین ترین لڑکی کھڑی ہو۔

چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد لسنگھام نے گویا اپنے آپ سے کہا

"لوگوں کا کہنا تھا کہ ریل کے ڈبے میں سے چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں پھر کوچوان نے بھی کہا کہ تانگے میں سے جیسے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ خدا جانے اس ظالم نے کیا کیا ہو گا مارجورے کے ساتھ؟"

یہی وہ موضوع تھا جس کے متعلق میں سوچنا بھی نہ چاہتا تھا یہی ایک خیال کہ ایک معصوم لڑکی اس شیطان کے رحم و کرم پر تھی۔ کسی کو بھی لرزا دینے کے لئے کافی تھا۔ مس لنڈن ایک بھیانک اور ظالم مشرقی کے ساتھ ایک تانگے میں اکیلی تھی اور لندن جیسے آباد شہر کی سڑکوں پر بے یار و مددگار تھی لیکن سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ وہ کسی کو مدد کے لئے پکار نہ سکتی تھی اور اس سے بالکل بے بس تھی۔ لیکن وہ کون تھا جس میں خدا جانے کیا تھا۔ خدا جانے کیا گزر رہی ہوگی اس لڑکی پر کہ وہ ریل میں یوں چیخی اور تانگے میں روئی تھی؟"

یہ موضوع ایسا تھا جس کے متعلق سوچنا بھی کم سے کم اس وقت مناسب نہ تھا کیونکہ عجیب عجیب طرح کے اندازے کسی بھی آدمی کو بے چین کر سکتے تھے۔ لسنگھام کی حالت تو ویسے بھی نیم پاگلوں کی سی ہو رہی تھی چنانچہ اب یہ میرا فرض ہو گیا تھا کہ ان کے خیالات کو کسی اور طرف موڑ دوں۔

"مسٹر لسنگھام! آج رات آپ کو دارالعوام میں تقریر کرنی ہے نا؟"

"ہاں۔ کرنی تو ہے لیکن میں نہ جاؤں گا"

"یہ تو کوئی اچھی بات نہ ہوگی دارالعوام میں آپ کی غیر موجودگی سے ممکن ہے الٹی سیدھی افواہیں پھیلنے لگ جائیں۔ آپ نے اپنی غیر حاضری کی وجہ بتائی ہے کسی کو؟"

"کس کو بتاتا؟"

"چنانچہ بہتر ہو گا کہ آپ دوسرا تانگہ کر کے دارالعوام پہنچ جائیے۔ مجھ پر اعتبار کیجئے میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے جانے کے فوراً بعد آپ ایک خوشخبری سنیں گے"

لسنگھام نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا اور بولے۔

"آپ معاملہ فہم اور عقلمند ہونے کے باوجود مجھے کیا مشورہ دے رہے ہیں [illegible]

رہے ہیں۔ کیا اس حالت میں تقریر کر سکوں گا؟"

انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

"مسٹر شانیل! آپ جانتے ہیں کہ اس وقت میں پاگل پن کی سرحد پر کھڑا ہوا ہوں؟ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت مجھ پر کیا گزر رہی ہے؟ میں بظاہر آپ کے ساتھ اس شیطان کا تعاقب کر رہا ہوں لیکن میں تصور کی نظروں سے ایک بھیانک منظر دیکھ رہا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اسی معبد میں مسلوں کے انبار پر بے ہوش پڑا ہوا ہوں۔ وہ لڑکی۔ جس نے ایک رات مجھے گیت سنائے تھے میرے قریب بیٹھی ہوئی ہے اور قربان گاہ پر مارجورے کو زندہ جلایا جا رہا ہے۔ میرے خدا! میں اس کی چیخیں سن رہا ہوں"

میں لرز گیا تاہم اپنے جذبات پر قابو حاصل کرتے ہوئے بولا

"مسٹر لسٹاھام! میں آپ کو زبردست قوت ارادی کا مالک سمجھے ہوئے تھا لیکن معاف کیجئے گا آپ تو بے حد کمزور آدمی ثابت ہوئے ہیں۔ اس سے زیادہ آپ کا تصور بھی ایسا مریضانہ ہے کہ آپ کسی توہم پرست عورت کو بھی مات کئے دے رہے ہیں۔ ایسی مایوسانہ باتیں آپ کو زیب نہیں دیتیں میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد آپ کی منگیتر آپ کی آغوش میں ہوگی"

"ہاں۔ لیکن کون سی منگیتر؟" وہی جسے میں جانتا تھا بالکل بدلی ہوئی؟"

"کیا وہ وہی مارجورے ہوگی یا ایک پاگل ... جو کسی کو نہ پہچان سکے گی اور جسے کچھ یاد نہ ہوگا۔ بتاؤ! میں اور وہ کس مارجورے سے ہوں گے؟"

یہی سوال میں خود اپنے آپ سے پوچھ رہا تھا۔ اگر ہم مارجورے کو بچا لینے میں کامیاب ہو گئے تو ہم اسے کس حال میں پائیں گے؟ یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب میں باوجود کوشش کے حاصل نہ کر سکا۔ لسٹاھام کو تسلی دینے کے لئے مجھے جھوٹ کا سہارا لینا پڑا۔

"مس لنڈان ذرا خوف زدہ اور گھبرائی ہوئی ہوں گی اور یہی وہ وہی مارجورے ہوں گی جن سے آپ کی نسبت ہوئی ہے تندرست حسین اور خوش مزاج"

"یہ تو آپ مجھے بہلانے کے لئے کہہ رہے ہیں اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے کہیے کیا مارجورے میں ابھی ... ہوگی؟ کیا اس کا حسن اسی طرح اور اس کے حواس بدستور قائم رہے ہوں گے"

ایک بار پھر میں نے جھوٹ بولا۔ کیونکہ لسٹاھام کے اعصاب کو سکون پذیر کرنا ضروری تھا۔

"جی ہاں یہ میں یقین سے کہہ رہا ہوں"

"تو معاف کیجئے آپ جھوٹ بول رہے ہیں"

"مسٹر لسٹاھام!"

"جی ہاں۔ آپ جھوٹ بول رہے ہیں میں نہ بچہ ہوں اور نہ بیوقوف میں آپ کے چہرے سے آپ کے جذبات اور خیالات کا اندازہ لگا سکتا ہوں۔ آپ کے چہرے سے اس وقت جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے ... پریشان بلکہ ... آپ ایک شریف آدمی ہیں ... جھوٹ بولنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔ سچ سچ بتائیے۔ جب آپ مارجورے کو بچا لیں گے ... تو کیا وہ پہلے

والی مارجورے کی بگڑی بلکہ بگاڑی ہوئی تصویر نہ ہوگی؟۔ کیا وہ وہی مارجورے ہوگی جس سے میں نے محبت کی تھی؟"

"اگر مان بھی لیا جائے کہ خدانخواستہ ایسا ہی ہوگا جیسے کہ آپ کہتے ہیں تب بھی اس کے متعلق اس وقت گفتگو کرنے یا اندازے قائم کرنے سے کیا فائدہ؟"

"کوئی فائدہ نہیں بے شک کوئی فائدہ نہیں یوں سمجھئے یہ ایک طرح کا شوق تجسس ہے بہرحال مسٹر شانیل! آپ مجھے دھوکا دینے اور مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش نہ کریں۔ میری زندگی برباد ہونا تھی سو ہو چکی۔ اب نہ میں کچھ کر سکتا ہوں اور نہ آپ اب مجھے حقائق کا مقابلہ کرنے دیجئے خواہ وہ کتنے ہی تلخ کیوں نہ ہوں"

میں خاموش رہا۔

لسٹاھام نے اپنے ماضی کی جو وحشت انگیز کہانی سنائی تھی وہ ان واقعات پر روشنی ڈالتی تھی جو تقریباً تین سال پہلے ہوئے تھے اور اب تک ایک معمہ بنے ہوئے تھے ان واقعات کی نہایت تفصیلی رپورٹ میرے پاس اب بھی موجود ہے۔ تین سال پہلے جو کچھ ہوا تھا اسے یہاں مختصراً بیان کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔

ایک خاندان کے تین افراد دو لڑکیاں اور ایک لڑکا جو آپس میں بہن بھائی تھے سیاحت کے شوق میں اپنے گھر سے نکلے لڑکا اپنی دونوں بہنوں سے عمر میں کم تھا۔ اور تینوں انگلستان کے ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ تینوں نوجوان تھے اور یہ عمر میں پروا ہی ... جس دن وہ قاہرہ پہنچے اسی دن شام کو انہوں نے قاہرہ کے ایک محلے میں جانے کی ٹھانی۔ اس محلے میں ... اور وہ لوگ رہتے تھے جو کہتے ہیں کہ مصر قدیم کے کسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لوگوں نے انہیں وہاں نہ جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن انہوں نے کسی کی ایک نہ سنی۔

چنانچہ وہ وہاں گئے اور واپس نہ آئے دونوں لڑکیاں تو نہ ملیں البتہ تھوڑے عرصے کے بعد لڑکا مل گیا جو اپنے آپ میں نہ تھا۔ جب وہ واپس نہ آئے تو کافی بھاگ دوڑ کی گئی جو بے نتیجہ رہی۔

ان کی ماں جو لندن میں تھی۔ بہت زیادہ پریشان تھی۔ کیونکہ اسے اپنے بچوں کی طرف سے ایک تار ملا تھا۔ جس میں انہوں نے قاہرہ پہنچ جانے کی اطلاع دی تھی لیکن اس تار کے بعد ان کا کوئی تار نہ آیا آخر ان کی ماں نے قاہرہ کی پراسرار ہستیوں سے خط و کتابت کی اور اسے ... کا جواب ملا کہ اس کے بچوں کا کوئی پتہ نہیں۔

ان تینوں کی تلاش کی گئی۔ قاہرہ کی پولیس نے اس محلے کا جہاں وہ تینوں غائب ہوئے تھے چپہ چپہ چھان مارا لیکن ان تینوں کا کوئی سراغ نہ ملا پولیس تھک ہار کر بیٹھ رہی اور ان تینوں کی گمشدگی ایک ناقابل حل معمہ بنی رہی۔ اس واقعے کے کوئی تین مہینے بعد چند عرب ایک نوجوان کو انگریزی سفارت خانہ پر لے آئے اور انہوں نے بتایا کہ یہ نوجوان انہیں ریگستان میں برہنہ اور نیم جان پڑا ملا تھا یہ نوجوان ان دو گمشدہ لڑکیوں کا بھائی تھا۔ جیسا کہ ان عربوں نے کہا تھا۔ نوجوان نیم جان بلکہ موت کی سرحد پر تھا اسے ہسپتال میں داخل

کر دیا گیا اس کے منہ سے مبہم فقرے نکل رہے تھے جن سے اس واقعہ کا کچھ اندازہ لگایا گیا جو اس سے اور اس کی بہنوں کے ساتھ ہوا تھا۔

اس نے بے ہوشی کے عالم میں جو کچھ کہا تھا اسے شارٹ ہینڈ میں لکھ لیا گیا بعد میں اس کا یہ مبہم اور غیر مربوط بیان مجھے دے دیا گیا۔ مجھے اس نوجوان کے بیان کا ایک فقرہ یاد تھا۔ اور جب لسنکھام نے اپنی کہانی سنائی تو اس نوجوان کی حالت اور اس کی بہنوں کی گمشدگی کا معمہ حل ہو گیا۔ اب اس نوجوان کا بیان میں نے لسنکھام کو سنا دیا ہوتا تو وہ فوراً اس بات کا اعتراف کر لیتے کہ قاہرہ میں ان کے ساتھ جو واقعہ ہوا تھا اس کے کوئی سترہ سال بعد ایک نوجوان کے ساتھ بھی بالکل یہی واقعہ ہوا تھا اور اس نے بھی وہی اذیت برداشت کی تھی۔ جو خود لسنکھام نے برداشت کی تھی اور اس نے بھی وہی خون منجمد کر دینے والے مناظر دیکھے تھے جو لسنکھام نے۔

وہ نوجوان بے ہوشی کے عالم میں کسی "دار العقوبت" کے متعلق بکتا رہا تھا جو یقیناً اسی معبد کا کوئی کمرہ تھا جہاں مسٹر لسنکھام کو رکھا گیا تھا اس کے علاوہ اس نوجوان نے کسی عفریت پیکر عورت کا بھی ذکر کیا تھا جس سے وہ اتنا سہما ہوا تھا کہ جب بھی وہ اس عورت کے متعلق کچھ کہتا اس کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ اس کے اعضاء اینٹھنے لگتے اور وہ پاگلوں کی طرح چیخنے لگتا تھا پھر ڈاکٹروں اور نرسوں کی ان تھک کوششیں بھی اسے عجیب و غریب دورے سے نجات نہ دلا سکتی تھیں اکثر اوقات وہ نام لے لے کر اپنی بہنوں کو پکارنے لگتا تھا اور ایسی آواز میں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی بہنوں کو کسی ناقابل بیان عذاب میں مبتلا دیکھ رہا ہے لیکن ان کی مدد کے لئے وہ انگلی بھی نہ ہلا سکتا ہو۔

یکایک وہ بستر میں اٹھ بیٹھتا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر چیختا۔ وہ میری بہنوں کو جلا رہے ہیں۔ زندہ جلا رہے ہیں شیطان ظالم اور یہ وہ وقت ہوتا جب ہسپتال کا عملہ اسے پکڑے رکھتے لیکن۔ وہ انہیں دھکیل دھکیل کر بھاگنے کی کوشش کرتا۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس وقت اس میں عجیب طاقت آ جاتی تھی۔

اسی قسم کے ایک دورے میں اس نوجوان کی روح پرواز کر گئی اور اس کی بہنوں کی گمشدگی ایک معمہ بنی رہی۔ نوجوان مرحوم نے ایک بات بھی ایسی نہ کہی تھی جس کے ذریعے صحیح اندازہ لگایا جا سکے۔ جن لوگوں نے نوجوان کی حالت دیکھی انہوں نے کہا تھا کہ خدا کو اس پر رحم آ گیا کہ اس کے لئے موت بھیج دی ڈاکٹر اور نرسیں دعائیں مانگا کرتی تھیں کہ اسے اٹھا لے کیونکہ علاج ناممکن تھا اور اس کی حالت کسی سے دیکھی نہ جاتی تھی۔

نوجوان کی موت کے بعد مصر میں عجیب عجیب افواہیں پھیلی رہی تھیں لوگوں نے کہا کہ ملک [illegible] میں کوئی ایسا قبیلہ موجود ہے جو قبل از تاریخ کے کسی خونی مذہب کا پیرو ہے۔ اور جو اپنے دیوتاؤں پر انسانوں کو بھینٹ چڑھاتا ہے ان افواہوں نے رفتہ رفتہ یقین کی صورت اختیار کر لی اور پورے ملک میں خوف و ہراس کی ایک عام لہر دوڑ گئی۔

ابھی یہ افواہیں گرم تھیں کہ ایک شخص [illegible] سفارت خانے میں حاضر ہوا۔ اس نے بتایا کہ وہ [illegible] سے فرار ہو کر آیا ہے ایک قبیلہ کا فرد ہے اور اس قوم سے واقف ہے جس کے متعلق ان [illegible]

جب اس نے یہ تو اقرار نہ کیا کہ وہ اسی قوم کے مذہب کا پیرو ہے تاہم اس نے بتایا کہ وہ ایک سے زیادہ مرتبہ ان کی مذہبی رسومات میں شریک ہو چکا ہے اس نے بتایا کہ یہ بت پرست نوجوان عیسائی لڑکیوں کو عموماً اور انگریز لڑکیوں کو خصوصاً قربان گاہ پر زندہ جلا دیتے ہیں۔ اس نے قسم کھا کے کہا کہ خود اس نے اپنی آنکھوں سے کئی دفعہ انگریز لڑکیوں کو زندہ جلتے دیکھا ہے اس نے مذہبی رسومات کی جو تفصیل بیان کی وہ لرزہ خیز تھی۔

اس نے کہا کہ اگر اسے مناسب انعام دیا جائے تو وہ سپاہیوں کے ایک دستے کو اس مقام تک لے جائے گا۔ جہاں بت پرستوں کا اڈہ ہے اس نے بتایا ہے کہ چند دن بعد ہی وہ بت پرست مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے معبد میں جمع ہونے والے ہیں چنانچہ اس نے کہا وہ عین اسی وقت سپاہیوں کو وہاں پہنچا دے گا۔ جب وہ رسومات ادا ہو رہی ہوں گی۔

اس کی یہ پیشکش قبول کر لی گئی اس شخص کو رہنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا گیا ایک محافظ اس شخص کے ساتھ کمرے میں موجود رہتا تھا اور دوسرا کمرے کے باہر پہرہ دیا کرتا تھا۔ اسی رات ایک عجیب واقعہ ہوا۔ وہ محافظ جو کمرے کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ یکایک چیخیں سن کر چونکا۔ یہ چیخیں اسی کمرے میں سے آ رہی تھیں جس میں اس شخص کو رکھا گیا تھا جو سپاہیوں کی راہبری کرنے والا تھا محافظ نے آوازیں دے کر دوسرے سنتریوں کو بلایا۔ بڑی کوششوں کے بعد وہ دروازہ توڑ کر کمرے میں داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر دم بخود رہ گئے کہ وہ محافظ جو کمرے میں تھا پاگل ہو چکا تھا۔ چند روز بعد وہ محافظ پاگل خانے ہی میں مر گیا اور وہ شخص جس نے سپاہیوں کی رہبری کا وعدہ کیا تھا۔ مرا پڑا تھا۔ کمرے میں صرف ایک کھڑکی تھی جس میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور وہ اندر سے بند تھی کسی کی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ خونی کس طرف سے اور کس طرح کمرے میں داخل ہوا۔ جن لوگوں نے اس کی لاش کو دیکھا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ کسی انسان نے نہیں بلکہ کسی خونخوار درندے نے یا جانور نے اس کی جان لی ہے۔ اس لاش کی تصویریں لی گئیں ایک تصویر اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے۔ اس تصویر میں لاش کے گلے پر اور زیر ناف خراشیں اور زخم کے نشانات صاف دیکھے جا سکتے ہیں ٹھوڑی کی ہڈی پارہ پارہ جلد سے پھٹ گئی ہے اور چہرے پر سے گوشت نوچ لیا گیا ہے۔

یہ واقعہ تین سال پہلے ہوا تھا جو ایک معمہ بنا رہا لیکن بعد کے بظاہر معمولی واقعات نے مجھے پھر اس کی طرف متوجہ کر دیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا اس شخص نے جو سپاہیوں کی رہبری کرنے والا تھا جو کچھ کہا تھا اس میں تھوڑی بہت حقیقت ضرور ہے اور یہ ممکن ہے کہ اس خونی مذہب کے پیرو اب بھی انگریز لڑکیوں کو اٹھا لے جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ لڑکیوں کی گمشدگی کا سلسلہ اب تک جاری ہو اور ہو سکتا ہے کہ مصر کے کسی دور افتادہ ویران خطے میں لڑکیوں کو اب بھی زندہ جلایا جاتا ہو۔ ابھی میں کسی نتیجے پر نہ پہنچ پایا تھا کہ پال لسنکھام اپنی کہانی لے کر میرے پاس آئے مشہور و معروف لسنکھام کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ محض ان کے دماغ کی اختراع ہے سراسر ناانصافی ہے چنانچہ لسنکھام نے جو کچھ کہا کہ وہ حقیقت ہے بے شک دنیا میں ایک ایسی قوم موجود ہے جو کسی قدیم دیوتا کو پوجتی اور انسانوں کو بھینٹ چڑھاتی ہے چنانچہ لسنکھام کی کہانی نے دو بہنوں کی گمشدگی اور اس شخص کی جو عجیب و پُراسرار طریقے سے مرا تھا۔ موت کے پُراسرار پردے سے ایک حد تک پردہ اٹھا دیا تھا۔ وہ جاندار جسے اس شخص نے عرب کہا اور جسے شناخت کے

لئے خود میں نے بھی اپنے اسی روزنامچے میں عرب لکھا تھا۔ یقیناً عرب نہیں ہے اور نہ ہی اس کا نام محمد اخیر ہے یہ جاندار جو غالباً اپنا روپ بدل سکتا ہے یقیناً اسی شیطانی گروہ کا بھیجا ہوا ہے اور شیطانوں کے اسی بہت سے آیا ہے جو ان کا معبد ہے۔ یہ سوال دوسرا ہے کہ وہ کون سے مقصد کے تحت انگلستان میں وارد ہوا ہے غالباً اس کا ایک مقصد تو سنگھام کو پوری طرح برباد کرنا ہے جسمانی روحانی اور ذہنی طور پر اور دوسرا مقصد شکار حاصل کرنا ہے تاکہ اسے بھینٹ چڑھایا جا سکے۔ اس لئے کہ قربان گاہ کے شعلوں میں کافی عرصہ سے کوئی لڑکی جلتی نظر نہیں آئی۔ چنانچہ مس ہنڈن کا اسی لئے اغوا کیا گیا ہے۔ اس جاندار کو احساس ہے بلکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے چنانچہ وہ اپنے شکار کے ساتھ فرار ہو رہا ہے۔ نہایت عجلت میں بھاگا جا رہا ہے کہ کسی بھی طرح اپنے شکار کو لے کر لندن سے نکل جائے اور اس کے لئے وہ جائز و ناجائز طریقہ استعمال کرنے سے دریغ نہ کرے گا اور نہ کر رہا ہے۔

اس خیال سے ہی میرا خون منجمد ہونے لگتا ہے کہ مارجورے جیسی لڑکی اس کے قبضہ میں ہے۔ میرا پہلا اور آخری فرض اسے بچانا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اپنی فیس وغیرہ کی پرواہ نہیں ہے۔ میں مارجورے کو اس ظالم کے پنجے سے چھڑانا چاہتا تھا اور بس۔ تانگے کی رفتار سست ہوئی اور کوچوان نے جھک کر ہمیں اطلاع دی۔

"صاحب! کامرشیل روڈ کہاں اترنا ہے آپ کو؟"

"لائم ہاؤس"

کوچوان نے ہمیں لائم ہاؤس پہنچا دیا۔ میں سیدھا اس انسپکٹر کی طرف چلا جو ٹکٹ گھر کی کھڑکی میں سے ہماری طرف جھانک رہا تھا۔

"میرا نام شاٹیل ہے" میں نے کہا۔ آج رات اسکاٹ لینڈ یارڈ کی طرف سے آپ کو کوئی خاص اطلاع تو موصول نہیں ہوئی؟"

"آپ کا مطلب ایک عرب سے تو نہیں ہے؟"

"جی ہاں اسی کے متعلق"

"کوئی آدھ گھنٹہ پہلے ہمیں بذریعہ ٹیلی فون ایک پیغام ملا ہے"

"اسکاٹ لینڈ یارڈ کو اطلاع دینے کے بعد ازال سٹیشن سے ہمیں یہ رپورٹ بھجوائی گئی ہے آپ بتا سکتے ہیں کہ اس شخص کو جس کا حلیہ اس رپورٹ میں درج ہے آپ کے عملے کے کسی شخص نے دیکھا یا اس سے متعلق پوچھتا ہے؟"

میں نے انسپکٹر کو وہ رپورٹ دے دی جو میرے پاس تھی۔

"میں معلوم کرتا ہوں"

"اٹھا اور دروازے میں سے گزر کر گزشتہ کمرے میں چلا گیا رپورٹ بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔

"معاف کیجئے گا صاب۔ لیکن آپ کون سے عرب کا ذکر کر رہے ہیں انسپکٹر صاحب سے"

یہ سوال پوچھنے والا وہ شخص تھا جو کہ قریب ہی ایک بینچ پر بیٹھا ہوا تھا اس کے قریب ہی پولیس کا ایک آدمی

ڈٹا ہوا بیٹھا تھا۔ جو یقیناً اس شخص کو پکڑ کے لایا تھا۔ اور اب اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ یہ شخص جس نے سوال پوچھا تھا۔ اسی گروہ سے معلوم ہوتا تھا جو جرائم پیشہ ہے۔

"یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"معاف کیجئے گا جناب۔ لیکن کوئی ایک گھنٹہ (گھنٹے) پہلے میں نے ایک عرب کو دیکھا تھا۔ کم سے کم وہ عرب ہی معلوم ہوتا تھا۔"

"کیسا تھا وہ" ۔ میں نے پوچھا۔

"یہ تو صاب میں نہیں بتا سکتا کیونکہ میں نے اس کے چہرے کی طرف ٹھیک سے نہ دیکھا تھا۔ لیکن یہ تو میں نے بھی دیکھا کہ وہ اپنے سر پر یہ بڑا گٹھر ہوئے تھا بات یوں ہوئی کہ میں اس طرح چلا آ رہا تھا کہ ایک موڑ پر میرا اس کا سامنا ہو گیا میں نے اس وقت تک نہ دیکھا جب تک کہ وہ میرے سر پر نہ آ گیا سو یوں ہوا صاب کہ میں اس سے ٹکرا گیا اس نے مجھے دھکا دیا اور میں سڑک پر گر کر چت پٹ اور اس سے پہلے کہ میں سمجھتا کہ یہ سالا اس دم سے کیا ہو گیا وہ جیسے سڑک کے آخری سرے پر پہنچ گیا تھا۔ یہ تم کو یقین ہے کہ وہ اپنے سر پر ایک گٹھر لئے ہوا تھا" "ہاں صاب اتنا بڑا گٹھر تھا کہ وہ سالا اندھا بھی دیکھ لے اور میں نے تو اسے اچھی طرح سے دیکھا تھا کیونکہ میں اس کے سامنے چت پٹ پڑا تھا۔ اس لئے کہ جاہر ہے کہ میری نجر آسمان کی طرف تھی۔ صاب اس گٹھر نے تو سالے آسمان کو بھی چھپا دیا تھا" "تم نے کیا کہا کب اور کہاں دیکھا تھا اسے؟"

"کوئی ایک گھنٹہ پہلے"

"کہاں تھا وہ؟"

"مجھے تو ایسا معلوم ہوا کہ ایک آدمی اس کے ساتھ تھا۔ کم سے کم ایک آدمی اس سالے کے پیچھے چل رہا تھا۔ اب میں یہ نہیں جانتا کہ وہ اس عرب کا یار تھا یا کوئی اور۔ آپ ان پولیس والوں سے پوچھئے۔ ان لوگ سب جانتے ہیں۔" چنانچہ میں پولیس والے کی طرف گھوم گیا۔

"یہ صاحب کون ہیں؟" میں نے پولیس والے سے قیدی کی طرف اشارہ کیا۔

"جناب اس کو شک میں پکڑا گیا ہے۔ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو اس بدمعاش کی باتوں پر دھیان نہ دیتا۔ میرے خیال میں تو جھوٹ بولنا اس کی عادت ہے" پولیس کی صاف گوئی نے اس شخص کو جوش دلا دیا۔ وہ خفا ہو کے بولا "سنا تم نے صاب؟ یہ لوگ سمجھتے ہیں اور سمجھتے نہیں بس سالے اپنی ہی ہانکے جاتے ہیں۔ کیا جانتے ہو تم میرے بارے میں؟ کچھ نہیں۔ کچھ نہیں جانتے۔ اب آپ میری مانیں یا نہ مانیں میرے کیا میں نے جو کہا ہے سالا سچ ہے۔"

ٹھیک اسی وقت انسپکٹر صاحب اپنی کھڑکی میں نمودار ہوئے۔

"یہ کیا گڑبڑ مچا رکھی ہے" انہوں نے آتے ہی اس شخص کو ڈانٹ پلائی جو بنچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور عرب کے متعلق اطلاعات دے رہا تھا۔ پھر انہوں نے مجھے مخاطب کیا "جناب ہمارے کسی بھی آدمی نے اس عرب کو نہیں دیکھا آپ کہیں تو میں اپنا ایک آدمی آپ کے ساتھ کر دوں آپ اس کی مدد سے اپنے طور پر

تحقیقات کر سکتے ہیں۔

دفعتہً ایک آوارہ صورت نوجوان جو ننگے سر اور ننگے پاؤں تھا بھاگتا ہوا آیا اور پھولے ہوئے سانسوں کے درمیان کہا۔

"پولیس صاحب! ایک خون ہو گیا ہے۔ ایک عرب نے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔"

پولیس صاحب نے آگے بڑھ کے اس نوجوان کا کندھا پکڑ لیا۔ "کیا کہا! کیا کہا؟"

نوجوان نے ایک جھٹکے ساتھ اپنا کندھا چھڑایا اور غصے سے کہا۔ "ہاتھ ہٹاؤ مجھ کو کیوں پکڑتے ہو۔ میں نے کیا کیا ہے الٹا میں تو خبر دینے آیا ہوں۔"

انسپکٹر صاحب گھوڑے میں سے جھانک کر گویا ہوئے۔

"کیا کہا ہے اس نے؟ کیا کہا تم نے کیا ہوا ہے؟"

"خون ہو گیا ہے ایک۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔" پرے ڈائز چیپل مسز جینڈرسن کے مکان میں ایک عرب آیا تھا وہاں کمرہ کرایہ پر لیا اور کسی کو مار کر چلا گیا"

انسپکٹر صاحب میری طرف گھوم گئے۔

"اگر یہ لڑکا غلط نہیں کہہ رہا تو یہ خون اسی عرب نے کیا ہے جس کی آپ کو تلاش ہے۔ میرا ابھی یہی خیال تھا اور لسنکھام اور سنڈنی کا بھی یہی خیال تھا۔ سنڈنی نے آگے بڑھ کے اس نوجوان کی قمیض کا کالر قریب سے پکڑ لی" وہ آدمی کیسا ہے جس کا خون کیا گیا ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا کیونکہ میں نے اسے نہیں دیکھا۔ مسز جینڈرسن نے مجھ سے کہا۔ مسٹر برگی۔ ایک آدمی کا خون ہو گیا ہے۔ اس عرب نے جس نے کوئی آدھے گھنٹے پہلے میرے یہاں کمرہ کرایہ پر لیا تھا۔ خون کر دیا ہے کسی کا اور لاش کمرے ہی میں چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ تم جا کر پولیس کو خبر دو۔" چنانچہ میں خبر دینے آ گیا۔

ہم تینوں مع انسپکٹر کے اس تانگہ میں بیٹھ گئے جو ہمارے پہ منتظر کھڑا تھا۔ تانگہ مسز جینڈرسن کے مکان کی طرف چلا۔ پولیس کا ایک آدمی اور مسٹر برگی تانگے کے پیچھے پیچھے پیدل آ رہے تھے "مسز جینڈرسن نے اپنے مکان میں ایک چھوٹی سی سرائے کھول رکھی ہے اور اس سرائے کا نام جہاز رانوں کا گھر رکھا ہے لیکن بڑی واہیات جگہ ہے وہ بھی کوئی شریف آدمی آپ کو وہاں نہ ملے گا" انسپکٹر نے کہا۔

پرے ڈائز چیپل سٹیشن سے کوئی تین چار سو گز دور تھا۔ اندھیرے میں جتنا کچھ دیکھا جا سکا اس سے معلوم ہوا کہ مکانوں کی ایک لمبی قطار کا نام پرے ڈائز چیپل تھا۔ سارے کے سارے مکان ایک منزلہ تھے اور اونچی چوکی پر بنائے گئے تھے ہر مکان کے دروازے سے سڑک کے کنارے تک پتھر کا زینہ گیا تھا۔

ایک مکان کے دروازے میں ایک بڑھیا کھڑی ہوئی تھی۔ یہ محترمہ مسز جینڈرسن تھیں۔ بڑی بی نے ناک بھوں چڑھا کر ہمارا استقبال کیا تو آ گئے تم لوگ میرا خیال تھا کہ تم لوگ نہ آؤ گے۔ بڑی بی نے انسپکٹر کو پہچان لیا "اچھا تو یہ تم فلپ ہو؟" پھر بڑی بی کی نظر ہم پر پڑی اور وہ حیرت سے چند قدم پیچھے ہٹ کر بولیں یہ کون لوگ ہیں یہ تو پولیس کے آدمی معلوم نہیں ہوتے؟

مسٹر فلپ نے بڑی بی کے اس سوال کا جواب بڑے اکھڑ پن سے دیا۔

"کوئی بھی ہوں اس سے تم کو کیا؟ یہ کسی کے خون وغیرہ کا کیا قصہ ہے؟"

"ہشت!" بڑی بی نے ناک میں انگلی رکھ کر کہا۔ آہستہ بولو اب تک کسی کو معلوم نہیں کہ یہاں خون ہو گیا ہے۔ میرے یہاں شریف لوگ آتے اور کمرے کرایہ پر لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نہیں چاہتی کہ انہیں معلوم ہو کہ پولیس آئی ہے میرے یہاں"

"یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ تمہارے یہاں زمانہ بھر کے شریف قیام کرتے ہیں" فلپ نے طنزاً کہا۔

اور اب ہم مسز جینڈرسن کی راہبری میں ایک ایسا زینہ چڑھ رہے تھے کہ جو مرمت طلب تھا۔ ایک تو زینہ خود چھوٹا تھا اور پھر روشنی نا کافی۔ چنانچہ ٹھوکریں کہا تا از پی تھا اور ہم ٹھوکریں کھا رہے تھے۔

بڑی بی اوپری منزل کے ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر رک گئیں۔ اپنے ڈھیلے ڈھالے کپڑوں کی کسی خفیہ جیب میں سے انہوں نے ایک چابی برآمد کی انہوں نے دروازہ کھولا اور اب ہم کمرے میں تھے۔

منہ دھونے کی ٹوٹی ہوئی تپائی کے ایک کونے پر تنہا موم بتی جل رہی تھی تپائی کے قریب لوہے کا زنگ آلود پلنگ تھا جس پر میلی چادر اور کچھ کپڑے بے ترتیب پڑے ہوئے تھے۔ پلنگ کے قریب ہی ایک نہایت تاریخی قسم کی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ جس کی بیٹھک میں ایک بہت بڑا سوراخ نظر آ رہا تھا۔ دیوار سے ایک ٹوٹا ہوا آئینہ ٹنگا ہوا تھا۔ اور دو طاقوں میں پتھر کے میلے اور شکستہ گلدان رکھے ہوئے تھے۔ ان میں پھول نہ تھے۔ اس کمرے میں نہ تو ہمیں لاش نظر آئی اور نہ ہی تشدد کے آثار۔

انسپکٹر فلپ غصے سے پھنکارتے بڑی بی کی طرف گھوم گئے۔

"یہ کیا مذاق ہے؟ مجھے تو یہاں کچھ نظر نہیں آ رہا؟"

"پلنگ کے پیچھے ہے۔ میں نے اسے چھوا تک نہیں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تم لوگ بال کی کھال نکالتے ہو۔"

ہم چاروں نہایت تیزی سے آگے بڑھے۔ میں اور سنڈنی پلنگ کے سرہانے کی طرف پہنچے اور فلپ اور لسنکھام پلنگ پر ہاتھ ٹیک کر آگے کی طرف جھک گئے۔

اور پلنگ اور دیوار کے بیچ میں لاش پڑی تھی۔

اور لاش کو دیکھتے ہی سنڈنی کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

"میرے خدا یہ تو ہالٹ ہے"

"شکر ہے کہ یہ لاش مارجوری کی نہیں"

میں نے پلنگ کو گھسیٹ کر کمرے کے بیچ میں رکھا اور لاش کے قریب اکڑوں بیٹھ گیا۔ مقتول جوان عمر کا نہایت نفیس سوٹ اور سفید قمیض پہنے ہوئے تھا کپڑوں سے وہ کسی امیر گھرانے کا فرد معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کا نحیف و نزار جسم اس بات کا پتہ دے رہا تھا کہ اس کے دن فاقے کرتے گزر رہے تھے۔ اس کے بدن پر گوشت گویا نام کو نہ تھا۔ وہ ہڈیوں اور جلد کا مجموعہ تھا۔ اور جس طرح اس کے گالوں میں گہرے گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ آنکھیں حلقوں میں بہت گہری دھنسی ہوئی تھیں اور ناک بھی ایک ڈنڈی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے کندھوں کے نیچے اپنے ہاتھ رکھ کر میں نے اسے اٹھایا تو وہ آسانی سے اٹھ گیا۔ لاش پر کی طرح ہلکی تھی۔

"اب یہ ایک مسئلہ ہے۔ کہ اس شخص کا خون کیا گیا ہے یا نہیں؟"

"کیا مطلب؟"

"یہ اس کی گردن پر کیا ہے؟" انسپکٹر فلپ نے پوچھا۔ وہ بھی میرے قریب اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ مقتول کی گردن کے دونوں طرف دو گہری گہری لکیریں تھیں یہ خراشیں معلوم ہوتی تھیں اس میں کوئی شک نہیں کہ خراشیں گہری تھیں۔ لیکن ان خراشوں سے اس کی موت واقع نہیں ہوئی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان خراشوں نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ ایک تو یہ بھوکا تھا اور پھر شاید بے حد تھکا ہوا بھی اس پر سے یہ خراشیں۔ چنانچہ یہ مر گیا۔ اس کی جیبوں میں ہے کچھ؟ بہتر ہوگا کہ ہم اسے اٹھا کے پلنگ پر ڈال دیں۔"

ہم نے لاش اٹھا کے پلنگ پر ڈال دی۔ جب انسپکٹر اس کی جیبوں کی تلاشی لے رہے تھے اور کسی جیب میں کچھ نہ تھا تو ایک شخص جس کی گھنی داڑھی تھی۔ بگولے کی طرح کمرے میں داخل ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ داڑھی والے صاحب مقامی پولیس سرجن ڈاکٹر کالسپ تھے انکو بلانے کے لئے ایک آدمی اسی وقت دوڑ گیا تھا۔ جب ہم لائبریری سے روانہ ہو رہے تھے۔ لاش کے معائنہ کے بعد انہوں نے جو پہلی بات کہی وہ ہم سب کو چونکا دینے کے لئے کافی تھی۔ "یہ مرا نہیں ہے تم نے اسی وقت مجھے کیوں نہ بلا بھیجا؟"

جب یہ واقعہ ہوا۔ یہ سوال مسز ہنڈرسن سے پوچھا گیا تھا۔

"میں نے اسے چھوا نہیں اور نہ کسی کو ہاتھ لگانے دیا۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ پولیس اس معاملہ میں بال کی کھال نکالتی ہے۔"

"چنانچہ اس صورت میں اگر یہ مر گیا تو میں سمجھوں گا کہ اس جرم میں تمہارا بھی ہاتھ ہے۔"

بڑی بی مسکرائیں۔ "ڈاکٹر صاحب آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ ہر وقت مذاق کیا کرتے ہیں"

"جب پھانسی کا پھندا تمہارے سامنے ہوگا تو اس وقت تم کو میرے اس مذاق کی حقیقت معلوم ہو گی" پھر ڈاکٹر نے بے حد تیکھی آواز میں بڑی بی سے پوچھا "برانڈی ہے گھر میں؟"

بڑی بی نے سمجھا کہ وہ اپنی خدمات پیش کر کے اس الزام سے بچ جائیں گی جس کی دھمکی ڈاکٹر نے

دی تھی۔ چنانچہ وہ چہک کر بولیں۔

"ہاں۔ ہاں ہے کیوں نہیں۔ ہمارے ہاں آپ کو ہر چیز مل جائے گی" پھر انہیں یاد آیا کہ شراب کا اسٹاک ان کے پاس ہے نہیں اور اس وقت پیسے ان کے پرس میں موجود ہے چنانچہ وہ بات بدل کے بولیں۔

"ہم لوگ اس دوکاندار سے شراب منگوا لیتے ہیں جو ہمیں قرض دیتا ہے۔ یعنی اس وقت جب ہمارے کسی کرائے دار کو اس کی ضرورت ہو"

"تو پھر خدا کے لئے کچھ کوشش کرو۔ اگر برانڈی آنے سے پہلے یہ آدمی مر گیا تو میں تم کو جیل بھجوا دوں گا۔"

برانڈی خلاف توقع بہت جلد آ گئی لیکن بستر پر پڑے ہوئے آدمی کو برانڈی آنے سے پہلے ہوش آ چکا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ڈاکٹر کی طرف دیکھا جو اس پر جھکے ہوئے تھے۔

"کیوں جناب! کیسی طبیعت ہے؟" ڈاکٹر نے پوچھا۔

مریض خالی خالی نظروں سے ڈاکٹر [illegible] تکتا رہا جیسے اس کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں اب تک بیدار نہ ہوئی ہوں۔

"شکر ہے کہ تمہیں ہوش آ گیا ہالٹ [illegible] نے کہا "مجھے پہچانتے ہو نا میرے یار سارا دن میں تمہارے پیچھے دوڑتا رہا ہوں"

"تم وہی ... تم وہی ..." ہالٹ نے آنکھیں بند [illegible] جیسے کچھ یاد کر رہا ہو پھر آنکھیں کھولے بغیر بولا "میں جانتا ہوں۔ تم کون ہو۔ تم وہی صاحب ہو" "ہاں میں وہی ہوں۔ آرتھر [illegible] میرا نام ہے۔ اور میں مس لنڈن کا دوست ہوں۔ یہ تم تو بالکل مردہ معلوم ہوتے ہو۔ لو تھوڑی سی برانڈی پی لو"

ڈاکٹر صاحب ایک جام میں برانڈی لئے پہلے ہی سے منتظر کھڑے تھے سنڈلی نے سہارا دے کر ہالٹ کو اٹھایا۔ ڈاکٹر نے جام اس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ ہالٹ بڑے اطمینان کی طرح سے برانڈی پیتا رہا۔ آخر اس کے گالوں پر رنگ آ گیا۔ ڈاکٹر نے ہالٹ کی نبض دیکھی پھر وہ انسپکٹر کی طرف گھوم کے بے حد [illegible] آواز میں بولے۔

"اگر تم اس کا بیان لینا چاہتے ہو۔ تو جلدی لو۔ اس وقت یہ ہوش میں ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کا [illegible] ہے۔"

چنانچہ انسپکٹر فلپ نوٹ بک لے کے پلنگ کے قریب جا کھڑے ہو گئے۔

"ان صاحب سے" انسپکٹر نے سنڈلی کی طرف اشارہ کیا "تمہارا نام معلوم ہو چکا ہے" "مسٹر ہالٹ یہی ہے نا تمہارا نام؟" "ہاں" "تو مسٹر ہالٹ میں پولیس انسپکٹر ہوں اور میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیا واقعہ ہوا ہے تمہارے ساتھ؟"

ہالٹ نے آنکھیں کھول کر انسپکٹر کی طرف دیکھا صاف ظاہر تھا کہ اس کی نظر دھندلا گئی تھی اور وہ انسپکٹر کو ٹھیک طرح سے دیکھ نہ سکا تھا۔ اس سے [illegible] یہ بھی نہ سمجھ سکا تھا کہ کس نے کیا پوچھا ہے۔ ہالٹ۔ سنڈلی

بالٹ پر جھک گیا اور بولا۔

"بالٹ! انسپکٹر صاحب معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم یہاں کیسے آ گئے؟ کیا کوئی تم پر تشدد کر رہا تھا؟ کیا کسی نے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی؟"

بالٹ نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ چند ثانیوں کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں ساتھ ہی ساتھ اس کا منہ بھی کھل گیا اس کے خشک اور مرجھائے ہوئے چہرے سے خوف اور ہراس کے آثار عیاں ہو گئے۔ آخر کار اس کے منہ سے ایک لفظ نکلا۔

"جھوزا"

وہ خاموش ہو گیا۔ چند ثانیوں کے بعد اس نے کہا۔

"جھوزا"

"جھوزا؟ کیا مطلب ہے اس کا؟" انسپکٹر نے ہنڈلی سے پوچھا!

"یہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔ وقت بہت کم ہے" ہنڈلی نے جواب دیا اور پھر بالٹ پر جھک گیا۔

"بالٹ تم جو کچھ کہہ رہے ہو میں سن رہا ہوں ٹھیک ہے۔ جھوزے نے کیا کیا تمہارے ساتھ؟"

"اس نے۔ اس نے میرا گلا پکڑ لیا"

"تو یہ تمہاری گردن کے دونوں طرف جو نشانات ہیں وہ اسی کے ہیں؟"

"جھوزے نے مجھے مارا!!"

بالٹ کی آنکھیں بند ہو گئیں اس پر غشی طاری ہو رہی تھی۔ انسپکٹر فلپ مارے الجھن کے بے چین ہوئے جا رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا:

"یہ جھوزا کیا بلا ہے؟ کیا مطلب ہے اس کا؟"

ہنڈلی نے جواب دیا۔

"انسپکٹر صاحب! میں جھوزے کا مطلب جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ بالٹ کیا کہہ رہا ہے۔ بعد میں آپ کو سمجھا دوں گا۔ فی الحال مجھے بالٹ سے کچھ پوچھنے دیجئے۔ کیونکہ وقت بہت کم ہے"

"ٹھیک ہے" ڈاکٹر نے بالٹ کی نبض ٹٹولتے ہوئے کہا "واقعی بہت کم ہے۔ چند سیکنڈ، چند منٹ"

"بالٹ آج دوپہر سے شام تک تم مس [illegible] لنڈن کے ساتھ رہے ہو نا"

بالٹ نے آنکھیں کھولے بغیر بڑی کوششوں کے بعد جواب دیا۔

"ہاں۔ دوپہر کو۔ شام کو۔ خدا مجھ پر رحم کرے"

"خدا تم پر ضرور رحم کرے گا۔ بتاؤ اس وقت کہ خدا کے رحم کی ضرورت ہے تو سنو بالٹ۔ مس لنڈن تمہارے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھی ٹھیک ہے؟"

"ہاں میرے کپڑے۔ خدایا"

"اور اب مس لنڈن کہاں ہیں؟"

اب تک بالٹ آنکھیں بند کئے بول رہا تھا۔ لیکن اب اس نے آنکھیں کھول دیں اس کی پتلیاں اس

دم سے پھیل گئیں اور خود بالٹ پر ایک عجیب اضطراب طاری ہو گیا وہ زور کر کے بستر پر سے اٹھ بیٹھا پھر نیم دراز ہو گیا اور پھر مردہ آواز میں بولا۔

"جھوزا! جھوزا! جھوزا مس لنڈن کو مار دے گا۔ وہ انہیں قتل کرنے والا ہے"

بالٹ لرز کر بستر پر چت گرا۔ ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر اس کا معائنہ کیا۔ ہم سب خاموش کھڑے تھے۔

"وہ ختم ہو گیا" ڈاکٹر نے کہا

دفعتہ کسی نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ میں نے گھوم کر دیکھا یہ لسنہام تھے۔ ان کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور وہ خود کانپ رہے تھے۔

میں ڈاکٹر کی طرف گھوم گیا۔

"ڈاکٹر صاحب! تھوڑی برانڈی بچ رہی ہو تو مجھے دیجئے میرے دوست کو اس کی سخت ضرورت ہے۔"

لسنہام بچی ہوئی برانڈی پی گئے۔ برانڈی تیسرے درجے کی تھی۔ لیکن بہرحال اس نے لسنہام کے تنے ہوئے اعصاب کو سکون پہنچا دیا۔

انسپکٹر مکان مالکہ سے مصروف [illegible]

"مسز چینڈرکن اب تم بتاؤ کہ یہ [illegible] یہاں کیا واقعہ ہوا ہے؟ یہ شخص کون ہے؟ یہاں کیسے آ گیا" اور یہ کہ اس کے ساتھ [illegible] دیکھو! اپنا بیان [illegible] سمجھ کر دینا اگر ضرورت ہوئی تو تمہارے بیان کو خود تمہارے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مسز چینڈرکن نے دونوں ہاتھ کولہوں پر رکھے اور دیدے مٹکا کے بولیں۔

"واہ مسٹر فلپ واہ تم تو مجھے یوں دھمکا رہے ہو جیسے کوئی میں دہشت گرد ہوں۔ لو جی یہ عجیب [illegible] خون سفید ہو گیا ہے دنیا کا۔ میں بیچاری نے کسی کے لینے میں اور نہ دینے میں اور تم میرے سر ہو گئے [illegible] میں نے خون کیا ہے رہی یہ بات کہ کیا ہوا تھا یہاں تو میں جو جانتی ہوں کہہ دوں گی دھمکانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"تو پھر کہو"

"کہتی ہوں بابا۔ تم تو گویا حلق پر چھری رکھے دیتے ہو۔ خواہ مخواہ مجھے ڈانٹ ڈپٹ رہے ہو اور اب اگر میں بوکھلا جاؤں اور خواہ مخواہ سنسنی طاری کر دوں تو تم ہی کہو گے کہ میں جھوٹ کہتی ہوں۔ ہاں تو کوئی ایک گھنٹہ پیشتر یا شاید دو گھنٹے پیشتر اور میں [illegible] پہلے" "وقت کو رہنے دو اپنی جگہ پر واقعہ بیان کرو" "تو میں کہہ رہی تھی کہ کوئی ایک دو گھنٹے پہلے کسی نے میرے دروازے پر دستک دی میں نے اٹھ کے دروازہ کھولا تو

کیا دیکھتی ہوں کہ ایک عرب اپنے سر پر یہ بڑا گٹھر لئے کھڑا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرے آدمی بھی ہیں۔ عرب نے کہا ایک رات کے لئے کمرہ چاہئے۔" "کمرہ۔ مرو" اب بات یہ ہے کہ میں ویسے بھی عربوں کو خصوصاً پسند نہیں کرتی۔ میں اسے کمرہ دینا نہ چاہتی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتی عرب نے مٹھی بھر کے میرے ہاتھ میں رکھ دیئے اب روپیہ آخر روپیہ ہے اسے انگریز دے یا عرب روپے کی قیمت نہیں گھٹتی۔ اس کے علاوہ میں بداخلاق اور بے مروت بھی نہیں ہوں پھر میں نے یہ بھی سوچا کہ اگر میں اسے کمرہ نہ دوں گی تو کوئی اور دے گا۔ چنانچہ میں اسے اس کمرے میں لے آئی۔ پھر میں نیچے چلی گئی۔ دفعتہ میں نے آوازیں سنیں جو اسی کمرے میں سے آ رہی تھیں" "کیسی آوازیں تھیں وہ؟"

"چیخنے چلانے کی۔ میرے خدا!! ایسی بھیانک آوازیں تھیں کہ اگر تم سنتے تو تمہارا بھی خون خشک ہو جاتا۔ میں یسوع مسیح کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اتنی عمر ہونے کو آئی میری لیکن میں نے کبھی ایسی آوازیں نہ سنی تھیں۔ ہمارے یہاں بعض اوقات ایسے لوگ آ جاتے ہیں۔ جو شور وشغب کرتے ہیں اور ایسے لوگ یہاں نہیں آتے لیکن ایسی آوازیں تو میں نے کبھی نہ سنی تھیں۔ میں کوئی ایک منٹ تک خاموش بیٹھی رہی کہ شاید آوازیں رک جائیں گی لیکن وہ نہ رکیں اب مجھے خوف ہوا کہ شاید دوسرے کرایہ دار دوڑے آئیں گے۔ چنانچہ میں اوپر آئی اور اس کمرے کے دروازے پر دستک دی میرے ہاتھ درد کرنے لگے لیکن دروازہ نہ کھولا اس عرب نے" "آوازیں رک گئیں؟" "رک گئیں؟ ارے وہ تو اور شدید ہو گئیں دے چیخ پر چیخ"

"کسی دوسری قسم کی بھی آوازیں آ رہی تھیں کیا؟ مثلاً ہاتھا پائی یا ضربوں کی؟"

"جی نہیں۔ سوائے چیخوں کے میں نے کوئی اور آواز نہ سنی"

"ایک ہی آدمی چیخ رہا تھا"

"ہاں ایک ہی آدمی۔ دے چیخ پر چیخ۔ جب میں نے دروازے سے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ دوسرا آدمی بڑبڑا رہا تھا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اب دروازہ توڑنا پڑے گا۔ لیکن عرب اس وقت چیخ کر بولا۔ چلی جاؤ چلی جاؤ میں کرایہ دے چکا ہوں" اب تو مجھے بھی غصہ آ گیا اور تم جانو میرا غصہ بڑا خراب ہے۔ چنانچہ میں نے کہا مردار چلے نکل یہاں سے تو نے کمرہ کرایہ پر لیا ہے مکان تیرے باپ کا نہیں ہے۔ اور دوسروں کا خیال ہی نہیں بس چیخ رہے ہیں جیسے جنگل میں ہوں۔ اگر پھر تم چیخے تو میں تمہیں نکال دوں گی یہاں سے اگر سیدھے سیدھے نہ نکلے تو پولیس کو بلاؤں گی" "اچھا پھر کیا ہوا؟"

"یہ دیکھو کے کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی ہے۔ میں نیچے چلی گئی کوئی پندرہ یا بیس منٹ کے بعد میں دروازے پر گئی وہاں مسز بیکر نے جو ساتھ والے مکان میں رہتی ہیں" مجھ سے کہا۔ تمہارا وہ عرب کرایہ دار تو زیادہ دیر نہ ٹھہرا میں نے حیرت سے مسز بیکر کی طرف دیکھا اور کہا میں سمجھی نہیں کہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" مسز بیکر نے جواب دیا۔ میں نے اسے تمہارے یہاں آتے دیکھا تھا اور پھر میں نے اسے باہر جاتے دیکھا۔ وہ اپنے سر پر اتنا بڑا گٹھر اٹھائے ہوئے تھا کہ اس کے بوجھ سے دہرا ہوا جا رہا تھا"

"اچھا!" میں نے کہا" یہ نئی خبر سنائی تم نے یہ تو۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں کہ وہ چلا گیا ہے" چنانچہ میں پھر اوپر آئی اور کیا دیکھتی ہوں کہ کمرے کا دروازہ کھلا ہے اور کمرہ خالی پڑا ہے۔ تم میں گھوم پھر کر دیکھنے لگی کہ

وہ اپنی کوئی چیز بھول تو نہیں گیا؟ یہاں تک کہ میں نے اس آدمی کو دیکھا جو پلنگ اور دیوار کے درمیان پڑا ہوا تھا"

"ڈاکٹر صاحب غرائے"

"اگر تم نے ذرا بھی عقلمندی سے کام لیا ہوتا اور مجھے فوراً بلا بھیجا ہوتا تو اس وقت یہ شخص زندہ ہوتا۔"

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ شخص مرا نہیں ہے۔ میں تو اسے مردہ سمجھے ہوئے تھی۔ چنانچہ میں بھاگم بھاگ نیچے پہنچی۔ اور آکسفس بری کوتھانہ کی طرف دوڑا دیا۔

بس یہ جانتی ہوں میں اس واقعہ کے متعلق اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی چنانچہ تمہارا سوال پوچھنا بے کار ہے"

"تو پھر تمہارے خیال میں یہی چیخ رہا تھا؟" انسپکٹر فلپ نے پلنگ پر پڑی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کیا۔

سچ تو یہ ہے کہ مسٹر فلپ کہ اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتی مجھے تو وہ کسی عورت کی چیخیں معلوم ہوتی تھیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عرب کے ساتھ کوئی عورت نہ تھی۔ ایک تو یہی صاحب تھے جو اللہ کی رحمت کو پہنچ گئے۔ اور وہ سراسر داور تھا مسٹر فلپ گواہ رہنا کہ اب میں کسی عرب کو کمرہ کرایہ پر نہ دوں گی"

مسز ہینڈرسن نے چھت کی طرف دیکھا جیسے وہ خدا کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا حلف اٹھا رہی ہوں کہ کبھی کسی عرب کو کمرہ نہ دیں گی۔



جب ہم مسز ہینڈرسن کے گھر سے نکل رہے تھے تو پولیس کا ایک آدمی آیا اور اس نے ایک چٹھی انسپکٹر کی طرف بڑھادی مؤخر الذکر نے چٹھی پڑھی اور پھر مجھے دے دی۔ یہ چٹھی مقامی تھانے نے بھجوائی تھی جس کا مضمون یہ تھا۔

اطلاع ملی ہے کہ ایک عرب جو کہ اپنے سر پر بہت بڑا گٹھر لئے ہوئے ہے سینٹ پانکراس ریلوے سٹیشن کے قریب دیکھا گیا ہے اس کے ساتھ ایک انگریز بھی ہے جو بھکاری معلوم ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ریل کا انتظار کر رہے ہیں۔ غالباً اس ریل کا جو شمال کی طرف جاتی ہے کیا میں اطلاع دے دوں کہ ان دونوں کو روک لیا جائے؟" میں نے نوٹ بک کے پہلے صفحہ پر یہ چند سطور لکھ دیں۔

"نہیں روک لیا جائے اور اگر وہ ریل پر سوار ہو چکے ہوں اور ریل روانہ ہو گئی ہو تو ایک سپیشل ہمارے لئے تیار رکھی جائے۔

ایک بار پھر ہم تانگے میں تھے میں نے لسٹکھام اور سنڈنی کو ہر ممکن طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ لوٹ جائیں اور مجھے اس عرب کا تعاقب کرنے دیں۔ لیکن وہ دونوں اس بات پر تیار نہ ہوئے۔ سنڈنی

کی طرف سے میں مطمئن تھا لیکن لسنگھام کی حالت غیر ہو رہی تھی اور مجھے خوف ہو چلا تھا کہ وہ کہیں راستہ میں بے ہوش نہ ہو جائیں بہرحال میں نے انہیں مجبور کرنا مناسب نہ سمجھا۔

سینٹ پنکراس کی زبردست محراب تلے نیم تاریکی تھی، سٹیشن ویران پڑا تھا۔ پہلے تو مجھے خیال آیا کہ وہاں ہمیں ایک شخص بھی نہ ملے گا اور ہماری بھاگ دوڑ بیکار ہو جائے گی۔ ہم ٹکٹ گھر کی طرف چلے ہی تھے کہ ایک دروازہ کھلا، روشنی کی موٹی سی لکیر اندھیرے پلیٹ فارم پر رینگ آئی اور ایک آواز نے پوچھا۔

"کون ہے؟"

"میرا نام شانیل ہے" لائم ہاؤس تھانہ سے میرے نام کوئی پیغام بھی موصول ہوا ہے؟"

"اس طرف تشریف لائیے۔"

چنانچہ ہم اس طرف تشریف لے گئے' یہ ایک چھوٹا سا دفتر تھا جس میں سٹیشن کے ناظر اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ صاحب داڑھی والے اور وجیہہ بدن کے تھے۔ انہوں نے مجھ کو سر سے پیر تک اور پھر پیر سے سر تک مشکوک نظروں سے دیکھا۔ لیکن انہوں نے لسنگھام کو فوراً پہچان لیا چنانچہ وہ سر سے ٹوپی اتار کے احتراماً جھک گئے۔

"مسٹر لسنگھام؟"

"جی ہاں۔ مجھے ہی لسنگھام کہتے ہیں۔ کوئی پیغام ہے؟"

میں نے دیکھا کہ ناظر صاحب لسنگھام کی پتلی رنگت دیکھ کر اور پھٹی ہوئی آواز سن کر گڑبڑا گئے تھے۔

"مجھے تاکید کر دی گئی ہے کہ میں ایک خاص اطلاع ان صاحب کو دوں جن کا نام آسٹن شانیل ہے۔"

"میں ہی ہوں شانیل۔ کیا ہے وہ اطلاع؟"

"یہ اطلاع اسی عرب کے متعلق ہے جس کے متعلق آپ تفتیش کر رہے ہیں۔ ایک بدوی نے جو عربوں کے سے کپڑے پہنے اور سر پر بڑا سا ٹوکرا لئے ہوئے تھا۔ نل جانے والی آدھی رات کی ایکسپریس کے دو ٹکٹ لئے ہیں' کہاں کے ٹکٹ لئے ہیں؟"

"نل کے"

"کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ ایک نوجوان تھا جو کہ بھکاری معلوم ہوتا تھا۔ دونوں اس وقت ساتھ نہ تھے۔ جب عرب ٹکٹ لینے آیا تھا۔ لیکن بعد میں دونوں ساتھ دیکھے گئے۔ عرب کے ڈبے میں بیٹھنے کے ایک یا دو منٹ بعد نوجوان آ کر عرب کے ساتھ بیٹھ گیا۔ یہ دونوں انجن کے فوراً بعد والے ڈبے میں بیٹھے ہیں"

"انہیں روکا کیوں نہ گیا؟"

"معاف کیجئے گا۔ کسی بھی مسافر کو روکنے کا ہمیں حق نہیں ہے آپ کا پیغام آنے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ آپ کو اس عرب کی تلاش ہے۔ اور آپ کا پیغام ابھی چند منٹ پہلے ملا ہے"

"آپ نے کہا ہے کہ اس نے نل کے ٹکٹ لئے ہیں تو کیا یہ ایکسپریس سیدھی نل کو جاتی ہے؟"

"جی نہیں۔ اس کا ایک حصہ تو لیورپول ایکسپریس ہے اور ایک حصہ آگے سے کٹ کر کاریل کو جاتا ہے۔ وہ عرب یا تو شیفلڈ یا پھر لنڈورتھ پر گاڑی بدلے گا۔

ان دونوں سٹیشنوں سے ایک گاڑی نل اسٹیل کے لئے روانہ ہوتی ہے یہ گاڑی جو کہ نل جاتی ہے لوکل ہے۔

"میں نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا"

"اس وقت 12 بج کر 25 منٹ ہوئے ہیں اور گاڑی آدھی رات یعنی ٹھیک 12 بجے یہاں سے چھوٹی ہے چنانچہ اس وقت وہ کہاں ہوگی؟"

"سینٹ آلبان کے قریب وہاں وہ 12.35 کو پہنچتی ہے۔"

"تار بھیجنے کا وقت ہے۔"

"لیکن شاید کچھ نہ ہو سکے گا۔ میرا مطلب ہے پولیس بلانے کا وقت نہ ہوگا۔"

"لیکن آپ یہ تو پچھوا سکتے ہیں کہ ریل وہاں پہنچی ہے یا نہیں اور اگر پہنچی تو وہیں ہے یا چھوٹ چکی ہے۔؟"

"ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں تو میں اسی وقت معلوم کرلوں؟"

"سینٹ البان کے بعد دوسرا اسٹیشن کون سا ہے۔"

"لیوٹن جہاں یہ گاڑی بارہ بج کر ... پہنچتی ہے ... رکتی نہیں۔ آپ کا تار روانہ کرنے کے بعد صرف بیس منٹ باقی رہ جاتے ہیں۔"

"لیوٹن کا عملہ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت ... چنانچہ وہاں کو تار کرنا فضول ہے۔ البتہ اگر آپ کہیں تو میں ایک سیدھا سا مشورہ دوں۔"

"فرمائیے"

"گاڑی ایک اڑتیس کو بیڈفورڈ پہنچتی ہے آپ تار وہاں بھیج دیں"

"بالکل ٹھیک۔ اچھا اب میں نے یہ بھی پیغام بھجوایا تھا۔ کہ آپ ہمارے لئے ایک سپیشل تیار رکھیں کہاں ہے وہ سپیشل؟"

"انجن شیڈ میں تیار کھڑا ہے۔ دس منٹ میں ہی آپ کی سپیشل پلیٹ فارم پر پہنچ جائے گی۔"

"ایک بات اور بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔"

"آپ جب یہاں سے روانہ ہوں گے تو ایکسپریس کے بیڈفورڈ پہنچنے میں صرف بیس منٹ رہ جائیں گے اور یہاں سے بیڈفورڈ پچاس میل کا فاصلہ ہے۔"

"اگر آپ کی قسمت نے یاوری کی تو آپ ایکسپریس کے ساتھ یا اس کے فوراً بعد بیڈفورڈ پہنچ جائیں گے۔ بشرطیکہ راستہ میں کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔ تو میں اب سپیشل تیار کرنے کا حکم دے دوں؟"

"فوراً دے دیجئے"

جب ناظر صاحب شیڈ کے کارکنوں کو ٹیلی فون کر رہے تھے تو میں تار کا مضمون تیار کر رہا تھا۔ ٹیلیفون کرنے کے بعد ناظر صاحب واپس آئے۔

"کوئی دم میں آپ کی سپیشل آیا ہی چاہتی ہے۔ میں آگے کی لائن کلیئر کرائے دیتا ہوں۔

"وہ تار تیار ہیں آپ کے؟"

"یہ لیجئے۔ یہ تار آپ کو بیڈفورڈ روانہ کرنا ہے۔"

تار کا مضمون یہ تھا۔

"اس عرب کو گرفتار کرلو۔ جو کہ ایک اتیس کی ایکسپریس میں سب سے اگلے ڈبے میں سفر کر رہا ہے۔ اس کے پاس نیل کے دو ٹکٹ ہیں اور اس کے ساتھی کو بھی روک لو جو کہ بھکاریوں کے سے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ یہ ایک لڑکی ہے۔ جسے عرب نے لڑکوں کے کپڑے پہنا رکھے ہیں اس نے لڑکی پر جادو کر دیا ہے۔ لڑکی کو ہوٹل میں پہنچا کے کسی اچھے سے ڈاکٹر کو فوراً طلب کیا جائے۔"

خرچ ہمارے ذمہ رہا۔ ہم ایک سپیشل گاڑی سے آرہے ہیں عرب ممکن ہے تشدد سے کام لے۔ چنانچہ وہیں ہلاک کر دیئے جانے اور یہ دوسرا تار آکسفورڈ سے لئے ہے۔ ممکن ہے یہ تار وہیں پہنچے تا ہم بھیج دیجئے۔ یہی تار لندن بھی بھیج دیجئے۔"

اس تار کا مضمون یہ تھا "کیا کوئی عرب اس ریل میں سفر کر رہا ہے۔ جو بارہ بجے پینٹ پنکارس سے روانہ ہوئی ہے اگر وہ سفر کر رہا ہے تو اسے اس وقت تک اترنے نہ دیا جائے۔ جب تک کہ ریل بیڈفورڈ نہیں پہنچ جاتی اور اس کی گرفتاری کا حکم نہیں بھیج دیا جاتا۔"

ناظر صاحب نے دونوں تاروں پر لاپروائی سے نظر ڈالی۔

"بے حد مناسب۔ میرے خیال میں اب آپ کا شکار بچ نہ سکے گا آئیے میں تار دوں۔ آپ کی سپیشل بھی تیار ہوگی"

لیکن ہماری سپیشل تیار نہ تھی اور تین چار منٹ میں تیار ہوئی۔ جیسا کہ ناظر نے کہا تھا۔ خاص ریل کے انجن ڈبے میں غالباً کچھ خرابی تھی۔ آخر کار ہم نے پہلے انجن نے ایک پرانے ڈبے کو جوڑنے کا فیصلہ کیا۔ تاخیر ہمارے لئے جان لیوا ثابت ہوئی جب انجن اپنا کلوتا ڈبہ لئے پلیٹ فارم کی طرف آہستہ آہستہ آرہا تھا تو ایک شخص لفافہ لئے دوڑتا ہوا آیا۔

"سینٹ آلبان سے تار آیا ہے۔"

میں نے لفافہ چاک کیا۔ تار کا مضمون مختصر مگر جامع تھا "ایکسپریس یہاں سے روانہ ہوئی تو عرب اپنے ساتھی کے ساتھ اس میں موجود تھا۔ لندن تار کر رہا ہوں"

"اس ٹھیک ہے۔ اگر کوئی غیر متوقع بات نہ ہوئی تو ہم اسے جالیں گے"

میں ہماری سپیشل کے گارڈ اور ناظر کے ساتھ ڈرائیور کے پاس پہنچا تاکہ اسے مناسب ہدایات دوں۔

"میں نے ڈرائیور سے کہہ دیا ہے۔ وہ رفتار استعمال کرنے میں کنجوسی نہ کرے اور ایکسپریس سے بیڈفورڈ پہنچنے کے کم سے کم پانچ منٹ بعد آپ کو وہاں پہنچا دے اور ڈرائیور کا کہنا ہے کہ وہ آپ کو وقت پر وہاں پہنچا دے گا۔"

ڈرائیور انجن کی کھڑکی میں سے جھانک رہا تھا آلودہ میلے رومال سے اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

وہ بے حد خوش مزاج آدمی تھا۔

"میرے خیال میں میں آپ کو ایکسپریس کے فوراً بعد بیڈفورڈ پہنچا دوں گا" ڈرائیور نے کہا۔ "ہاں اگر راستے میں کوئی مال گاڑی شنٹنگ کر رہی ہوئی تو پھر ہمارا راستہ رک جائے گا۔ یا پھر کوئی حادثہ ہمیں روک سکتا ہے۔ لیکن ناظر صاحب کہتے ہیں کہ وہ لائن کلیئر کرا دیں گے"

سڈنی بیچ میں بول پڑا۔

"ڈرائیور بھائی اگر تم نے ایکسپریس کے پانچ منٹ بعد بھی ہمیں بیڈفورڈ پہنچا دیا تو میں تمہیں ایک نہیں پورے پانچ پونڈ انعام دوں گا۔" ڈرائیور مسکرایا۔

"جناب۔ ہم وقت پر وہاں پہنچ جائیں گے بیڈفورڈ گاڑی لے جانے کے لئے ہمیں پانچ پونڈ بھی نہیں ملے۔ چنانچہ ہم یہ انعام حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے"

آگ جھونکنے والے نے ڈرائیور کے پیچھے سے جھانک کے کہا:

"ٹھیک ہے جناب۔ افسوس ہے کہ ہمیں پانچ پونڈ کے نوٹ سے ہاتھ دھونے پڑیں گے"

سٹیشن چھوڑتے ہی ہماری گاڑی کی رفتار تیز ہوئی سڈنی بے چین نظر آرہا تھا وہ اور خود میں بھی مناسب رفتار کی گاڑی میں سفر کرنے کا عادی تھا لیکن یہ سپیشل تھی کہ ہوا کو بھی پیچھے چھوڑے جارہی تھی ڈبے کی کھڑکیاں چرچرا رہی تھیں۔ وہ پٹری پر بری طرح ڈول رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم بھی ہچکولے کھا رہے تھے۔ کبھی تو میں ایک دھچکے کے ساتھ اچھل کر سڈنی کی گود میں جا بیٹھتا اور کبھی سڈنی لڑھک کر میرے بغل گیر نظر آتا تھا۔ ریل کی رفتار اور تیز ہوئی اور اب میں سمجھتا ہوں کہ پیٹ کا پانی ہل گیا اونٹ پر بیٹھا ہوا آدمی بھی اس طرح نہ ہلتا ہوگا جس طرح کہ ہم ہل رہے تھے ریل کی رفتار اور تیز ہوئی۔ ہمارے سر آپس میں ٹکرا کے جدا ہوئے اور پھر ٹکرا گئے انجن کی پھنکار اور ڈبے کی پہیوں کی گڑگڑاہٹ کانوں کے پردے پھاڑے دے رہی تھی کہتے ہیں اونٹ کی سواری بہت تکلیف دہ ہوتی ہے لیکن ہماری ریل کی سواری اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہو رہی تھی دنیا گھوم رہی تھی ہم گھوم رہے تھے دل کبھی ایڑی میں دھڑکتا تھا اور کبھی کنپٹی میں۔

ڈرائیور بہت جوش میں تھا اس وقت چنانچہ رفتار اور تیز ہوئی "میرے خدا!"..... سڈنی چیخا "یہ شخص پانچ پونڈ حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے خدا کرے کہ میں اسے انعام دینے کے لئے زندہ رہوں"

سڈنی سامنے کی نشست پر بیٹھا ہوا تھا لیکن یہ بات کہنے کے لئے اسے پھیپھڑوں کا زور لگا کر چیخنا پڑا تھا۔ ناظم خاموش تھے اور ان کے بشرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت حد تک اپنے اضطراب پر قابو حاصل کر چکے تھے۔ ریل شور مچاتی بھاگی جارہی تھی۔ سڈنی نے کھڑکی میں سے گردن باہر نکالی لیکن پھر فوراً ہی اندر کھینچ لی اور چیخ کے بولا

"ہم کہاں ہیں اس وقت؟" میں نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا اور چیخ کر جواب دیا۔ ایک بج رہا ہے چنانچہ ہم لیوٹن کے کہیں آس پاس ہیں ارے کیا ہوا اب؟"

کچھ ہوا ضرور تھا انجن نے ایک زوردار طویل سیٹی دی اور چند سیکنڈ بعد ہی ہم نے بریکوں کی آواز سنی

جو پہیوں پر گھسٹ رہی تھی "خرخر" کی آوازوں سے۔ جھٹکا لگا اور ہم اپنی اپنی نشستوں پر لڑھک گئے۔ پھر اٹھے تو سب سے پہلا احساس یہ ہوا کہ گویا ہمیں سکون آ چکا تھا قیامت کا سکون یعنی ریل ایک دم سے رک گئی تھی اور اس کی تمام آوازیں خاموش ہو چکی تھیں۔

میں نے اپنی طرف کی اور سندفی نے اپنی طرف کی کھڑکی کا پٹ اٹھایا۔ سندفی کھڑکی میں سے گردن نکال کر چیخا۔

"یہ گڑبڑ کیا ہے یار! وہ ناظر صاحب کا اینٹی کلیسر والا تار معلوم ہوتا ہے بے اثر رہا۔ یا پھر ہم لیونی پر رک گئے ہیں۔ یہ بیذفورڈ نہیں ہو سکتا"

بہرحال یہ تو صاف ظاہر تھا کہ جہاں ہم رکے تھے وہ بیذفورڈ نہ تھا۔ ابتدا میں تو کچھ دکھائی نہ دیا۔ ڈبے کی شوئیوں سے مجھے چکر آ گئے تھے اور میرا جی چاہ رہا تھا۔ اس کے علاوہ باہر اندھیرا تھا جس کی وجہ سے میں فوراً ہی کچھ دیکھ نہ سکا۔ جب میری آنکھیں اندھیرے کی عادی ہوئیں تو میں نے دیکھا کہ گارڈ اپنے کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھول رہا تھا وہ ایک تانے تک دروازے میں کھڑا رہا اور پھر بتی ہاتھ میں لئے ہوئے اتر آیا۔

"کیا بات ہے۔" میں نے پوچھا۔

"جانے کیا بات ہے صاحب۔ معلوم ہوتا ہے جیسے پٹری پر کچھ گڑبڑ ہے۔ کیا بات ہے بھئی؟"

یہ سوال ڈرائیور سے پوچھا گیا تھا۔ اس نے جواب دیا۔

"آگے لائن پر کوئی لال بتی ہلا رہا تھا۔ وہ تو شکر ہے کہ اتفاقاً میری نظر سامنے کی طرف اٹھ گئی۔ ورنہ خدا جانے کیا ہو جاتا۔ وہ آ رہا ہے آدمی"

میں نے دیکھا کہ ایک سایہ لال بتی ہلاتا ہوا ہماری طرف بھاگا آ رہا تھا۔ ہمارا گارڈ اس کے استقبال کو چلا۔ ابھی وہ کافی دور تھا کہ ہمارے گارڈ نے چیخ کر پوچھا۔

"کیا ہوا"

ایک آواز نے جواب دیا۔

"ارے بوٹ تم؟ میں تو سمجھا کہ تم نہ رکو گے"

ہمارا گارڈ مسکرایا۔

"تو یہ تم ہو جم؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟ آخر ہوا کیا؟ تم تو بارو کی ایکسپریس میں تھے۔ اور ہمارا تعاقب کر رہے تھے"

"اگر ہمارا تعاقب کر رہے تھے تو تم نے ہمیں آ لیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے۔ یار حادثہ ہوا ہے زبردست"

اس اثنا میں کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھل چکا تھا اور ہم تینوں نیچے اتر آئے تھے

میں اس شخص کی طرف بڑھا جو ہاتھ میں بتی لئے ہمارے گارڈ سے مصروف گفتگو تھا۔ قریب پہنچ کر دیکھا۔ وہ وردی پہنے ہوئے تھا۔

"آپ ہی بارو کے ایکسپریس کے گارڈ ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"جی ہاں"

"تو آپ کی گاڑی کہاں ہے؟"

"کیا ہوا؟"

"گاڑی کہاں ہے۔ کا جواب تو یہ ہے کہ گاڑی وہ پڑی ہے سامنے اب رہا یہ سوال کہ کیا ہوا۔ تو صاحب حادثہ ہوا۔ چومر نکل گیا۔"

"کیا مطلب؟ یعنی کیسا حادثہ؟ کیسا چومر؟"

"صاحب آگے جاتی ہوئی ایک مال گاڑی کے آخری چند ڈبے چھوٹ گئے کسی طرح۔ بہت سامان بھرا ہوا تھا۔ ان ڈبوں میں اس طرف ڈھلان ہے۔ چنانچہ ڈبے بھاگتے ہوئے آئے اور ہماری گاڑی سے ٹکرا گئے۔

ادھر ہماری گاڑی بھی پوری [illegible] چومر نکل گیا"

"کب ہوا یہ حادثہ؟"

"ابھی کوئی دس منٹ پہلے۔ [illegible] جو یہاں سے دو میل دور ہے۔ جانے ہی والا تھا کہ آپ کی چیشل کو آتے دیکھا [illegible] گھبرا گیا کہ اب دوسرا حادثہ ہوا چاہتا ہے"

"کوئی نقصان ہوا؟"

"ہاں۔ انجن نے کچومر نکل گیا ہے [illegible] ڈبے [illegible] میں گھس گئے ہیں۔ تیس سال سے میں نوکری کر رہا ہوں اور میری گاڑی کا یہ پہلا حادثہ ہے"

ایکسپریس کے گارڈ کی صورت اندھیرے میں دیکھی نہ جا [illegible] لیکن [illegible] آواز سے معلوم ہوا کہ وہ رو رہا ہے یا رونے کے قریب ہے۔

ہمارے گارڈ نے چیشل کے انجن ڈرائیور سے کہا

"تم واپس جاؤ اور اس حادثے کی اطلاع دو"

"بہت اچھا" جواب آیا۔

فوراً ہی ہماری چیشل الٹی چلی۔ انجن سیٹی پر سیٹی دے رہا تھا اور اتنے زور سے کہ [illegible] دیہاتوں میں حادثے کی خبر پہنچ گئی ہوگی۔

ایکسپریس جس کے ساتھ ویگن ٹکرائے تھے اندھیرے میں پڑی ہوئی تھی۔ ویگنوں کی ٹکر اور پھر خود ایکسپریس کے جھٹکے سے ریل کی ساری بتیاں بجھ گئی تھیں کسی جگہ کسی مسافر نے کوئی موم بتی جلا دی تھی۔ کہیں کوئی دیا سلائی کی تیلیاں جلا رہا تھا۔ لوگ پٹری کے قریب ٹوٹے ہوئے ڈبے کے تختے جمع کر رہے تھے کہ انہیں جلا کر روشنی کریں۔

اکثر مسافر باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اور اب وہ پٹری کے قریب ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ لیکن اب بھی بہت سے مسافر ڈبوں میں قید تھے۔ ڈبوں کے دروازے اس بری طرح پھنس اور دب گئے

تھے کہ ضروری آلات کے بغیر ان کا کھولنا ممکن نہ تھا۔ ہم ڈبے کے قریب پہنچے۔ تو چیخیں سنائی دیں اور عورتیں مرد اور بچے چلا رہے تھے۔

"دروازہ کھولو۔ خدا کے لئے دروازہ کھولو"

ہم جب ڈبے کے قریب سے گزرے، اس میں سے یہی آوازیں آ رہی تھیں۔ گارڈ انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"گھبراؤ نہیں، گھبراؤ نہیں۔ محترمہ! صبر سے کام لو۔ ارے بھائی جلدی نہ مچاؤ۔ ضروری اوزار کے بغیر دروازے نہیں کھولے جا سکتے صاحب ابھی ابھی ایک سپیشل اوزار لانے گئی ہے۔ اطمینان اور سکون سے بیٹھے رہو۔ برادر! اندر تم بالکل محفوظ ہو"

لیکن یہ وہ نہ کر سکتے تھے۔ یعنی اطمینان و سکون سے بیٹھ نہ سکتے تھے۔

ریل کا اگلا حصہ بڑی گندی حالت میں تھا۔ وہ انجن جنہوں نے ٹکر لی تھی۔ یہ تھے اور ان میں سیمنٹ کے تھیلے بھرے ہوئے تھے ٹکر کی وجہ سے سیمنٹ کے تھیلے پھٹ گئے تھے اور ہر طرف سیمنٹ بکھری پڑی تھی فضا میں بھی سیمنٹ تیر رہی تھی۔ اور ہماری آنکھوں اور ناک میں جلن پیدا کر رہی تھی۔ ایکسپریس کا انجن باقاعدہ قلابازی کھا چکا تھا اور ایک طرف پڑا ہوا اور بھاپ اگل رہا تھا۔

اگلے ڈبوں کا حشر جیسا گارڈ نے کہا تھا۔ پچک گیا تھا۔ تین ڈبے ایک دوسرے میں گھس گئے تھے۔ چنانچہ وہاں تختوں کے انبار کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

ہم نے سب سے اگلے ڈبے میں گھسنے کی کوشش کی اور ہماری یہ کوشش اس وقت تک جاری رہی۔ جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو گیا۔ دن کافی چڑھ چکا تھا۔ جب ہم پہلے ڈبے کے ملبے کے اندر گھسنے میں کامیاب ہو گئے۔

اندر جلے ہوئے کمبل کے ٹکڑے، روئی اور ریشمی کپڑے کی دھجیاں بکھری پڑی تھیں۔ یہ دھجیاں اس وقت میرے پاس موجود ہیں ماہروں کا کہنا ہے کہ یہ دھجیاں نہ ریشمی ہیں اور نہ سوتی ہیں بلکہ کسی ایسی چیز کی ہیں جس کا پتہ لگانا ممکن نہیں۔ ڈبے کی نشستوں ہی نہیں بلکہ فرش پر خصوصاً خون کے دھبے تھے یہ تازہ اور گیلے تھے اور ان میں سے مشک آمیز بو آ رہی تھی۔ فرش کے تختے کا ایک ٹکڑا جس پر یہ دھبے موجود ہیں اس وقت میرے پاس محفوظ ہے۔ ہر چند ان دھبوں کے متعلق مختلف آراء ہیں۔ بعضوں کا کہنا ہے کہ یہ انسانی خون کا دھبہ ہے کسی ایسے شخص کے خون کا جو غیر معمولی بلکہ مافوق الفطرت طور پر ... ہے بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کسی وحشی درندے کے خون کا دھبہ ہے۔ غالباً بلی کی نسل کے کسی جانور کا لیکن تیسرے گروہ نے بڑے یقین سے کہا ہے کہ یہ خون نہیں بلکہ روغن ہے۔ چوتھے گروہ کی رپورٹ کے الفاظ میں میں یہاں نقل کرتا ہوں "یہ کسی لیس دار جانور کے خون کے داغ ہیں غالباً چھپکلی کی نسل کے کسی جانور کے چپکنے سے یہ داغ بن گئے ہیں۔

کمپارٹمنٹ کے ایک کونے میں ایک نوجوان پڑا ہوا تھا۔ یہ مس مارجوری لنڈن تھیں۔

بس یہی پچھلا ڈبے کے کونے کے ملبے میں سے۔

ان واقعات کو جن کا ذکر پچھلے صفحات میں کر چکا ہوں اور جن میں خود میں نے ایک اہم یا غیر اہم کردار ادا کیا تھا کئی سال گزر چکے ہیں کتنے سال؟ یہ بتانے کی نہ اجازت ہے اور نہ ضرورت۔ مس مارجوری لنڈن ابھی بفضل خدا زندہ ہیں اور تندرست جس وقت ہم نے انہیں ڈبے کے ملبے میں پڑے پایا تھا تو اس وقت وہ زندگی سے دور اور موت سے قریب تھیں۔ ان کے جسم میں حیات کی ایک چنگاری باقی تھی جسے ہوا دے کر اور ان تھک کوششوں کے بعد شعلہ بنا دیا گیا لیکن یہ کام آسان نہیں تھا مس لنڈن کو صحت یاب ہونے میں دن ہفتے یا مہینے نہیں بلکہ سال لگ گئے جسمانی طور پر صحت یاب ہونے کے بعد بھی ان کا دماغی توازن بگڑا رہا اور پورے تین سال تک وہ ایک پاگل خانے میں رہیں جو چھوڑا ڈاکٹروں کے اختیار میں تھا یا کیا کوئی سرا ہاتھ نہ آتی تھی آخر کار یہ کوشش رنگ لائی اور مس لنڈن پوری طرح صحت یاب ہو گئیں ان کے والد کا انتقال ہو چکا ہے اور مس لنڈن پوری جائیداد کی بلا شرکت غیرے مالک ہیں اب وہ اس مشہور ہستی کی بیوی ہیں جس سے آپ ان اوراق کے ذریعے متعارف ہوئے ہیں یعنی پال لسنگھام۔ مس لنڈن کو نہیں بتایا گیا کہ ایک دفعہ وہ چیتھڑے اور غلیظ کپڑوں میں لنڈن کی سڑکوں پر گھومی تھیں خود انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس واقعے سے بے خبر ہیں دوسری عجیب بات یہ ہوئی کہ اپنے حواس میں آنے کے بعد مس لنڈن پچھلے واقعات سب بھلا چکی ہیں۔ چنانچہ وہ نہیں جانتیں کہ ان کے ساتھ کیا واقعہ ہوا۔ اور اس عجیب مخلوق کا کیا بنا۔ جو خدا جانے انہیں کہاں لئے جا رہا تھا چنانچہ یہ اب تک ایک راز ہی رہا کہ وہ جو بقول سندلی عورت تھی۔ کون تھی۔ کہاں سے آئی تھی۔ کیوں آئی تھی اور کہاں گئی۔

اس کے بعد پال لسنگھام کو خیال پیدا ہوا اور مجبور ہے نے پریشان نہیں کیا۔ اب وہ آسیب زدہ نہیں ہیں۔ تاہم مجبور کے نام سے انہیں الجھن آتی ہے۔ اگر کسی محفل میں مجبور کا یا مصر کا ذکر چھڑ گیا ہو تو لسنگھام وہاں سے ہٹ آتے ہیں۔

اس کتاب کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس کے بغیر یہ کہانی ادھوری رہ جائے گی۔

حال ہی میں ڈانگولا کے قریب ایک واقعہ ہوا ہے واقعہ یوں ہے کہ کھوج لگانے والوں کا ایک قافلہ مصر کے ریگستان کے ایک دور افتادہ خطے میں قیام پذیر تھا کہ ایک رات ایک زبردست دھماکے کی آواز سے قافلے والوں کی آنکھ کھل گئی۔ دوسری صبح پڑاؤ سے کوئی دو میل دور قافلے والوں کو ایک زبردست گڑھا نظر آیا جیسے کسی نے بارود لگا کر سرنگ اڑائی ہو۔ گڑھے میں اور اس کے چاروں طرف گوشت کے لوتھڑے اور لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وہ لاشیں نہ مردوں کی تھیں اور نہ عورتوں کی بلکہ کسی قسم کے زبردست جانوروں کی تھیں کیونکہ ان لاشوں کا سائنٹیفک طریقے سے معائنہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی نتیجہ اخذ کیا۔ چنانچہ میں کہتا ہوں اور یقین سے کہتا ہوں کہ ان اجسام اور اس کے ٹکڑوں کو دیکھنے والوں نے غلطی سے انہیں کسی قسم کے جانوروں کی لاشیں اور اعضاء سمجھ لیا۔

ایک بات اور۔ اس گڑھے میں اور اس کے آس پاس پتھروں اور دھات کے ایسے بہت سے ٹکڑے ملے تھے۔ جن کے ذریعے سے آسانی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زیر زمین کوئی خفیہ عمارت تھی جو خدا جانے کس طرح بھک سے اڑ گئی۔ کسی قسم کے خاص دھات کے ٹکڑے بھی دستیاب ہوئے تھے کسی عظیم

الشان بت کے ٹکڑے تھے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ شیطانوں کا وہ بھوت جس کی تفصیل لسنگھم نے بیان کی تھی اس طرح ختم ہو گیا۔ تاہم چند حقائق اور اس کھنڈر میں سے جو کچھ برآمد ہوا ہے اس کے پیش نظر اندازہ تو یہی ہے کہ اس معبد دیوی اور اس کے پرستاروں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

یہ بھی سن لیجئے کہ اب ہمارے دوست سڈنی آتھرٹن کنوارے نہیں ہیں۔ انہوں نے مس ڈورا لرنے نٹ سے شادی کر لی ہے مس ڈورا بلکہ مسز آتھرٹن اپنے ساتھ بہت سی دولت لائی ہیں چنانچہ اب سڈنی کا شمار لندن کی امیر ترین ہستیوں میں ہوتا ہے کہتے ہیں کہ ڈورا کو سڈنی سے محبت ہوگئی تھی یہ اس کہانی کا آغاز تھا۔ انجام اس کا یہ ہوا کہ آخر کار سڈنی بھی ڈورا سے محبت کرنے لگا۔ اور دونوں نے نہایت ٹھاٹھ سے شادی کر لی سڈنی بدستور سائنسدان ہے اور نت نئی ایجادات کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔

سڈنی کی شادی کی رسم میں اس کا ایک دوست بھی موجود تھا یہ صاحب تھے پرسی وڈ۔ کچھ عرصے بعد میں پرسی نے بھی مسز سڈنی کی ایک سہیلی سے شادی کر لی اب پرسی صاحب "ارل آف بارنیس" ہیں۔

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مسٹر بالٹ کی موت کس طرح واقع ہوئی۔ کارونر کی جیوری نے "بھوک اور تھکن" ان کی موت کی وجہ بتائی ہے۔ مسٹر بالٹ قریبی قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ ان کی قبر کا کتبہ نہایت عمدہ اور نفیس ہے اتنا ہی روپیہ جتنا کہ ان کی قبر کے کتبے پر صرف ہوا ہے اگر انہیں زندگی میں مل جاتا تو ان کا انجام یہ نہ ہوتا یہ ہے زندگی کا ایک المیہ۔

اس کتاب کا وہ حصہ جس کا عنوان "رابرٹ بالٹ کا حیرت انگیز بیان" ہے انکی ان باتوں سے تیار کیا گیا ہے جو انہوں نے سڈنی اور مارجوری کو اس وقت بتائیں۔ جب وہ موخر الذکر کے گھر میں بستر پر پڑے ہوئے تھے۔

وہ حصہ جو مس مارجوری کی زبانی ہے خود انہوں نے لکھا ہے۔ جب وہ جسمانی طور پر تندرست ہو رہی تھیں لیکن دماغی طور پر پاگل پنے کی سرحد پر تھیں اور گزشتہ واقعات کو پوری طرح بھولی نہ تھیں اور وقت گزاری کے لئے کچھ لکھ لیا کرتی تھیں انہوں نے ان واقعات کو بار بار لکھا۔ اور پھر اپنے تمام مسودات نذر آتش کر دیئے۔ صرف ایک مسودہ اتفاقاً بچ رہا یہی وہ مسودہ ہے جو کہ قارئین کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

اب رہا ہے وہ "بھونرا"۔ اور اس کا معمہ تو میں اس کے متعلق یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سڈنی کے ساتھ میں نے اس موضوع پر کئی دفعہ بحث کی ہے لیکن ہم کسی اطمینان بخش نتیجہ پر نہیں پہنچ پائے ہیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں اپنے پچھلے تجربات کی بناء پر یقین سے کہتا ہوں کہ دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا سراغ نہ سائنسدان لگا سکے ہیں اور نہ فلسفی چنانچہ وہ چیز جسے "بھونرا" کہا گیا ہے اور جسے دوسروں نے تو دیکھا لیکن میں نے نہیں دیکھا۔ اسی قسم کی ایک چیز تھی یا شاید ہے (کیونکہ یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئی ہے)۔

چنانچہ "بھونرا"۔ ایک ایسی مخلوق تھی جو کہ نہ خدا سے پیدا ہوئی تھی اور نہ انسان سے۔ بلکہ شاید اسے شیطان نے پیدا کیا تھا۔ اور غالباً وہ شیطان کے پاس ہی پہنچ گئی۔

ختم شدہ